یہ کتاب مکابرۂ منقولی خاص مذہب شیعہ کیلیے لکھی ہے

حضرات اہل سنت والجماعۃ ملاحظہ نہ فرمائیں!!

کتاب

ردِّ ہفواتِ شیعہ
مکابراتِ شیعہ

کا

حصہ اول موسوم بہ

تنزیہ الانساب فی قبائل الاعراب

مؤلفہ و مترجمہ مضاعفہ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شہسوار عرصۂ ملکوت، یکہ تاز میدان لاہوت، عالم جلیل، فاضل نبیل مولانا و مقتدانا جناب مولوی محمد ماہِ عالم صاحب قبلہ و کعبہ مصطفوی چشتی رضی اللہ عنہ

جس کو

[illegible]ھ مطابق سنہ ۱۹۱۹ء میں مرزا احمد سلطان صاحب مصطفوی چشتی ساکن دہلی نے مطبع نور المطابع لکھنؤ میں باہتمام منشی سید نور الحسن صاحب مالکِ مطبع چھپوا کر مکرر شائع کیا

یہ کتاب بطور مکابرہ تہذیب الشیعہ [illegible] لکھی ہے حضرات اہلسنت
ملاحظہ فرمائیں

فہرست مضامین

ہر دو حصہ تنزیہ موسوم بہ تنزیہ الانساب فی قبائل الاعراب و تنزیہ
الانساب فی شیوخ الاصحاب مولفہ جناب مولانا و مقتدانا عالم جلیل و
فاضل نبیل [illegible] ارباب طریقت مولوی محمد [illegible] عالم صاحب مصطفوی چشتی رضی اللہ عنہ

فہرست مضامین حصہ دوم
موسومہ بہ تنزیہ الانساب فی شیوخ الاصحاب

المشتہر

مرزا احمد سلطان خاور گورگانی

مصطفوی چشتی

دہلوی

یہ کتاب مکابرۂ منقولی خاص تہذیب شیعہ کیلئے لکھی ہے

حضرات اہل سنت و الجماعۃ ملاحظہ نہ فرمائیں!!

کتاب

ردِّ ہفواتِ شیعہ

مکابراتِ شیعہ

کا

حصہ اول موسوم بہ

تنزیہ الاصحاب فی وقار الاعراب

مؤلفہ و محررہ و مصنفہ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شہسوارِ عرصۂ ملکوت یکہ تازِ میدانِ لاہوت عالمِ جلیل، فاضلِ نبیل مولانا و مقتدانا جناب مولوی محمد مادِ عالم صاحب قبلہ و کعبہ مصطفوی چشتی رضی اللہ عنہ

جس کو

سنہ ۱۳۳۷ھ مطابق سنہ ۱۹۱۹ء میں مرزا احمد سلطان صاحب مصطفوی چشتی ساکن دہلی نے مطبع نور المطابع لکھنؤ میں باہتمام منشی سید نور الحسن صاحب مالکِ مطبع چھپوا کر مکرر شائع کیا

لیکن پیغمبر خدا کے وہ ارشادات اور نیز ارشادات مذکورۂ سابقہ کے ایسے تہدیدات اس بنیاد پر تھے کہ ان مواعظ
حسنہ و نصائح احسنہ سے مسلمانوں کے اخلاق رذیلہ کا استیصال اور ان کی آیندہ نسلیں ایسے ذمائم
وجرایم سے محفوظ رہیں تاکہ خلق اللہ وخصوصاً مومنین کے تمدن اور تدبیر منزل میں رخنے نہ پڑیں۔
مگر ان ترہیبی وتاکیدی احادیث واجتہادات سے پیغمبر خدا یا علما کا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ بعض صحابۂ
کبار کہ جن کے انساب میں جاہلیت کے سبب سے کچھ خرابی تھی یا بعض مجہول النسب تھے تو وہ بے گناہ
صحابہ قبول اسلام کے بعد بھی اُن وعید و ترہیب کی حدیثوں میں علی الدوام داخل اور گناہ ابوین کی پاداش
میں ماخوذ سمجھے جائیں گے یا خدا تعالیٰ نے جیسے قبل اسلام جو چودہ قسم کے رشتہ داروں سے نکاح حرام فرمایا
ہے اور اُس زمانہ میں بعض صحابہ جیسے [illegible] نکاحوں کا ارتکاب یا اگر کر لیے تھے تو اُن کے
عفو کی سند آیہ الا ما قد سلف[1] ان اللہ کان غفورا رحیما نہیں دے دی گئی یا کوئی شخص[2] قبل
قبول اسلام زمانہ جاہلیت میں [illegible] تھا تو اس کے [illegible] کی دستاویز آیۂ واللذان
یاتیانہا منکم فآذوہما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما ان اللہ کان توابا رحیما
کیا منسوخ سمجھی جائیگی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا تو ایسا ضابطہ کسی شریعت آسمانی میں ہے - اور اگر
ایسا فرض کیا جاسے تو وجود اسلام کو معدوم ماننا پڑیگا کیونکہ پاک نسب اور اصل نسب تھوڑے تھے
جیسا کہ اسی حصۂ اوّل سے معلوم ہوگا لیکن اُن ہی میں کے بعض معیوب الانساب کے گرویدۂ اسلام
ہو جانے کے سبب اسلام کو وہ فروغ ہوا کہ گھر گھر کلمۃ الحق جاری ہو گیا اور ایک وسیع حصہ دنیا میں
لا الٰہ الا اللہ کی دُہائی پھر گئی اور معبودانِ باطل اور اُن کے پجاری جزیرۂ عرب سے نکال دیے گئے
جو کسی صحیح النسب سے نہ نکلے تھے پس حضرات شیعہ کا ایسا سمجھنا اور فرض کرنا محض لغو اور مہمل بلکہ
یہ کلیہ اسلام ماننا پڑیگا کہ ہر معیوب النسب و بدکردار بشرط گرویدگی اسلام تمام عیوب وخطیات سے توبہ
کرتے ہی بیگناہ بلکہ بروقت توبہ نصوح ہر مسلم معصوم ہو جاتا ہے - بمصداق حدیث مقبولہ فریقین التائب

ف۱ مراد یہ کہ محرمات ابدی سے قبل نزول حکم جو تم نے نکاح کر لیے ہیں اُن کے معاف کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحیم ہے ۱۲

ف۲ وہ جو تم میں سے دو مرد (لوطی) آتے ہیں اُن کو تکلیف پہنچاؤ اور جو وہ توبہ کر کے درست ہو جائیں تو اُن سے چشم پوشی کرو بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کا قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۲

مِنَ الذنب کمن لاذنب لہٗ اِسی سبب بعد قوۃ اسلام عیوب جاہلیہ کے اظہار اور ہتک آمیز اسماء و کنیت کی سخت ممانعت سورۂ حجرات میں یہ آئی ہے کہ اے مومنو نہ مرد مردوں کی ہنسی اُڑائیں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اُڑائیں شاید وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ تم آپس میں کسی کو عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے پکارو ایمان قبول کرنے کے بعد بُرے ناموں سے خطاب کرنا بُری بات ہے انتہٰی

یا ایہا الذین اٰمنوا لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان

مگر حضرات شیعہ نے اُن ترہیبی احادیث و تاکیدی اجتہادات سے خلاف قرآن یہ فریب کیا ہے کہ بعض صحابہ جو معیوب النسب یا اُن کے باپ علت اُبنہ سے متہم تھے یا بعض حسب رواج خاندان محرمات ابدی سے تھے یا بعض کے نکاح میں امہات الاولاد تھیں اُن سب حضرات کو احادیث و اجتہادات مزبورہ کا نشانہ بنایا ہے اور سادہ لوح اہلِ سُنّت کی کتب ضعیف و نامعتبر سے علماء شیعہ نے اُن تفکہات و استہزاء و مزاح کو اہلسنّت پر حجت سمجھا ہے اور اُن ہی اتہامات واہیہ کی بنا پر بعض صحابہ کو دوزخی اور بعض کو ناقابل اتباع و تقلید تجویز کیا ہے تاکہ اُن میں سے جن جن حضرات کی افضلیت و امامۃ و قضاء و شہادت ہمارے ہاں تسلیم ہو چکی ہے وہ غارت ہو جائے جس سے یہ نتائج برآمد ہوں کہ توثیق مذہب اہلِ سُنّت و جماعت کی ہزاروں احادیث و اسانید جو بعض مجہول النسب سے مروی ہیں یا بعض معیوب النسب کی قولی و فعلی و تقریری احادیث ہیں وہ سب ہیچ ہو جائیں اور خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم پر باب مطاعن کھل جائے اور مذہب حق رفو چکر ہو لیں جہلائے شیعہ کے اِس شید و مکر کے انکشاف اور اُن کے مطاعن کے جوابات میں ہم نے یہ کتاب ردِ شیعہ بمکابرات شنیعہ لکھی ہے اسکے دو حصے ہیں پہلے حصہ کا نام تنزیہ الانساب فی قبائل الاعراب ہے۔ اِس میں زمانۂ جاہلیت کے اقسام نکاح و جماع اور اقسام ولد الزنا اور احوال مزنیات صاحب رایات و خلاف وضع فطرت اور مابونیت بعض صحابہ کی تکذیب اور خرابی انساب کے وجوہ تحقیقی بحوالہ اسانید تفصیل وار جدا جدا ہیں اور ہر مقام عمیق و غوامض کے ساتھ ساتھ اکثر شبہات کا رد بھی ہے اور اِن سب کے لیے عیوب مقاربات جاہلیہ و مناقب صحابہ اور تنزیہ الانساب اعراب اور فضائل و مناقب ولد الزنا بھی شامل ہیں۔ اِس کے دوسرے حصہ کا نام تنزیہ الانساب فی شیوخ الاصحاب ہے اسکے مقدمہ

میں اخبار غیب باثبات عداوت اہلبیت اور وجوہ عداوت شیخین وغیرہ اور تفضیح بغض ولد الزنا
کی احادیث مجانب شیعہ ہیں اور پھر حضرت فاروق وغنی وطلحہ ومعاویہ کے انساب کے ابحاث مع
دفع مطاعن شیعہ ونسب اربعہ وموالید مشترک النطفہ وتنقید وتحقیق چار یاری کی ابحاث ہیں اور
ان سب کی تنزیہ انساب کے ساتھ عمرو عاص وابوہریرہ کی بھی تنزیہ نسب ہے اور باب ششم
میں تین دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے نسبی تعلق کا باپ سے متعلق ہونا غیر ضروری ثابت کیا گیا ہے
اور ساتویں باب میں مقدار معصیت لواطت وزنا اور شرف فضیلت جماع بر صوم وصلوٰۃ باشاک
بیان کیا گیا ہے اور مثال کے طور پر بعض صوفیہ کرام کے زنا وامارات زنا اور ان افعال سے بطور
معجزہ صدور کرامات کا ہونا ثابت کیا گیا ہے اور خاتمہ پر ایک نکتہ لطیف برائے تہذیب شیعہ اور ذکر
ولادت آدم وحوا اور فضائل صحابہ اور بالخصوص خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سچی حکایات منقول
جملہ مضامین سے روافض کے جہل وتجاہل کی بخوبی اصلاح اور ۹ ربیع الاول کی عید یا شجاع کے جلسے موقوف
ہوجائینگے انشاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق +

باب اوّل بعض قبائل عرب کے اقسام نکاح وجماع وغیرہ میں

اس کتاب کا موضوع تنزیہ نسب ہے اور نسب کا مبادی جماع اور اسکے مسائل بوس وکنار ومس
ومباشرت ومعاملات متعلقہ ہیں اور یہ مبادی ومسائل حلال بھی ہوتے ہیں اور حرام بھی اور حلال وحرام
کیلیے شرعاً وعقلاً عقاب وثواب ہے لیکن ثواب وعقاب سمجھنے کی اہلیت اقوام مہذب وتعلیم یافتہ میں ہوا
کرتی ہے نہ کہ وہ جاہل عرب جو کہ مکہ معظمہ کو خانۂ خدا سمجھتے اور پھر اسی میں فحش وعصیاں بھرے قصائد قوم
کو مجمع عام میں سُناتے تھے اور اُسی ہرزہ سرائی کو سرمایۂ ناز سمجھکر خانۂ کعبہ ہی میں آویزاں کرتے تھے۔
چنانچہ سبعہ معلقہ میں امراء القیس وغیرہ کے بعض اشعار اس بیان کے شاہد ہیں پس عرب کی اس
ناتراشیدگی پر خدائے تعالیٰ کے ہاں سے غافل کا خطاب ملا ہے چنانچہ یٰسین شریف میں ہے اے محمدؐ
ڈراتو اُس قوم کو جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اور لتنذر قوما ما انذر اٰباءھم فھم غافلون
وہ غافل ہیں۔ پس بنظر تصدیق آیۂ شریفہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ملک عرب کی ازدیاد
شہوت کے اسباب اور اس قوم کے نکاح وجماع کے حالات اور اُن کا عام فحش بتوثیق کتب تحریر کریں
اور پھر بہ توفیق آیۂ کرامت پایۂ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا غرباء عرب اور بالخصوص بعض

صحابہ رضوان اللہ علیہم کی بریت کرائیں اس لحاظ سے یہ حصہ اوّل چند ابواب وفصول پر مشتمل ہے۔

فصل اوّل وجہ تسمیہ عرب اور اُنکی ازدیاد شہوت کے اسباب میں

ملک عرب کا نام جو عرب مشہور ہے تو اِس تسمیہ کی یہ وجہ قیاساً معلوم ہوتی ہے کہ عرب کے مرد وزن چونکہ بالعموم حریص جماع ہوتے ہیں اس سبب سے زمانہ سابق میں اُس کو عروب کہتے ہوں گے کثرتِ استعمال سے واو ساقط ہوکر عرب رہ گیا +

عروب بفتح اوّل وضم دوم کے لغت میں دو معنی ہیں **ایک** وہ عورت جو اپنے شوہر کی عاشق ہو **دوسری** وہ عورت جس کا شوہر اُسی کا عاشق ہو اگرچہ لفظ عرب بفتحتین کہ جس کے معنی نشاط ہیں اور اُس سے بھی اہلِ عرب کے حریص جماع ہونے اور اِس خطاب کے ملنے کی وجہ روشن ہوتی ہے لیکن لفظِ نشاط مشترک المعنی ہے جس سبب سے ماؤل اور محتاج تفسیر ہے۔ اِس بنا پر قیاس جلی اِس امر کا مقتضی ہے کہ ملک عرب کا ابتدائی نام ملک عروب ہوگا +

عرب کے بعض اقطاع مثلاً طائف ویمن وشام وغیرہ بسرسبز وشاداب ہیں مگر اُس کا وہ حجازی حصہ کہ جس کے باشندوں کے کردار واطوار اور بعض کے انساب کے حالات ہم لکھنے والے ہیں وہ نہایت گرم وخشک ہے جس میں پانی جیسی ضروری شے کمیاب بلکہ بعض مقامات پر نایاب ہے اِسی سبب سے اسلام میں قطع نظر عذر کے نایابی آب پر وضو بلکہ غسلِ واجب کا بدل تیمم مقرر ہوا اور بجائے آب خاک سے ازالۂ نجاست مان لیا گیا اور عدم میسری آب کی صورت میں بخوف ہلاک جاں تحصیل آب کی خاطر اگر زنا واقع ہوگیا تو معاف کردیا گیا۔ چنانچہ محب طبری نے **ذخائر العقبےٰ** ذکر رجوع شیخین میں عبد الرحمن اسلمی سے روایت کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک نیک بخت بی بی پیاس کی شدت سے بیتاب ہوکر ایک چرواہے سے پانی کی طالب ہوئیں تو اُس ظالم نے کہا کہ ہم بستری قبول کرو تو پانی پلاتا ہوں (قیاساً اُن کی حالت غیر ہوئی جاتی ہوگی مجبوری وناچاری) انھوں نے چرواہے کی درخواست قبول کی۔ پس یہ قصہ شدہ شدہ بارگاہِ فاروق تک پہنچا اور مشیران خلافت نے رجم کا مشورہ دیا لیکن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک وہ بی بی ملزم نہ تھیں رہا کردی گئیں پس عصمت جوکہ اکثر وبیشتر عورتوں کو طبعاً مرغوب ہوتی ہے نامیسری آب کی صورت میں اُس تک کو عزیز نہیں رکھ سکتیں +

حجاز میں خواہش نفسانی و جوشِ شہوانی بہ نسبت اور ممالک کے زیادہ ہونے کے کئی سبب
معلوم ہوتے ہیں اوّل حجاز کا گرم و خشک ہونا دوم پانی کی قلت سوم کھجور، شیر شتر، گوشت دنبہ
روغن زیتون، شہد اور بعض مقام پر مچھلی کا تغذیہ یہ جملہ اسباب و اشیا ازدیادِ شہوت کے باعث
اور محرک باہ ہیں۔ اسی باعث حجازی شوقین مقاربات اور مادہ جہندہ کے اخراج کے مفتون تھے۔
اور ایسا ہی ہیجان شہوت حجازی عورتوں کو تھا کہ بعض شوقین مردوں کے ساتھ برہنہ سوتی تھیں
چنانچہ نسائی جلد دوم صفحہ (۱۰۳) میں محمد بن قیس سے مروی ہے کہ بعض مخدرات کے برہنہ ہونے
کے سبب [illegible] جبرئیل حتی خدا اُنکے لحاف میں نہ پہنچ سکتے تھے اور یہ اُسی ملکی حرارت کا اثر تھا
کہ نو سالہ لڑکیاں قابل ہم بستری سمجھی جاتی تھیں اور ساٹھ سالہ ہونے تک بچے جنتی تھیں اور بعض اُن
میں ایسی شہوت پرست تھیں کہ خواہش ہم بستری میں اولاد کی جان کی پروا نہ کرتی تھیں۔ چنانچہ
تیسیر القاری شرح بخاری کے جزو خامس صفحہ ۳۴۴ میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوطلحہ
(یعنی زید بن سہیل شوہر ام سلیم والدہ انس ابن مالک) انصاری کا بچہ سخت بیمار تھا وہ مر گیا تو اُسکی ماں
نے [illegible] دوسری [illegible] ابوطلحہ [illegible] پوچھا کہ بچہ کیسا ہے تو اُس کی ماں نے کہا کہ اچھا ہے ابوطلحہ
[illegible] (اور رات کو بیوی میاں [illegible]) پھر صبح کو [illegible] میاں کو مرغن کھانا
کھلایا [illegible] لگے تو بیوی [illegible] کہا کہ بچہ [illegible] اُس دن کی تیاری ہوئی
[illegible] ہم بستری سے مادر مشغول [illegible] بچے کی موت کا [illegible]
الرحمہ [illegible] اُنھوں نے حجاز
کی عورتوں کی خواہش نفسانی کی جانچ پڑتال [illegible] یہ کلیہ بنایا کہ [illegible] شیعہ کے لیے [illegible] کی انتہائی مدت
ساٹھ سال اور غیر شیعہ کے لیے پچاس سال مگر یہ کلیہ صحابیہ مشہورہ کی زوجہ زبیر بن العوام یعنی
اسما بنت ابی بکر صدیق کے واقعہ نے غلط ثابت کر دیا چنانچہ تاریخ بخاری میں ہے کہ عبد اللہ
بن زبیر جب زمانہ عبد الملک میں ادعائے خلافت کے سبب سے قتل کیے گئے تو اسما بنت ابی بکر
کی عمر نود (نوے) برس کی تھی جب قتل پسر کی اطلاع ملی تو کہا کہ حمداً للہ یا عبد اللہ لقد
بکی علیک کل شئ فی جسمی حتی فرجی یعنی [illegible] خدا کا شکر کرتی ہوں اے عبد اللہ کہ تیرے
غم میں میرا ہر جزو بدن روتا ہے حتی کہ فرج بھی روتی ہے [illegible] حبیب السیر میں یوں لکھا ہے (چون خبر

قتل عبداللہ بمادرش رسید باوجودیکہ سنش از نود تجاوز کردہ بود حائض گشت) چونکہ علمائے شیعہ علوم کو حجاب اکبر سمجھکر زیادہ حاصل نہیں کرتے اِس لیے اُن سے دینی کاموں میں بکثرت لغزشات ہوتی رہتی ہیں **الغرض** وفورِ شہوت کے سبب سے زمانۂ جاہلیہ میں نکاح وجماع کے اقسام کثیر جاری تھے جو فصول آیندہ میں لکھے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ؏

فصل دوم اقسام رسوم نکاح جاہلیہ میں

زمانۂ جاہلیہ میں تعداد ازواج منکوحہ وممتوعہ و مدخولہ کی کوئی حد مقرر نہ تھی ہیجانِ شہوۃ سے جو جتنی چاہتا عورتیں رکھتا تھا اور اُمّہات جو ترکہ میں آتی تھیں وہ مزید براں تھیں جیساکہ آیندہ معلوم ہوگا تلخیص الصحاح ترجمہ تیسیر الوصول جلد ششم کتاب النکاح باب ارکان النکاح کے صفحہ ۲۴۳ میں بحوالۂ بخاری وابوداؤد جو اقسام نکاح بروایت حضرت عائشہ مروی ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے:-

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے سُنا کہ زمانۂ جاہلیہ میں چار طرح پر نکاح ہوا کرتے تھے اُن میں سے ایک قسم تو یہی نکاح ہی جو آج لوگ کرتے ہیں کہ ایک مرد دوسرے مرد کو اُسکی بیٹی یا بہن وغیرہ کے نکاح کا پیغام دیتا اور نکاح کرتا ہے دوسری قسم کا نکاح یہ تھا کہ مرد اپنی عورت سے کہتا تھا جبکہ وہ حیض سے پاک ہوتی تھی کہ تو فلاں شخص کو بلا بھیج اور اُس سے صحبت کروا پھر اُس کا شوہر اُس سے الگ رہتا صحبت نہ کرتا تھا یہانتک کہ حمل ظاہر ہوتا کہ جس کا حمل رکھنا چاہتا تھا اور جب اُس مرد سے حمل رکھا لیا جاتا تو پھر اُس کا شوہر بھی اُس عورت سے صحبت کیا کرتا تھا۔ مگر یہ نکاح صرف نجابت اولاد کی غرض سے کیا جاتا تھا تاکہ اولاد شریف خاندان سے ہو پس اس نکاح کا نام نکاح استبضاع

عن عروۃ قال اخبرتنی عائشۃ ان النکاح کان فی الجاھلیۃ علی اربعۃ انحاء فنکاح منھا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل الی الرجل ابنتہ او ولیتہ فیصدقھا ثم ینکحھا ونکاح اٰخر کان الرجل یقول لامرأتہ اذا طھرت من طمثھا ارسلی الی فلان فاستبضعی منہ و یعتزلھا زوجھا ولا یمسھا حتی یتبین حملھا من ذلک الرجل تستبضع منہ اصابھا زوجھا اذا احب وانما یفعل ذلک رغبۃ فی نجابۃ الولد فکان یسمی نکاح **الاستبضاع** ونکاح اٰخر یجتمع الرھط ما دون العشرۃ فید خلون علی المرأۃ کلھم یصیبھا فاذا حملت ووضعت ومرّ لیال بعد ان تضع ارسلت الیھم فلم یستطع رجل منھم ان یمتنع حتی یجتمعوا

تھا تیسرا نکاح یہ تھا کہ ایک عورت کے پاس دس مرد سے کم
جمع ہوتے تھے پھر وہ سب ایک عورت سے صحبت کیا کرتے
تھے اور جب وہ عورت حاملہ ہو کر بچہ جنتی اور اُس پر چند راتیں
گزر جاتیں تو وہ عورت اُن سب مردوں کو بُلا بھیجتی تو اُن میں
سے کوئی مرد غیر حاضر نہ ہو سکتا تھا یہاں تک کہ سب اُس کے پاس
جمع ہوتے تھے تو وہ اُن سب سے کہتی تھی کہ البتہ تم اپنا کام
جانتے ہو جو تم نے کیا ہے اور میں نے یہ بچہ جنا ہے تو اے
فلاں شخص یہ تیرا بیٹا ہے۔ تو جس کے ساتھ وہ عورت چاہتی
نسب ملا دیتی تھی اور جس سے وہ نسب ملا دیتی اُس مرد کو کوئی
عذر نہ ہو سکتا تھا چوتھا نکاح یہ تھا کہ ایک عورت کے پاس
بہت لوگ جمع ہوتے تھے جو اُس کے پاس جاتا تو وہ کسی کو نہ
روکتی تھی اور وہ حرامکار عورتیں تھیں کہ اپنے دروازوں پر
جھنڈے نصب کرتی تھیں اور ہر شخص اُن کے پاس جاتا تھا پھر
اُن میں سے کوئی حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اُس کے پاس آنیوالے
سب جمع ہوتے اور قیافہ داں کو بُلاتے پھر جسکے ساتھ وہ مناسب سمجھتا
نسب ملا دیتا تھا اور وہ شخص اُس بچہ کو اپنے ساتھ لیجاتا اور وہ بچہ اُسیکے نسب سے
مشہور ہوتا تھا اسکے خلاف نہ ہو سکتا تھا۔ پس جب آنحضرت مبعوث

عندها فتقول لهم قد عرفتم
الذي كان من امركم وقد
ولدت فهو ابنك يا فلان تلحق
من احبت فلا يستطيع ان يمتنع
نكاح الرابع يجتمع الناس
الكثير فيدخلون على المراءة
فلا تمتنع ممن جاءها وهن
البغايا كن ينصبن على ابوابهن
الرايات فمن ارادهن دخل
عليهن فاذا حملت احداهن و
وضعت حملها جمعوا لها ودعوا
لها القافة فالحقوا ولدها
بالذي يرون فالتاطه ودعى
ابنه لا يمتنع منه فلما بعث
محمد صلعم بالحق هدم نكاح
الجاهلية كله الا نكاح الناس
اليوم -

برسالت ہوئے تو جاہلیہ زمانہ کے سب نکاح موقوف ہو گئے مگر جو نکاح کہ آج ہوتا ہے۔ انتہٰی محصلاً *
اِس حدیث سے انساب عرب کی جو کچھ حالت معلوم ہوئی وہ موشگافی کی محتاج نہیں لیکن اس
حدیث سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ نکاح قسم دوم استبضاع و نکاح قسم سوم عشرہ و چہارم نکاح رہط کا
رواج کن کن قبائل و شعوب میں تھا جن میں محصنہ عورتیں اپنے ہاں کے جائز طریقہ سے باجازت شوہر
اجنبی سے اولاد حاصل کرنے کی مجاز تھیں اور طہر واحد میں اُن کو بکثرت مرد حلال تھے ایسی صورت میں
کیا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اُن مسماۃ کو ان نکاحوں کے علاوہ اور کیسے کیسے نکاح اور کیا کیا افعال حلال ہونگے

پہلی قسم کا نکاح جو اِس حدیث میں گزرا تو اُس میں یہ تفصیل نہیں کہ آیا جملہ عرب کا یہ شعار تھا کہ ہر مرد عورت کے ولی کو پیغام نکاح دیتا تھا یا خاص کا یہ طریقہ شرفاء عرب کا تھا یا اراذل کا لیکن تتبع کتب سے پایا جاتا ہے کہ مرد کا عورت کے ولی کو پیغام نکاح دینے کا رواج کمینوں میں تھا اور شرفاء اپنی بیٹیوں کا پیغام نکاح خود لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ چنانچہ نواب وقار نواز جنگ وحید الزماں نے **انوار اللغات** پارہ یازدہم باب الزاء مع الواو صفحہ ۶۰ میں بحوالہ صحیح مسلم لکھا ہے کہ ابوسفیان نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میں اپنی بیٹی **رملہ** معروف بہ اُم حبیبہ کا نکاح آپ سے کر دوں اسی طرح حضرت ابوبکر نے اپنی بیٹی عائشہ کے لیے پیغام نکاح کی ابتدا کی چنانچہ **قرۃ العینین** شاہ ولی اللہ دہلوی کے صفحہ ۱۱ میں حبیب غلام عروہ ابن اخت عائشہ کی یہ روایت لکھی ہے :۔

حبیب نے کہا کہ حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تو آنحضرت رنجیدہ رہنے لگے حضرت ابوبکر عائشہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عائشہ سے آپ کی دل بستگی ہو گی اور غم کم ہو گا اس کے بعد ابوبکر عائشہ کو اپنے ساتھ واپس لے گئے پس اُس وقت سے آنحضرت حضرت ابوبکر کے گھر آنے جانے لگے اور حاکم نے بسند محمد بن عمرو اور اُنہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے عائشہ نے کہا کہ جب ہم مدینہ آئے تو اپنے باپ کے ہاں رہے اُس زمانہ میں آنحضرت مسجد بنوا رہے تھے اور ہم لوگوں کے گھر مسجد کے گرد تھے جن میں ابوبکر ٹھیرے تھے چند روز ہم اُسی مکان میں رہے تھے کہ میرے باپ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اپنی زوجہ کا زفاف کیوں نہیں فرماتے آپ نے فرمایا مہر کا روپیہ نہیں پس میرے باپ نے ساڑھے بارہ اوقیہ (چاندی یا سونا) پیش کیا اسکے بعد آنحضرت نے اسی مکان

عن حبیب مولی عروہ قال لما ماتت خدیجہ حزن علیہا النبی صلعم فاتاہ ابوبکر بعائشہ فقال یا رسول اللہ ہذہ تذہب ببعض حزنك وان فی ہذا خلقا من خلقہ ثم ردہا فکان رسول اللہ صلعم یختلف الی ابی بکر الحدیث و اخرجہ الحاکم من طریق محمد بن عمرو عن عائشہ قالت قدمنا المدینۃ فنزلت مع عیال ابی بکر ونزل الی رسول اللہ صلعم وہو یومئذ یبنی المسجد وابیاتنا حول المسجد فانزل فیہا اہلہ ومکثنا ایاما فی منزل ابی بکر قال یا رسول اللہ ما یمنعك ان تبنی باہلك فقال رسول اللہ الصداق فاعطاہ ابوبکر اثنی عشر اوقیۃ ونشا فبعث رسول اللہ الینا وبنی بی رسول اللہ فی بیتی ہذا الذی

درخواست ابوسفیان

درخواست نکاح ابوبکر

درخواست زفاف

میں مجھ سے ہم بستری کی کہ جس میں ہم اب ہیں انتہٰے　|　انا فیہ

اس حدیث سے درخواست نکاح کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض شرفاء عرب زفاف کی بھی درخواست کر دیا کرتے تھے اور جو دولہ کے پاس ادائے مہر کا روپیہ نہ ہوتا تھا تو دلہن کا باپ وہ بھی ادا کر کے زفاف کرا لیتا تھا۔

کتب صحاح وغیرہ میں ہے کہ پیغمبر خدا نے سب صحابہ کے مال کی نسبت ابوبکر کے مال سے زیادہ نفع اٹھایا تو غالباً وہ مال زفاف کی ہی رقم ہو گی جسکے ادا کرنیکا کسی حدیث میں ذکر نہیں ورنہ ہجرت کے تنگ وقت میں حضرت ابوبکر کے ۰۰۰ درہم کے اونٹ کی قیمت آنحضرت نے ۴۰۰ درہم دی تھی (دیکھو مدارج النبوۃ) اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ میں ہے کہ ام رومان نے حضرت عائشہ کا منہ ہاتھ دھلا کر آنحضرت کی گود میں اٹھایا اور ہم بستری ہوئی ہمراہ یہ کہ جلدی میں جہیز تو غریب کہاں سے دیتی جیسے نکاح کے وقت چہرہ کا جانا گیا تھا البتہ کچھ اس وقت بھی لباس ہو گا دلہن بنانے کا موقع بھی میسر نہ آیا بجہت اخلاص جو کچھ میسر تھا سامنے رکھ دیا لیکن مدارج النبوۃ جلد دوم میں اتنا ضرور ہے کہ علاوہ حضرت کی بندگاہ ظفار کی کوڑیوں کے ہار کا گہنا دیا تھا اور وہ وہی ہار تھا کہ جسکو ڈھونڈنے کی حضرت عائشہ ایک مقام سفر میں گئی تھیں جس کے سبب حکم تیمم نازل ہوا (صحاح)

ایسا ہی شرفائے عرب کی طرح حضرت فاروق نے اپنے داماد خنیس بن حذافہ کے مرنیکے بعد حضرت حفصہ کے لئے خود حضرت ابوبکر کو پیغام نکاح دیا اور انکے انکار سے حضرت فاروق کو صدمہ عظیم ہوا اور پھر اسکے بعد حضرت عثمان غنی سے درخواست کی انہوں نے بھی انکار کیا اسکے بعد آنحضرت سے درخواست کی اور آنحضرت نے حفصہ سے نکاح کر لیا (صحیحین)

حضرت فاروق کی پوتی حفصہ بنت عاصم بن عبد اللہ بن عمر کا نکاح جو ابراہیم بن نعیم سے ہوا تو وہ صاحبزادی کے واقعہ سے بڑھکر آزادی سے ہوا چنانچہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۱۹۳ میں مصعب بن زبیر سے روایت ہے کہ عاصم موصوف ایک دن ابراہیم مذکور کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیٹی ام عاصم اور حفصہ کو پیش کیا اور فرمایا ان دونوں میں سے جو بھلی لگے اس سے نکاح کرے پس ابراہیم نے حفصہ کو پسند کیا عاصم نے اسی سے ابراہیم کا نکاح کر دیا انتہٰے محصلاً چونکہ حضرات شیخین کی شرافت خاندانی اور عالی حسب و نسب ہونیکے گواہ الفاروق شبلی اور ازالۃ الخفا وغیرہ ہیں اس وجہ سے یقین کامل ہے کہ اور شرفائے بنی عدی بھی ایسا ہی کرتے ہونگے کہ اپنی بیٹیوں کے نکاح کے لئے خود لوگوں سے درخواست کرتی ہونگی لیکن حضرات شیعہ خلفائے ثلثہ کی شرافت خاندانی کو قبول نہیں کرتے چنانچہ رمی الجمرات شیعہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ میں

۱؎ رمی الجمرات جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ بحوالہ کتب معتبرہ اہلسنت ان ابابکر لما زوج ابنتہ عائشۃ لم یکن علیہا الا الصوف یعنی جب ابوبکر نے اپنی بیٹی عائشہ کا نکاح کیا تو اسکے پاس کچھ نہ تھا مگر جرمی کا جامہ۲؎ کہتے ہیں کہ وہ ۴ درہم کا تھا اور بعض نے اسکی قیمت سوا دو روپیہ کلدار قرار دی ہے۔

بحوالۂ کتب سیر لکھا ہے کہ ۔ ابو قحافہ کا پیشہ چڑیمار ی تھا
یعنی قمری اور فاختہ پکڑا کرتے تھے اور جبتک آنکھوں میں
روشنی رہی یہی پیشہ کرتے رہے اور جب اندھے ہو گئے
اور ابوبکر روٹی نہ دے سکے تو رئیس مکہ عبداللہ بن جدعان

وکان کسبہ من صید القماری والدباسی ...
فلما عمی عجز ابنہ عن القیام ... ابن جدعان
من ... الاحصان
الاضیاف ... من بقیۃ الطعام

نے تجویز کیا پس اُسکے ہاں اس خدمت پر مقرر کیے گئے کہ روزانہ کوٹھی پر چڑھکر مہمانوں کو کھانیکے لیے پکارتے تھے اور اُن کا
پس خوردہ کھاتے تھے انتہیٰ ۔ اور ابو جعفر اسکافی معتزلی نے لکھا ہے کہ ابو قحافہ ابن جدعان کے دسترخوان پر مکھیاں
اڑانے پر مامور ہوئے تھے جیسا کہ آئندہ لکھینگے انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اسکے علاوہ شیخین نے سلطنت پیغمبر کے حصہ دار
ہونیکی غرض سے اپنی اپنی بیٹیوں کا ڈولا دیا اور چونکہ بغیر خلوت صحیح حق زوجیت میں خامی رہتی تھی اسلیے زفاف بھی کرا لیا
اسی طرح حضرت فاروق کا خاندانی پیشہ سب ذلیل و ذلیل تھا جو مختلف کتب اسلامی میں کئی ذلیل پیشے لکھے ہیں مثلاً
اونٹ چرائی کی چرانا ۔ حمالی ۔ چوکیداری ۔ گدھے بیچنا ۔ دلالی ۔ چمڑے رنگنا ۔ بھاٹ پنا کرنا جس سے فاروق کا خطاب ملا جن لسانید کر
حضرات شیعہ نیچ قوم ثابت کرتے ہیں لیکن شیعہ کو چاہیئے کہ کف لسان فرمائیں جائز طور پر کمانا عیب نہیں ۔

ہمارے نزدیک یہ تمام ہفوات شیعہ مہمل اور ناقابل التفات ہیں کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر اول تو شریف خاندان کے
اور جو بالفرض وہ چوڑے ہوں یا چمار بدمعاش ہوں یا اُچکے چور ہوں یا جیب کترے ۔ ڈوم ہوں یا ڈھالی مگر مسلمان اور
خوش نصیب حکمران اور فاتحان ممالک تھے ۔ دوم حضرت ابوبکر کے بزازہ کی دوکان مکہ معظمہ میں آجتک نشان کا موجود ہے
الغرض مسندات و سنن و صحاح وغیرہ میں بعض ایسی عورتوں کی قصص درج ہیں کہ وہ خود مردوں سے درخواست نکاح کیا کرتی
تھیں چنانچہ بعض نے آنحضرت سے درخواست کی اور آپ نے فرمایا مالی الیوم یعنی مجھے ضرورت نہیں (مشارق الانوار) چونکہ
حضرت عائشہ و حفصہ نے آکر خود درخواست نکاح نہیں کی بلکہ اُنکے باپوں نے اور وہ بھی حسب رواج خاندان کی تو اس صورت
میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور شیخین کا یہ عمل شرفاء قریش کی مطابق معلوم ہوتا ہے ۔ **دوسری قسم** کا نکاح استبضاع
تھا ۔ اس نکاح کی رسم خاندان معاویہ میں پائی جاتی ہے چنانچہ حاشیہ مستطرفہ مسمی بہ ثمرۃ الاوراق جلد اول صفحہ ۴۳ میں جناب امام حسن مجتبیٰ
علیہ السلام کی جو اعتراضات عتبہ برادر معاویہ پر ہیں اُنمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اے عتبہ تو کسی قتل کی جرات کیونکر کرسکتا ہے (ابن عبر بتایا ہے)

تو نے اُس شخص کو دیکھا جو تیری جورو سے تیری ہی بستر پر بکرونت بدفعلی کر رہا
تھا تجھ سے اُسکو قتل کیوں نہ کیا بلکہ (اس دیکھنے پر تو نے اُس جورو کو گھر سے بھی نکالا

وما انت یا عتبۃ فکیف تعد احدا بالقتل لم لا قتلت الذی وجدتہ
علی فراشک مضاجعا لزوجتک ثم امسکتہا بعد ان بغت ۔

انتہیٰ محصلاً ۔ **اگرچہ** اُس سند میں نکاح استبضاع کا لفظ نہیں مگر حدیث مذکورہ کے قاعدہ استبضاع سے یہاں وہی آثار

پائے جاتے ہیں ورنہ عتبہ جیسا جری بہادر اپنی زوجہ کو مرد اجنبی سے ملوث دیکھ کر چپ رہ جاتا اور ایسا چپ کہ نہ اُس اجنبی کی تنبیہ کی اور نہ اُس جورو کو گھر سے نکالا۔ اسی طرح جناب معاویہ کا بھی رسم استبضاع کرنا پایا جاتا ہے چنانچہ شیخ شہاب الدین الیشی کی **مستطرف** کے صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے کہ جب شہر دمشق میں ہاتھی آیا تو لوگ اُس کے دیکھنے کیلئے نکلے جناب معاویہ بھی ایک بلندی پر چڑھ گئے کہ اچھی طرح نظر آئے وہاں یہ تماشا بھی دیکھا کہ ایک شخص اُنکے حرم محترم سے بدفعلی میں مشغول ہے معاویہ نے فوراً گھر پہنچکر دق الباب کیا تو دروازہ نہ کھلا (جب کھلا) تو مرد اجنبی سے معاویہ نے کہا کہ یار ہمارے ہی گھر میں ہماری ہتک حرمتی کرتا ہے حالانکہ تو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے اُس نے کہا کہ تیرے حلم و تحمل نے یہ جرأت دلائی معاویہ نے کہا اچھا اگر تیرا یہ قصور معاف کیا جاوے تو تو کسی سے یہ راز تو نہ کہیگا اجنبی نے کہا کیا مجال پس معاویہ نے اُسکا یہ قصور معاف کیا اور اُسکا راستہ چھوڑ دیا۔ انتہےٰ محصلاً

ولما دخل الفیل دمشق واجتمع الناس لرویته صعد معاویه فی مکان مرتفع ینظر الیه فبینما هو کذلك اذ انظر فی بعض الحجر من قصره رجلاً مع بعض حرمه فاتی الحجرة ودق الباب فلم یکن من فتحه بدا فوقعت عینیه علی الرجل فقال له یا هذا انی قصری وحرمتی وانت فی قبضتی فا حملك علیٰ هذا قال حلمك وعفوك فقال له معاویه فان عفوت عنك تسترها علی قال نعم فعفیٰ عنه وخلی سبیله (امجدیہ صفحہ ۷۷)

حدیث بخاری وغیرہ سے رسم استبضاع کا ادا ہونا تو شوہر ہی کے مکان میں پایا جاتا ہے لیکن جناب ممدوح نے شاید اس رسم کی ادای کی نیت اجنبی کے مکان میں قرار دے رکھی ہوگی جس سے اجتہادی وقعت معلوم ہوتا ہے **الغرض** اس سند میں بھی نکاح استبضاع کا نام نہیں ہے لیکن ضمناً اور اصولاً اسی کے پائے جاتے ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ عتبہ نے اپنی زوجہ کو بطریق رسم قدیم اپنے ہی مکان پر نکاح استبضاع کی اجازت دے رکھی ہوگی اور جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے مرد شریف کے قائل مشقوق ہونے کے قبل سے اپنی ہی مکان پر نکاح استبضاع کی نیت کرلی ہوگی۔ واللہ اعلم

تیسری قسم نکاح عشر۔ اس کی نظیر کتب اسلامی میں دستیاب نہیں ہوئی لیکن الکفر ملة واحدہ مسلمہ ہے۔ پس ہندو دھرم میں **نیوگ** اس کی مثال ہے۔ نیوگ یہ ہے کہ بیوہ یا شوہر والی کو دس مردوں تک سے اولاد حاصل کرنے کا حق حاصل ہے مگر شوہر والی کے واسطے یہ قید ہے

کہ اگر خاوند دور مقام پر ہو یا کہ وہ بیکار ہو گیا ہو تو وہ عورت دس مردوں تک سے باجازت شوہر اولاد حاصل کر سکتی ہے لیکن جو قید نکاح استبضاع میں مرد شریف کی ہے اُس سے بڑھکر نیوگ میں ہے کہ عورت اپنی ذات سے نیچی ذات والے کے ساتھ نیوگ نہیں کر سکتی فرق اِس قدر ہے کہ استبضاع میں شخص واحد شوہر کی مرضی کا منتخبہ ہونا پایا جاتا ہے اور نیوگ میں دس مرد اجلنی عورت کے منتخبہ پائے جاتے ہیں +

ستیارتھ پرکاش میں نکاح نیوگ کا مسئلہ بطور قانون درج ہے اور ادی پرب اَدھیا کے صفحہ ۱۲۲ میں ہے کہ مہارانی کنتی نے اپنے شوہر راجہ پانڈو کی اجازت سے تین مختلف رشیوں سے ذریعہ نیوگ اولاد حاصل کی تھی بلکہ خود راجہ پانڈو بھی نیوگ سے پیدا ہوئے تھے اور اسی طرح راجہ دھرتراشٹر نیوگ کی اولاد سے تھے اور راجہ بل کی اجازت سے اُن کی رانی سہوو لیشیا نے پانچ فرزند نیوگ سے جنے تھے اور راجہ سورداس کی رانی پدمنی نے اپنے راجہ کے حکم سے وشیشٹ جی کے ساتھ نیوگ کیا تھا اور راجہ کلماس پاؤ کی رانی یاوتی نے راجہ کی اجازت سے بذریعہ نیوگ اولاد حاصل کی تھی اور راجہ اُتہت رشی کی رانی ممتا اور راجہ اُولک کی رانی نے نیوگ سے اولاد حاصل کی تھی۔ انتہے ملخصاً (اخبار البشیر نمبر ۴۲ جلد ۱۵ ماہ اکتوبر ۱۹۱۳ء) اور یہ رسم بعض ہندو اقوام میں آج تک جاری ہے +

چوتھی قسم کے نکاح کی بھی کوئی نظیر دستیاب نہیں ہوئی لیکن اِن چاروں نکاحوں کے علاوہ بھی عرب میں اقسام نکاح جاری تھے چنانچہ کتاب رسوم جاہلیہ میں جو اقسام نکاح درج ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

پانچواں نکاحِ جماعۃ تھا اِس زمانہ میں صرف پانچ ہی مرد ایک عورت سے زمانہ واحد میں نکاح کر سکتے تھے ایسے نکاح کے مثال میں مسماۃ نابغہ ام عمرو عاص بن وائل ہے جس سے حضرت عمرو عاص پیدا ہوئے جس کے اسانید حصہ دوم میں لکھے جائیں گے انشاء اللہ تعالے ۔ لیکن اِس نکاح کا نام نکاحِ خمسہ رکھا جائے تو بیجا نہیں اور اِسی طرح نکاح چہارم کا نام نکاحِ جماعت یا نکاح رہط + •

چھٹا نکاح الخدن تھا جس کی ممانعت پانچویں پارہ میں ہے ولا متخذات اخدان یعنی چھپواں یاری کرنے والی سے نکاح نہ کرو اس کی مثال میں ہلال بن اُمیہ کی جورو شریک بن سحما کی

صفحہ ۲۲۲ باب الاول

صفحہ ۲۲۳ باب الاول

پارہ ۵ آیت

آشنا ہے جس کا قصہ اسی باب کی فصل چہارم میں آئیگا۔ انشاء اللہ تعالٰے۔ غالباً ہندوستان میں نکاح الخدن خانگی یاری ہے فتح الباری وغیرہ میں ہے کہ اس نکاح کی رسم اسی وجہ سے تھی کہ عرب لوگ نکاح معروف کو منحوس اور نکاح الخدن کو مبارک جانتے تھے۔

ساتواں نکاح البدل تھا یعنی ایک شخص اپنی منکوحہ کو برضا و رغبت دوسرے کی منکوحہ سے بتراضی طرفین تبادلہ کرلیا کرتا تھا۔ چنانچہ شبلی نعمانی نے الکلام میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری جلد ۵ صفحہ ۱۵۱ میں اس قسم کے نکاحوں کا ذکر داؤدی سے روایت کیا ہے اور استیعاب ابن عبدالبر جلد ثانی صفحہ ۵۲۷ میں عُیَینَہ بن حصن کی روایت کی ہے کہ:۔

جاء عُیَینَہ بن حصن الی النبی صلعم وعندہ عائشہ فقال من ھذہ وذلک قبل ان نزل الحجاب فقال ھذہ عائشہ قال افلا انزل لک عن ام البنین فتنکحھا فغضبت عائشہ رضی اللہ عنھا وقالت من ھذا فقال رسول اللہ صلعم ھذا احمق مطاع یعنی فی قومہ وفی غیر ھذہ الروایۃ فی ھذا الخبر انہ دخل علی رسول اللہ بغیر اذن فقال لہ رسول اللہ واین الاذن فقال ما استاذنت علی احد من مضر وکانت عائشہ مع النبی جالسۃ فقال من ھذہ الحمراء فقال ام المومنین فقال افلا انزل لک من اجمل منھا فقالت عائشہ من ھذا یا رسول اللہ قال ھذا احمق مطاع وھو علی ماترین سید قومہ۔

وہ آنحضرت کی خدمت میں قبل نزول آیۂ حجاب حاضر ہوا اور آنحضرت کے پاس حضرت عائشہ بیٹھی تھیں عیینہ نے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے اور کہا کہ آیا ہم اپنی جورو ام البنین کو اس سے نہ بدل لیں اور آپ اُس سے نکاح کرلیں پس عائشہ بگڑیں اور پوچھا یہ کون ہے آنحضرت نے فرمایا یہ احمق اپنی قوم کا سردار ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ عیینہ بغیر اجازت محل رسول میں داخل ہوا آنحضرت نے فرمایا تو نے اجازت کیوں نہ طلب کی عیینہ نے کہا کہ میں قبیلہ مضر کے کسی گھر میں اجازت نہیں لیا کرتا اور حضرت عائشہ آنحضرت کے پاس بیٹھی تھیں عیینہ نے پوچھا یہ گوری چٹی عورت کون ہے کیا اس سے ہم اپنی عورت کو نہ بدل لیں کہ وہ اس سے زیادہ حسین ہے عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون ہے آنحضرت نے فرمایا یہ بے وقوف اپنی قوم کا سردار ہے۔ انتہٰے محصلاً

اِس آخری روایت سے معلوم ہوا کہ نزول آیۂ حجاب کے بعد بھی نکاح البدل کا رواج باقی تھا جو آنحضرت نے بغیر اذن گھر میں آنے کو ٹوکا اور ابن حصن نے ایسا سوال کیا یا نکاح البدل کی مسدودی کی شہرت ابن حصن کے واقعہ تک نہ ہوئی ہوگی ۔

نکاح عاریت

آٹھواں نکاح عاریت تھا یعنی ایک شخص اپنی ازواج سے کسی دوست کو مدت معہودہ کیلئے بعاریت دیتا تھا تاکہ وہ دوست اُس مدت تک عورت کو اپنے تصرف میں لاوے چنانچہ سعد بن ربیع انصاری کہ جن سے حضرت عبدالرحمن بن عوف کا بھائی چارا آنحضرت نے کرا دیا تھا انہوں نے اپنی ایک زوجہ ابن عوف کو دینی چاہی لیکن فتح الباری میں ہے کہ ابن عوف نے اس امر کو قبول نہیں کیا ۔

نوٹ ۔ آئندہ فصل سوم سے معلوم ہوگا کہ مہاجرین رضوان اللہ علیہم جماع تسافد یعنی چاروں ہاتھ پاؤں زمین پر ٹکوا کر جماع کے عادی تھے اس جماع سے مستورات مدینہ ناراض ہوتی تھیں وہ جماع اصطجاع کی عادی تھیں ۔ غالباً ابن عوف کے انکار کی وجہ یہی ہوگی ۔

نکاح شغار

نواں نکاح شغار تھا یعنی ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص کی بیٹی یا بہن کے عوض میں کر دیتا تھا اور یہ معاوضہ ہی مہر قرار پاتا تھا ۔ (از کتب فقہ)

نکاح مقت

دسواں نکاح مقت تھا یعنی باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنے باپ کی جوروؤں سے نکاح کر لیا کرتا تھا جس کی ممانعت میں آیۂ سورۂ نساء مقتاً وساء سبیلا نازل ہوا یعنی باپ کی جوروؤں سے نکاح کرنا برا طریقہ ہے اور ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم الخ بھی اسی نکاح کی ممانعت میں ہے ۔

نوٹ ۔ اِس کی پوری بحث اور اِس کی حرمت کا مختلف فیہ بین العلماء ہونا حصہ دوم بیان نسب فاروق میں ظاہر کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جاوے ۔

ضیزن

نوٹ ۔ جو اولاد امہات واخوات کے بطن سے ہوتی تھی وہ ضیزن کہلاتی تھی ۔

نکاح متعہ

گیارھواں نکاح متعہ یا نکاح موقت تھا کہ حاجتمند لوگ دو چار یا زیادہ دنوں کے لیے متعہ کر لیا کرتے تھے بلکہ بعض شریف خاندان میں بھی اِس نکاح کا رواج تھا چنانچہ تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت زبیر نے اسماء بنت ابی بکر صدیق سے متعہ کیا تھا [تزوج زبیر اسماء بنکاح المتعۃ] اور اُن کے بطن سے عبداللہ بن زبیر ہجرت کے پہلے سال میں مولود اوّل تھے اس کی تفصیل تاریخ مذکور

اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی کے صفحہ ۴۰۷ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ابن زبیر مکہ میں منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اور ابن عباس زیر منبر تھے۔ اثنا خطبہ میں ابن زبیر نے کہا

ضرور یہاں ایک ایسا شخص ہے کہ اللہ نے اسکے قلب کو بھی اندھا کیا ہے جیسا کہ وہ آنکھوں سے اندھا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ متعہ خدا و رسول کے حکم سے حلال ہے | ان ھھنا رجل قد اعمی اللہ قلبه کما اعمی بصرہ یزعم ان متعة النساء حلال من اللہ و رسوله۔

اور تاریخ مذکور میں ہے ابن عباس نے کہا کہ:۔

بیشک خدا نے ہماری آنکھیں اور تمہاری عقلوں کو سلب کر لیا ہے خدا کی قسم بے شک قرآن میں اجازت متعہ نازل ہوئی اور آنحضرت کے بعد دوسرا رسول نہیں آیا جو متعہ کو حرام کرتا اور ہمارے دعوے کی دلیل عمر کا وہ قول ہے جو اس نے کہا تھا کہ زمان رسول میں دو متعہ حلال تھے اور میں ان دونوں کو حرام کرتا ہوں اگر کوئی کریگا تو میں اسے سزا دونگا پس عمر کی شہادت حلت کو تو ہم نے قبول کیا اور اسکے حرام کرنے کو قبول نہ کیا اے عبداللہ تو متعہ سے | ان اللہ سلب ابصارنا و سلب عقولکم واللہ لقد نزلت المتعة فی کتاب اللہ و عمل بھا علی عھد رسول اللہ ولم ینھا عنھا و احد یات بعدہ رسول اللہ یحرمھا والدلیل علی ذلک قول عمر متعتان کانتا فی عھد رسول محللتین و انا احرمھما و اعاقب علیھما فقبلنا شھادته ولا نقبل تحریمه یا عبد اللہ انک من متعة فاسئل امک عن بردی عوسجه۔

پیدا ہوا ہے پس اپنی ماں سے عوسجہ کی چادروں والا معاملہ پوچھ۔ انتہے محصلاً۔ پس حضرت عبداللہ ابن زبیر یہ کڑا فقرہ سنکر آگ بگولا ہو گئے اور اسی غیظ و غضب میں ماں کے پاس پہنچے اور کہا اخبرینی عن بردی عوسجه یعنی مجھے عوسجہ کی چادروں والا معاملہ بتا اُن کی ماں نے فرمایا دم لے بتاتی ہوں

وہ یہ ہے کہ :۔ ایک دن تیرا باپ رسولِ خدا کے ساتھ تھا پس عوسجہ نامی نے دو چادریں بطور ہدیہ آنحضرت کی نذر کیں اور آنحضرت نے وہ دونوں چادریں تیرے باپ کو دیں اور تیرے باپ نے اُن چادروں کے | ان اباک کان مع رسول اللہ فقاھدی لھم رجل یقال له عوسجه بردین فاعطاھما لابیک فمتع بھا فعلقت بک وانک من متعة۔

عوض مجھ سے متعہ کیا اور مجھے تیرا حمل رہ گیا اور تو متعہ سے پیدا ہوا۔ انتہے محصلاً اس قصہ کی تصدیق

شرح مسلم نووی کتاب النکاح مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۴۵۲ سے بھی ہوتی ہے کہ :-

ابن زبیر نے تعریضاً کہا کہ کچھ لوگ ہیں کہ اللہ نے اُن کے دل کو بھی اندھا کیا ہے جیسی کہ اُن کی آنکھیں اندھی ہیں وہ متعہ کی حلت کا فتوے دیتے ہیں یعنی ابن عباس امام نووی نے کہا کہ ابن عباسؓ للکار کر کہا کہ تو جفا کار احمق ہے انتہی محصلاً	فقال (ابن الزبیر) ان ناسا اعمی اللہ قلوبہم کما اعمی ابصارھم یفتون المتعه تعرض برجل یعنی ابن عباس قال النووی فناداہ فقال انك لجلف الجافی۔

رواج وجواز متعہ کے اسانید بکثرت ہیں چنانچہ موطا مالک میں ہے کہ :-

خولہ بنت حکیم حضرت عمر کے پاس گئیں اور کہا کہ ربیعہ ابن امیہ نے ایک عرب زا عورت سے متعہ کیا اور اُسکو حمل رہ گیا ہے پس حضرت عمر ناراض ہوکر نکلے	ان خوله بنت حکیم دخلت علی عمر ابن الخطاب فقالت ان ربیعه ابن امیه استمتع بامراءة مولدة فحملت الخ

اور فرمایا کہ اگر میں نے حرمت متعہ کا پہلے سے اعلان کردیا ہوتا تو اس عورت کا رجم کرتا۔ انتہے محصلاً

اِس سند سے معلوم ہوا کہ زمانۂ فاروق میں متعہ حرام ہوا ہے نہ کہ زمانۂ رسول میں +

تبصرہ درشبہ احباب

عقد الفرید جلد دوم صفحہ (۱۱۰-۲۵۵) میں ہے اوّل مجمر سطع فی المتعة مجمر آل زبیر یعنی دنیا میں سب سے پہلے متعہ کی انگیٹھی جو روشن ہوئی وہ آل زبیر کی مجمر تھی اِس عبارت سے ہمارے بعض دوست یہ سمجھتے ہیں کہ زبیر بن العوام سے نکاح متعہ کی ابتدا ہوئی اور بعض معاند دوست اِس نقرہ سے یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ چونکہ حیوٰۃ الحیوان دمیری لغت جزور میں ابن العوام کو ذات کا قسائی کہا ہے پس نکاح متعہ ذلیل اور مفلس لوگ کیا کرتے تھے اور اسماء بنت ابی بکر یہ بھی ایک ذلیل اور مفلس خاندان کی لڑکی تھی اسی وجہ سے ایک قسائی سے متعہ کرلیا چنانچہ حدیث ابوذرعہ مفہ جہ صحیحین سے حضرت ابوبکر کا گڈریہ ہونا پایا جاتا ہے اور فتح الباری میں ہرقل شاہ روم کے سامنے ابوسفیان نے جو یہ کہا ہے کہ اسلام کم مایہ اور کم درجہ کے لوگوں میں پھیل رہا ہے تو اس سے بھی رذالت وافلاس حضرت ابوبکر کا پایا جاتا ہے۔ اور شیخ ابوجعفر اسکافی معتزلی نے یہ لکھا ہے کہ :-

ابوبکر اپنے باپ کو کچھ نہ دیتے تھے اور وہ عبداللہ بن [illegible]	ان ابا [illegible] السمرة [illegible] الذین ینفق

جدعان کے ہاں دسترخوان کے اجارہ دار تھے
کہ مکھیاں اُڑایا کرتے تھے ۔ انتہٰے محصلاً

علی ابیه شیئا وانه کان اجیرا لابن جدعان
علی مائدته یطرد عنها الذباب ۔

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماء محتاج گھرانے کی تھی کہ قسائی کے گھر جا بیٹھی ۔

ہماری تحقیق میں معاندین کے یہ ہفوات قابل التفات بھی نہیں کیونکہ بکثرت اسلامی کتب گواہ ہیں کہ حضرت ابوبکر شریف النسب وحسب اور محتاج بھی نہ تھے چنانچہ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۲۶۷ میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر بروز ہجرت غار کی طرف چلے تو انہوں نے اپنا سب مال اپنے ساتھ لیا جو پانچ ہزار یا چھ ہزار درہم تھا انتہٰے

وروی ان ابابکر حین خرج الی الغار احتمل
ماله کله وکان ذا مال خمسة الاف درهم
او ستة الاف درهم ۔

بعض کتب میں بارہ ہزار درہم کا مال سفر ہجرت کے وقت ہونا آپ کے ساتھ لکھا ہے ۔ اور مدارج النبوة شیخ عبدالحق دہلوی جلد دوم بیان ہجرت صفحہ ۲۷ میں ہے کہ مال ہمراہی کے علاوہ آنحضرت پر ایک شتر کی قیمت کا قرضہ تھا جو بروایت مختلف نو سو درہم تھے جس میں حضرت ابوبکر کو چھ سو اور بقولے سات سو کا علاوہ اصل قیمت کے نفع تھا اور چونکہ بنت ابوبکر صدیق نے اوائل زمانۂ ہجرت میں حضرت زبیر سے متعہ کیا تھا جن دنوں آپ کے باپ مالدار تھے بایں وجہ اسماء کا متعہ کرنا حضرت ابوبکر کے افلاس کی دلیل نہیں ہو سکتا ۔ اب رہا حضرت زبیر کا قسائی ہونا تو یہ قبطی مفلس ہوں تو تعجب نہیں کیونکہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے اسماء بنت ابوبکر کا مدینہ میں زبیر کے ٹٹو کیلیے گٹھلیاں اور گھاس جنگل سے لانا اور پانی پلانے کے واسطے جانا پایا جاتا ہے اور مستدرک سے عبداللہ ابن زبیر کا خون پی جانا ثابت ہے تو اس کمی وبیشی سے حداوسط یہ نکلے گی کہ امیر غریب شریف رذیل سب حسب ضرورت متعہ کر لیا کرتے تھے جیسا کہ صحیحین سے ثابت ہے پس نہیں معلوم ہو سکتا کہ تمام زبیر بن العوام سے کس قدر پہلے وہ زبیر موجد متعہ تھا جس کی نسبت صاحب عقد الفرید نے اول مجمع سطع فی المتعة مجمرال زبیر لکھا ہے اور نہ زمانۂ اسلام میں بنت ابی بکر کی اولیت متعہ کی پائی جا

فیصلہ منجانب مولف درباب متعہ

بعض احادیث صحیحین سے ثابت ہے کہ متعہ کے سوا کوئی ایسا اسلامی فعل نہیں جو کئی بار حلال ہو حرام قرار پایا ہو اور بعض تواریخ واحادیث صحاح وغیر صحاح سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے بمصلحت

خلق اللہ اپنے اقتدارِ خلافت سے متعہ کو حرام فرمادیا اس دوسری شق کی نسبت حضرات شیعہ فرماتے ہیں کہ کسی شئے کی حلت وحرمت کا اختیار خدا و رسول کو ہے اور کسی کو نہیں لیکن خلاف حکمِ قرآن واحادیث حضرت عمرؓ نے یہ کیوں کہا کہ زمانۂ رسولؐ اور زمانۂ ابوبکرؓ میں دو متعہ تھے میں اُن دونوں کو حرام کرتا ہوں ا کانتا متعتان فی عہد رسول اللہ وابی بکر انا احرمھما (مسند احمد حنبل) اور بعض کتب میں اس عبارت کے ساتھ واعاقب علیھما بھی ہے یعنی دونوں کو سزا دونگا **اور** جو بالفرض حضرت فاروق کو معلوم تھا کہ رسولِ خدا نے متعہ کو حرام فرمادیا ہے تو انا احرمھما کہنے کی ضرورت نہ تھی **اور** جبکہ زمانۂ فاروق ہی میں منع متعہ پر اعتراض کیا گیا تھا تو اُس وقت تو کہدیتے کہ یہ امتناع وحرمت رسول خدا کی طرف سے ہے میری طرف سے نہیں مگر اُس وقت بھی حضرتِ فاروق نے اِس کا اظہار نہ کیا جس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ رسول خدا نے متعہ کو حرام نہیں کیا **دوم** سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفاء میں منع متعہ کو اولیات عمرؓ میں لکھا ہے **سوم** حضرت ابن عباس جو زمانۂ عبدالملک بن مروان تک زندہ رہے اور آٹھ خلفاء کا زمانہ برتا لیکن وہ حلتِ متعہ کا برابر فتوے دیتے رہے **چہارم** جناب امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد **درمنثور** میں درج ہے کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتے تو کوئی زنا نہ کرتا مگر بدبخت۔ انتہےٰ۔ لولا ان عمر نھی عن المتعۃ ما زنا الا شقی۔

پنجم تذکرۃ الحفاظ ذہبی کے صفحہ ۱۵۲ میں ہے کہ:۔

ابن جریج متعہ کو جائز جانتے تھے اور انھوں نے ساٹھ عورتوں سے متعہ کیا تھا۔ انتہےٰ۔	کان ابن جریج یری المتعۃ تزوج ستین امراءۃ۔

اور پھر اسی تذکرہ ذہبی میں امام شافعی کا قول ہے کہ ابن جریج نے نو عورتوں سے متعہ کیا تھا۔ انتہےٰ

اور پھر اسی تذکرہ ذہبی میں امام شافعی کا قول ہے کہ ابن جریج نے نو عورتوں سے متعہ کیا تھا۔ انتہےٰ	سمعت الشافعی یقول استمتع ابن جریج تسعین امراءۃ۔

اور تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی جلد ششم صفحہ ۴۰۶ میں شافعی وابو عاصم کے اقوال ہیں کہ

ابن جریج نے ستر عورتوں سے متعہ کیا تھا اور ابو عاصم نے کہا کہ وہ بڑے عابد اور دائم الصوم تھے مگر ہر ماہ میں تین دن روزہ نہ رکھتے تھے۔ انتہےٰ محصلاً	قال الشافعی استمتع ابن جریج بسبعین امراءۃ وقال ابو عاصم کان من العباد وکان یصوم الایام الا ثلاثۃ ایام من الشھر۔

اس سند سے معلوم ہوا کہ ابن جریج نفس پرستی سے متعہ نہیں کرتے تھے اور اسی طرح اُس زمانہ کی عورتیں اور مرد بطور رسم و رواج بہ نیت ثواب کرتے ہونگے **الغرض** حضرات شیعہ کے ان چند اعتراضات سے پتہ لگ گیا کہ دوسری صدی تک بھی حرمت متعہ میں اہل سنت وجماعت کو ایسی کد نہ تھی جیسی کہ چند صدیوں سے ہے۔ لیکن اب ہم ایماناً و انصافاً ایک فیصلہ لکھتے ہیں کہ جس میں کسی فریق کی رعایت نہ ہو:۔

متعہ کے مختلف فیہ ہونے سے ظاہر ہے کہ ضرورت مند کو ہر زمانہ میں متعہ جائز ہے اور ہماری یہ رائے حضرت فاروق رضؓ کے قول کے مطابق ہے چنانچہ **ازالۃ الخفاء** مقصد دوم کلمات عمر رضؓ صفحہ ۲۰۵ میں عمران بن اسود لیثی سے روایت ہے جس کا مطلب بقدر ضرورت یہ ہے:۔ عمران کہتے ہیں کہ میں بہت سویرے حضرت عمر رضؓ کے پاس گیا جب وہ صبح کی نماز کے بعد اپنے گھر میں داخل ہوئے تو مجھے بھی اندر آنے کی اجازت دی میں نے کہا کہ تمہاری رعیت نے تم پر چار عیب لگائے ہیں حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا وہ کیا کیا ہیں میں نے کہا کہ آپ نے زمانۂ حج میں متعہ حج کو حرام کیا ہے حالانکہ وہ زمانۂ پیغمبر اور زمانۂ ابوبکر میں حلال تھا۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جب ایام حج میں عمرہ کر لیتے ہو تو متعہ حج کو حج کا قائم مقام سمجھ لیتے ہو اس فعل سے تمہارا حج بیکار ہو جاتا ہے اور حج کے ایام میں مکہ معظمہ خالی رہ جاتا ہے۔ حالانکہ حج رونق ہے خدا کی رونقوں سے پس تمتع حج کے منع کرنے میں ہم صواب پر ہیں ؛

عمران۔ دوسری شکایت یہ ہے کہ آپ نے عورتوں سے متعہ کرنے کو حرام فرمایا ہے حالانکہ

خدا کی طرف سے ہم کو اجازت ملی تھی کہ ایک مٹھی آٹے یا کھجور کے عوض عورتوں سے متعہ کر لیتے تھے اور تین دن کے بعد الگ ہو جاتے تھے حضرت عمر رضؓ نے فرمایا بیشک آنحضرت نے ضرورت کے وقت متعہ کو حلال کیا تھا اور لوگ متعہ کیا کرتے تھے اور پھر لوگوں نے میری یاد میں متعہ ترک کر دیا پس اب جس کا جی چاہے ایک مٹھی	قال وذکروا انك حرمت متعة النساء وقد کانت رخصة من الله نستمتع بقبضة ونفارق عن ثلث قال ان رسول الله صلعم احله فی زمان ضرورة ورجع الناس الی المتعة ثم لم اعلم احد من المسلمین عاد الیها ولا عمل بها فالان من شاء نکح بها بقبضة وفارق

آٹے پر متعہ کر لے اور تین دن کے بعد طلاق دیکر علیحدہ | عن ثلث بطلاق وقد اصنیت۔
ہو جاے اور اسمیں بھی میری راے صواب پر ہے۔ انتہٰے محصلاً **اِس** سند سے ثابت ہو گیا کہ
متعہ کو خدا اور رسول نے حرام نہیں کیا بلکہ بمصالحت خلافت و **تجارت** حضرت فاروق رضؓ نے حرام
کیا ہے اور قطع نظر اس وجہ کے نکاح دائمی میں بھی بضرورت طلاق جائز ہے جو مفارقت دائمی ہی
تو اگر متعہ میں بھی مفارقت ہوئی تو کونسا غضب ہوا **دوم** نکاح دائمی میں بھی طلاق واقع ہونے کے لیے
کسی مدت معین کی شرط نہیں چند منٹ اور چند گھنٹے اور چند روز و ماہ کے بعد طلاق ہو سکتی ہے اور متعہ
چالیس پچاس سال کے اقرار پر صحیح و جاری ہو سکتا ہے **سوم** زمانہ متعہ کی اولاد محروم ارث نہیں۔
اور نہ مزنیہ سے متعہ جائز ہے اور نہ بغیر عدہ یک طہر ممتوعہ غیر سے متعہ جائز ہے **پس** اِن قیود و
شروط کے سبب نکاح دائمی اور نکاح موقت میں وجہ ترجیح نہیں پائی جاتی **چہارم** آیۂ سورۂ
مؤمنون فمن[91] ابتغاء وراء ذلك فاولئك هم العادون اور سورۂ معارج الا علی[92]
ازواجهم اوما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين یہ دونوں آیات مکیہ ہیں اور آیۂ
فما استمتعتم به[93] منهن الى اجل مسمى مدنیہ ہے پس آیت مابعد آیۂ اولیٰ سے منسوخ
نہیں مانی جاسکتیں **پنجم** علماء اہل سنت میں سے بعض نے الفاظ الی اجل مسمی کو قرأت شاذہ
بھی مانا ہے دیکھو درمنثور سیوطی اور اتقان سیوطی **پس** اس تسلیم سے الی اجل مسمی قرآنی لفظ ثابت
ہوا اور قرأۃ شاذہ وہ ہے کہ جو منسوخ الکتابت ہو لیکن اُس کا حکم باقی رہے جیسے آیۂ رجم کہ قرآن میں
موجود نہیں اور حکم باقی ہے **پس** اِن جملہ دلائل کے مقابلہ میں حضرات اہل سنت کا متعہ کو حرام منجانب
خدا و رسول جاننا جہل و نادانی ہے *

حضرات شیعہ بھی سمجھ لیں کہ واقعی حضرت فاروق رضؓ نے قوم پر احسان کیا جو عرب سے متعہ کو
موقوف کرایا جس کا فائدہ مومنین شیعہ کو بھی پہنچ رہا ہے ورنہ بتایا جاے کہ جب متعہ کرنے کا ثواب عظیم آپکے
ہاں لکھا ہے تو بنی فاطمہ کی مستورات اِس ثواب سے کیوں محروم رہیں اور جو متعہ سے بہرہ ور ہوئیں تو اُنکے

جواب وقوت مؤلف در باب متعہ از احسن الفوائد شیعہ

---

۹۱ پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوا وہی ہیں حد سے بڑھنے والے (سورۂ مؤمنون)

۹۲ مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اُن پر اُلاہنا نہیں ہے (سورۂ مومنون)

۹۳ پھر جو کام میں لائے تم اُن عورتوں میں سے تو دو تم اُنکو جو کچھ تم ز اُس وقت تک کے لئے منظور کر لیا ہے (سورۂ نساء)

نام نامی کی سند پیش فرمائیے دوم زمانۂ حال میں جو آپکی قوم کی بنات کے نکاح دائمی ہوتے ہیں اُن میں کسی کا نکاح موقت یا متعہ ہونا سُنا نہیں جاتا اور نہ تحریر میں آتا ہے۔ پس ہمارے نزدیک اِس مسئلہ میں آپ حضرات کا اڑنا آپکی زیادتی اور جہل ہے۔ ہاں متعہ کی حلت وحرمت کا مناقشہ تو وہ واقعی اہل سنت کے ہاں مختلف فیہ بین العلماء ہے جس سے حلت ثابت ہوتی ہے اور متعہ کو حرام مطلق سمجھنا یہ عوام کالانعام کا جہل ہے لیکن اسکے تصفیہ کا حق آپ کو نہیں وہ امام معصوم کا کام ہے اُس کا انتظار کیجیے +

قصہ کوتاہ یہ گیارہ قسم کے نکاح حجاز میں تھے جو عورتوں سے کیے جاتے تھے جن سے آیۂ اِیَّاھُم فَھُم غافلون کی صداقت ثابت ہے لیکن بعض شرفاء حجاز نکاح معروف کے سوا مملوکہ یا آزاد عورتوں سے اور کسی قسم کا نکاح ہرگز نہ کرتے تھے چنانچہ آنحضرت اور تمام بنی ہاشم میں سے کسی امام نے نکاح استبضاع و عشر و رہط و خمسہ و عاریت و بدل و شغار و مقت و خدن و متعہ نہیں کیا اور بعض کتب شیعہ میں جو ہے کہ پیغمبر خدا یا بعض ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام نے متعہ کیا تو اُن کا وجود کتب اہلسنت میں نہیں با اینوجہ ایسی روایات واحادیث مذہب مصطفوی کے اعتبار کے لائق نہیں ورنہ اہلسنت کے استناد کے قابل لہٰذا شیعوں کو ہٹ دھرم ہونا مبارک ہو اور ہمکو خذ ما صفا ودع ما کدر

فصل سوم اقسام جماع خانہ ساز میں

اعضاء جماع کے وسط میں ہونے سے قدرت کا منشاء واشارہ یہ ہے کہ ان اعضاسے اعمال باعتدال کیے جائیں لیکن جہاں جہل ہوتا ہے وہاں قدرت کے ایسے بدیہی نکات پر نظر ہی نہیں پڑتی بلکہ برخلاف ایماے قدرت وفطرت اُن اعضا سے وہ اعمال کیے جاتے ہیں چنانچہ جہلاے عرب ایسے ایسے جماع کے عادی تھے جو مضر صحت اور عقلاً انسانیت سے بیابعید تھے لیکن جہلاے حجاز کی ایسی کوتاہ عقلیاں قابل عفو ورحم تھیں اور حضرات شیعہ کے نزدیک لائق عقوبت وسزا چونکہ یہ سخت معاملہ ہے لہٰذا انکشاف حقیقۃ وبصیرت کیلیے اِس راز کی تفصیل کرتے ہیں کیا عجب ہے کہ حضرات شیعہ بھی اُن غریبوں کو معفو سمجھنے لگیں +

تتبع کتب سے پایا جاتا ہے کہ زبان عرب میں بلا قید قبل و دبر جماع مطلق کا نام لغز و دخز و دعز و دنز و نمط ہے اور اصطلاح فقہ میں انہی کا نام نکاح و وطی ہے اور جب پورا داخل

کیا جاے تو دَعْظ بفتح دال وسکون عین وظا کہتے ہیں اور جو اُس کا بعض حصہ داخل کیا جاے تو اُسے اَبْتَرْ بفتح الف وسکون با و بفتح تا وسکون را کہتے ہیں۔ہم نے دعظ وابتر کی بحث کو بیکار سمجھکر ترک کردیا ہاں جماع مثمر وحرثیہ اور جماع سدی وفرثیہ کے اقسام کو مع تعریفات و اظہار عمل کرکے ایک کو دوسرے سے ممتاز کردیا ہے اور بنظر احتیاط کلیات عامہ لکھ دیے ہیں تاکہ ناظرین یا انصاف کو وقت فیصلہ دقت نہ ہو +

اسماے کلیات جماع

ا۔ جو جماع مقید بہ قبل اور اُس سے اولاد کا ہونا مقصود یا ممکن ہو اُسے جماع مثمرہ کہتے ہیں +

ب۔ جو جماع مقید بہ قبل تو ہو لیکن اُس کا عمل مانع حصول اولاد ہو اُسکو جماع حرثیہ کہتے ہیں۔

نوٹ۔ جماع مثمرہ وحرثیہ ناممکن التفریق ہیں لیکن اُن کا عمل ومقصود جُدا تھا اِس لیے اُس کو جدا بیان کیا گیا +

ج۔ جو جماع بلا قید قبل ودبر مگر خلاف فطرۃ انسانی ہو اُسے جماع سدی کہتے ہیں +

د۔ جو جماع مقید بہ دبر ہو اُسے جماع فرثیہ کہتے ہیں +

پس۔ اب ہم اُنکی تفصیل مع معانی وتراکیب وعمل بقید روایات بیان کرتے ہیں :۔

قسم اوّل جماع مثمرہ وجماع حرثیہ

لفظ مثمر اسم فاعل اثمار سے ہے اور ثمر سے مشتق اِسکے معنی میوہ یا پھل لانیوالا پس اِس کے اقسام حسب ذیل ہیں :۔

(۱) جماع مثمر کی اعلیٰ وعام تر قسم جماع استلقا ہے اِس کے معنی چت لٹا کر جماع فی القبل کرنا۔ فقہاء ومحدثین کی اصطلاح میں اسکو جماع مقبلہ ومستقبلہ بھی کہتے ہیں +

(۲) جماع قاعدہ یعنی عورت کو بٹھا کر جماع فی القبل کرنا یہ اور باقی جملہ اقسام حرثیہ میں داخل ہیں۔

(۳) جماع قایمہ یعنی عورت کو کھڑا کرکے جماع فی القبل کرنا +

(۴) جماع اضطجاع یعنی بکروٹ جماع فی القبل کرنا اِسکو مضاجعہ بھی کہتے ہیں +

یہودی مدینہ جماع مضاجعہ کے عادی تھے اور جب اُن میں سے بعض نے اسلام قبول کیا تو بھی اُنھوں نے

اس عادت کو ترک نہیں کیا پس اس ترکیب کے عمل قدیم کے سبب عورتیں بھی اسی کی عادی ہوگئی تھیں۔
(۵) جماع شرحیہ - یہ لفظ شرح سے ماخوذ ہے اسکے معنی کشادہ کرنا - آسانی کرنا - بکر تو ڑنا - ٹانگیں پھیلانا
مراد اس سے مختلف آسنوں سے جماع فی القبل کرنا درمنثور جلد اول پارۂ دوم صفحہ ۲۶۱ میں حضرت
جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انصار
کا معمول تھا کہ وہ جماع مضاجعہ یعنی بکروٹ جماع
کیا کرتے تھے اور قریش مختلف آسنوں سے جماع کیا
کرتے تھے یعنی استلقاء وقائمہ وقاعدہ ومضاجعہ
سب طرح کے جماع کے عادی تھے پس ایک مہاجر نے
انصاریہ سے نکاح کرکے اپنے مذاق کے مطابق جماع
کرنا چاہا تو انصاریہ نے انکار کیا اور کہا کہ یہ دستور

(عن جابر) کانت الانصار تاتی نساءھا مضجعة
وکانت قریش یشرح شرحا کثیرا فتزوج رجل
من قریش امراۃ من الانصار فاراد ان
یاتیھا فقالت لا الا کما یفعل فاخبر بذلک
رسول اللہ صلعم فانزل اللہ تعالی نساءکم حرث
لکم فأتوا حرثکم انی شئتم ای قائما وقاعدا
ومضطجعا بعد ان یکون فی صمام واحد

ہے یعنی چت یا بکروٹ ویسا عمل کرو پس یہ نزاع رسول خدا تک پہنچی (اور اس کے تصفیہ کے لئے) آیۂ
نساءکم حرث لکم الخ نازل ہوئی یعنی عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جسطرح چاہو اُن سے جماع کرو خواہ
ایستادہ کرکے خواہ اپنے اوپر بٹھا کر خواہ بکروٹ لیکن سوراخ واحد یعنی قبل ہو انتہے محصلاً
تتبع کتب سے پایا جاتا ہے کہ بعد ہجرت پہلے نکاح کی ضرورت حضرت عبد الرحمان بن عوف کو ہوئی
تھی اور جو کسی اور کو بھی ہوئی ہو تو وہ حدیث ہماری نظر سے نہیں گزری۔
(۶) جماع سرحیہ یا سفدیہ یا تسافدیہ - لفظ سرحیہ بسین مہملہ بفتح اول وسکون ثانی سرحۃ سے
ماخوذ ہے اور سرحۃ لغت میں اُس گدھی کو کہتے ہیں جو گیابن نہ ہوئی ہو (دیکھو فرہنگ انندراج
مولفۂ محمد بادشاہ صفحہ ۳۹۲) اور تسافد لفظ سفد وسفاد بالکسر سے مشتق ہے اس کے معنی بہ جستن نر
بر مادہ صراح باب الدال فصل السین میں لکھے ہیں اور اسی میں مینڈھے اور شتر اور بیل اور چوپائے
اور پرندوں کی جفتی کرنیکو لکھا ہے اور منتہے الارب میں صرف جفتی کرنا لکھا ہے پس دونوں لفظوں
کے معنی لغوی پر قیاس ہوتا ہے کہ بعض مسلمان لوگ عورتوں کے چاروں ہاتھ پاؤں زمین پر ٹکوا کر
جماع تسافد کرتے ہونگے یہی سبب تھا کہ یہودیہ عورتیں مسلمانوں پر طعن کیا کرتی تھیں کہ تم لوگ جانوروں
کی طرح جماع کیا کرتے ہو عن الحسن قال قالت الیھود للمسلمین انکم تاتون النساء کما تاتی

ذلیلہا ئر بعضہا بعض (درمنثور) دوم درمنثور تفسیر سورۂ احزاب جلد پنجم صفحہ ۱۸۰ میں حدیث زید بن اسلم میں ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت فاروق نے فرمایا ہے انتستقرؤہ آیۃ الرجم وھم یتسافدون تسافد الحمر یعنی تو رسول خدا سے آیۂ رجم پڑھتا ہے حالانکہ مسلمان لوگ عورتوں پر گدھوں کی طرح چڑھنے لگے ہیں یعنی اس ترکیب سے بکثرت زنا کرنے لگے ہیں۔

تتبع کتب سے پایا جاتا ہے کہ بعض مہاجر کا یہ دعوے تھا کہ ایستادہ پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت ہوتی ہے اور جھککر پیشاب کرنے سے دبر ڈھیلی ہوتی ہے۔ پس اس قول مشہور

البول قائما احصن للدبر والبول جالسا ارخی للدبر (کنز العمال کتاب الطہارۃ من قسم الافعال)

پر قیاس ہوتا ہے کہ بعض مہاجر کو استرخا دبر متحقق ہوگا جو آپ نے احصن للدبر وارخی للدبر کا دعوے کیا۔ اور کتب طب سے یہ مرض بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض مردوں کا منزل ہو جنیکے وقت براز نکل جاتا ہے تو فی الحقیقت ایسے لوگ جماع سعدیہ و نسا فدیہ میں مجبور و معذور ہیں۔

نسائی جلد دوم صفحہ ۷۵ باب المراءۃ الغیری میں انس سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ کیا ہم انصار کی عورتوں سے نکاح کریں آپ نے فرمایا کہ وہ غیرت دار ہوتی ہیں اسلئے قیاسًا

عن انس قالوا یا رسول اللہ الا نتزوج من نساء الانصار قال ان فیہم لغیرۃ شدیدۃ۔

ذکر غیرت زنان انصار

مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ تم لوگ جماع شرحیہ اور جماع سرحیہ و نسا فدیہ کے عادی ہو اور غیرت دار زنان انصار ایسی حرکات سے متنفر ہونگی۔ اسوجہ سے آنحضرت صلعم نے غیرت دار فرما کر روکنا چاہا لیکن مسلمانوں نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا پس فضیحت پیش آئی جو اوپر کی حدیث جابر سے ظاہر ہے۔

(۷) جماع مجبیہ۔ امام نووی نے شرح مسلم میں لفظ مجبیہ کو بضم میم و فتح جیم و بائے موحدہ مشددہ مکسورہ و یائے تحتانیہ لکھا ہے۔ اسکے معنی اوندھا ڈالکر جماع فی القبل کرنا اصطلاح فقہاء و محدثین میں اسکو جماع مکبوبۃ مدبرہ بھی کہتے ہیں۔

درمنثور جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۲ میں ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں قبیلۂ حمیر کے لوگ حاضر ہوئے اور اُنہوں نے بہت سی باتیں آنحضرت صلعم سے دریافت کیں اُن میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ

عن ابن عباس قال اتی ناس من حمیر الی رسول اللہ صلعم فسألوہ عن اشیاء فقال لہ صلعم رجل انی احب النساء واحب ان اتی امرأتی مجبأۃ فکیف

میں عورتوں کا بڑا حرج ہوتا ہے اور او ندھا ڈال کر بھی جماع کر لیتا ہوں پس اس بات میں آپ کیا فرماتے ہیں پس اُس شخص کے سوال کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جس صورت چاہو اُن سے جماع کرو۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اپنی عورت سے

فتری فی ذلک فانزل اللہ فی سورۃ البقرۃ بیان ما سئلوا عنہ وانزل فیما سئل عنہ الرجل نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم فقال رسول اللہ صلعم ائتہا مدبرۃ و مقبلۃ اذا کان ذلک فی الفرج۔

جماع مقبلہ و مدبرہ یعنی چت پٹ جماع کرنا درست ہے بشرطیکہ جماع فی الفرج ہو انتہیٰ محصلاً۔ درمنثور جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں بحوالہ مسند ابو حنیفہ ام المومنین حفصہ سے مروی ہے کہ آپکی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا شوہر مجھ کو چت پٹ دونوں طرح سے جماع کرتا ہے پس آپنے اس فعل کو مکروہ جانا اور یہ شکایت آنحضرت تک پہنچی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر سوراخ

عن حفصۃ ام المومنین ان امراۃ اتیہا فقالت ان زوجی یاتینی مجبیۃ او مستقبلۃ فکرہتہ فبلغ ذلک النبی فقال لاحرج اذا کان فی صمام واحد۔

واحد ہو انتہیٰ محصلاً حضرت حفصہ کی کراہت سے یہ معلوم ہوا کہ جملہ مردمان مکیّہ کی عادت جماع مجبیہ کی نہ تھی بعض جنگلی بازاری حجازی ایسے عمل کے عادی ہونگے۔

(۸) جماع عزل۔ اصطلاح محدثین و فقہاء میں وہ جماع ہے جو منزل ہوتے وقت عورت سے جُدا ہو جائے چنانچہ بخاری کتاب الرہن باب عتق المشرک میں محیریز سے روایت ہے کہ غزوہ بنی مصطلق میں آنحضرت سے عزل کی اجازت طلب کی اور اجازت ملی۔ درمنثور جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ کے حوالوں سے بکثرت روایات ہیں۔

ایسا جماع تین حالتوں میں کیا جاتا تھا ایک اُن لونڈیوں سے جنکے مالک یا شوہر یا ماں باپ فدیہ دیکر چھڑا لیتے تھے اور فدیہ کا وعدہ ہو جاتا تھا پس قوم مغلوب سے وصول رقم تک اُن عورتوں سے منافع یا سود میں عزل کیا جاتا تھا تاکہ اجرائے خواہش بھی ہو اور عورتوں کو حمل بھی نہ رہے ورنہ عورتوں کے حاملہ ہو جانے پر فساد ہونیکے علاوہ رقم فدیہ نہ ملتی تھی دوسری صورت عزل کی یوں واقع ہوتی تھی کہ جب کوئی لونڈی تجارت کی غرض سے خریدی جاتی تھی تیسری صورت عزل کرنے کی یہ تھی کہ کسی اجنبیہ غیر منکوحہ یا کسی کی لونڈی سے جماع کا موقع ملجاتا تو اُس وقت بھی عزل کرتے تھے۔

(۹) جماع بالف حریر و ثوب یعنی کسی قسم کا پارچہ آلۂ مردی پر لپیٹ کر جماع کرنا اس قسم جماع کی
معاملات نکاح میں زیادہ شرکت ہے کیونکہ اس جماع کے ذریعہ سے عرب لوگ بہت نفع اُٹھاتے تھے۔
اس لئے اکثر کتب فقہ اہلسنت میں اس جماع کا ذکر ہے۔ یہ ترکیبی جماع دو وجوہ سے کیا جاتا تھا
ایک مصاہرت یعنی سسرال ثابت نہ ہونیکی غرض سے لف حریر کیا جاتا تھا چنانچہ بحر الرائق شرح
کنز الدقائق کتاب النکاح میں بحوالہ کتاب خلاصہ لکھا ہے کہ اگر ذکر پر کپڑا لپیٹ کر جماع کیا جاوے
تو اُس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی | لو جامعہا بخرقۃ علی ذکرہ لم یثبت الحرمۃ
مراد یہ کہ جیسے بغیر کپڑا لپیٹے جماع کرنے سے منکوحہ و موطوئہ کی ماں بہن خالہ پھپی نانی دادی وغیرہ
از روئے قرآن واطی پر حرام ہو جاتی ہیں کپڑا لپیٹنے کے حیلہ سے واطی پر موطوئہ کی ماں بہن خالہ
پھپی نانی دادی یہ سب حرام نہیں ہونے پاتیں۔

فتاوی عالمگیری جلد اول فصل ثالث فی المعانی موجب الغسل میں ہے۔ اور اگر ذکر پر
کپڑا لپیٹ کر جماع کیا جائے اور انزال نہ ہو تو اُس کی نسبت بعض فقہاء نے کہا ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ غسل واجب نہیں ہوتا اور نہایت صحیح یہ بات ہے کہ اگر باریک کپڑا اس طرح لپیٹے کہ فرج کی حرارت اور لذت محسوس ہوتی ہو تو غسل واجب ہوتا ہے

ولو لف علی ذکرہ خرقۃ واولج ولم ینزل قال بعضہم یجب الغسل وقال بعضہم لا وھو الاصح ان کانت الخرقۃ رقیقۃ بحیث یجد حرارۃ الفرج واللذۃ وجب الغسل والا فلا۔

ورنہ غسل واجب نہیں ہوتا انتہی **شرح مسلم نووی** میں ہے کہ اگر کپڑا لپیٹ کر فرج عورت
میں داخل کرے تو اس میں ہمارے علماء کے تین اقوال ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ غسل واجب
نہیں ہوتا کیونکہ دخول کپڑے میں ہوا انتہی محصلاً **جامع الرموز**

لو لف خرقۃ واولج فی فرج امرأۃ ففیہ ثلاثۃ اوجہ لاصحابنا الثانی لا یجب الغسل لانہ اولج فی خرقۃ۔

قہستانی کی بحث غسل میں بحوالہ جلالی لکھا ہے کہ اگر ذکر پر | او لف الحشفۃ بثوب او غیرہ لم یجب الغسل
کپڑا یا اور کوئی چیز لپیٹ کر جماع کیا جائے تو اُس سے غسل لازم نہیں ہوتا انتہی۔ اسی کتاب کی بحث
صوم میں بحوالہ منیہ لکھا ہے کہ اگر ذکر پر کپڑا لپیٹا | لو لف ذکرہ من خرقۃ مانعۃ للحرارۃ لم یکفر
جائے اس طرح کہ مقام مخصوص کی حرارت محسوس نہ ہو تو روزہ دار پر کفارہ نہیں انتہی **فتاوی برہنہ میں**

ہے اگر خرقہ بر ذکر پیچیدہ و در آورد اگر نرم باشد قضا است و کفارہ و اگر درشت بود قضا غسل واجب نہ کما فی المجموعہ انتہٰے بلفظہ پس جماع مثمرہ و حرثیہ کے یہی نو اقسام ہیں جو ہمکو دستیاب ہوئے اور جو اسکے علاوہ بھی ہوں تو اُسکو ہمارے ضعف تحقیق پر حمل کیا جائے۔

قسم دوم جماع سُدےٰ

سدےٰ بضم اول و فتح دوم والف مقصورہ کے معنی عبث اور بیکار و بیفائدہ کے ہیں جن کی کسی قسم سے بقائے نسل مقصود نہیں ہوسکتی اور اسکے بھی کئی اقسام ہیں۔

(۱) جماع با بہائم۔ بعض عرب اپنے یا غیر کے پلے ہوئے جانوروں سے بھی وطی کرلیتے تھے جسکے سبب فقہاء کو انسداد حدود و تعزیر کے لئے اجتہادات کرنے پڑے جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۲) جماع با میّت۔ جاہل بیباک عرب ایسے عبرتناک موقع پر بھی اپنی بانی سے نہ چوکتے تھے اور اس خلاف فطرت و انسانیت کا سلسلہ بعض مقدس اور نام آور لوگوں میں مدتوں جاری رہا چنانچہ تاریخ الخلفاء اردو مولوی مسیح الزمان میں ہے کہ یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان کی ایک معشوقہ مرگئی تو یزید مذکور میّت معشوقہ سے ایک ہفتہ تک مجامعت کرتا رہا۔ جب امراء دربار نے التجا کی تو اُسکے دفن کا حکم دیا انتہٰے چونکہ فقہاء کی نظر میں ایسے ایسے واقعات پیش نظر تھے لہذا بلحاظ حفظ آبرو ایسے عمل کے مرتکبین کے ساتھ وہ رعایتیں کیں جو قابل تعریف ہیں چنانچہ فتاوی قاضیخاں جلد اول کتاب الصوم فصل اول صفحہ ۱۰۵ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جانور یا میّت سے جماع کرے لیکن منزل نہو تو اُسکا روزہ فاسد نہوگا اور نہ غسل لازم آئیگا انتہٰے محصلاً | ان اولج بھیمۃ اومیتۃ ولم ینزل لایفسد صومہ ولا یلزم الغسل۔

تبصرہ در طغیان بحضرت عثمان رضؓ

تمام ادیان و ملل کے افراد کو نجات کی فکر رہتی ہے مگر حضرات شیعہ کو مطاعن کی اور وہ بھی ایسی بھونڈی کہ اس مذہب والوں سے نفرت ہوتی ہے از انجملہ اُن ہفوات سے ایک یہ دعوےٰ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جماع میّت کیا۔ معاذ اللہ۔ چنانچہ ایک شیعہ صاحب

کی مولفہ کتاب ضیاء الاخبار قلمی اتفاقاً دستیاب ہوگئی تو اُس میں یہ طعن درج پایا میں اُس
طعن کے ناشایستہ الفاظ ترک کرکے اصل طعن درج کر دیتے ہیں اور اُس کے بعد ہم اپنی
تحقیق اور جواب دندان شکن پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تاریخ صغیر امام بخاری مطبوعہ مطبع انوار احمدی الہ آباد کے صفحہ ۱۰ میں انس بن مالک
سے روایت ہے کہ جب رقیہ نے انتقال ہوگیا تو
آنحضرت نے فرمایا وہ شخص قبر میں اُترے کہ جس نے
آج کی رات اپنی اہلیہ سے مقاربت نہ کی ہو پس
عثمان قبر میں نہ اُترے۔ انس کی دوسری
روایت میں ہے کہ جب دختر رسول کا انتقال ہوا
تو ہم موجود تھے اور آنحضرت قبر پر بیٹھے تھے اور
آنکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اُس وقت
فرمایا کہ کوئی تم میں ایسا ہے جسنے آج کی رات
اپنی اہلیہ سے مقاربت نہ کی ہو۔ ابو طلحہ نے کہا میں

ثنا حماد عن ثابت عن انس قال لما ماتت
رقیة قال النبی صلعم لا یدخل القبر رجل قارف
اھلہ اللیلة فلم یدخل عثمان القبر حدثنا
محمد بن سنان ثنا فلیح بن سلیمان ثنا ھلال
بن علی عن انس شھدنا بنت رسول اللہ
والنبی جالسا علی القبر فرأیت عینیہ
تدامع فقال ھل منکم من احد لم یقارف
اللیلة قال ابو طلحة انا قال انزل فی قبرھا
فنزل فی قبرھا۔

حاضر ہوں تو آنحضرت نے فرمایا تو قبر میں اُتار پس ابو طلحہ نے میت کو قبر میں اُتارا انتہی محصلاً
فتح الباری کتاب الجنائز تحت حدیث ھل منکم رجل لم یقارف اللیلة صفحہ ۷۷ میں ہے۔

مصنف نے لفظ یقارف کے آگے فلیح بن سلیمان
کی روایت کے بعد اتنا اور بڑھا دیا ہے کہ آنحضرت کی
مراد اُس سے جماع معصیت تھا۔ ثابت کی روایت
میں یوں ہے کہ جس شخص نے رات اپنی اہلیہ سے
مقاربت نہ کی ہو وہ قبر میں اُتارے (یہ سنکر) عثمان
پیچھے ہٹ گئے اور طحاوی سے منقول ہے کہ لفظ
مقارف میں تصحیف یعنی غلطی ہے گویا طحاوی عثمان
سے اس فعل کو اجنبا سمجھے (کہ عثمان سے) ایسی حرکت

قولہ لم یقارف زاد المصنف فی ما بعد من
فلیح اراہ یعنی الذنب وفی روایة ثابت لا
یدخل القبر احد قارف اھلہ البارحة تنحی
عثمان وحکی عن الطحاوی انہ قال لم یقارف
تصحیف کانہ استبعد ان یقع لعثمان ذلك
لحرصہ علی مراعات الخاطر الشریف ویجاب
احتمال ان یکون مرض المراۃ طال واحتاج
عثمان الی الوقوع ولم یظن عثمان انھا تموت تلك

کیونکہ اُنکے نزدیک تو عثمان پیغمبر خدا کے پاس خاطر کے شریک عیش تھے ممکن ہے کہ مرض کو طول ہوا

اللیلۃ ولیس فی الخبر ما یقتضی انہ واقع بعد موتہا ولا حین احتضارھا والعلم عند اللہ

اس لئے عثمان کو جماع کی حاجت ہوئی ہو اور عثمان کو اسکا خیال نہ رہا کہ دختر رسول آج ہی جانیگی اور حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں (جس سے یہ معلوم ہوسکے) کہ یہ جماع موت کے بعد واقع ہوا یا جانکنی کے وقت اور اسکا علم خدا کو ہے انتہے محصلہ۔ پس یہ ایسا نیز سرمایۂ ناز شیعہ ہیں۔

رد شیعہ بمکابرات منقولی

جماع میت اور حضرت عثمان۔ اے معاذ اللہ۔ حالانکہ حیائے عثمانی مشہور عالم ہے جو اُن کی عفت کی دلیل ہے مگر حضرات شیعہ کے بنائے قیاسات یہ امور ہیں اول حضرت عثمان کا قبر میں اُترنا اور اپنی زوجہ کو خود قبر میں نہ اُتار کر نا محرم کا ہاتھ لگانیکی برداشت کرنا دوم آنحضرت کے سر اجماع پر حضرت عثمان کا پیچھے ہٹ جانا سوم طول مرض اور احتیاج جماع عثمان کے احتمال لا انداز کا ابن حجر کے بیان کرنا چہارم وقت احتضار یا بعد موت جماع کے واقع ہونے پر ابن حجر کا سکوت ظاہر کرنا اور ان تلازم پر فقرہ العلم عند اللہ لکھ دینا پس ان بناؤں پر حضرات شیعہ نے رد و عدوم تجابل ہے کہ خدا کی پناہ لیکن غلبۂ عداوت کے سبب اس گروہ کو یہ بھی عقل نہیں کہ حضرت عثمان داماد ہونے کی حیثیت سے پیغمبر خدا کا بہت لحاظ کرتے تھے اور جبکہ جماع کا ذکر آجائے تو اس موقع پر انکا شرما کر ہٹ جانا حق بجانب تھا دوم ابن حجر کے ہفوات و شکوک مفید یقین نہیں ہوسکتے سوم اس قوم پر افسوس ہے کہ جس نے بعد قبول اسلام بحیثیت حیا اپنا ستر نہ دیکھا ہو اور اُسپر یہ عیب تھوپا جائے جہاں تک ہے جناب موصوف بعد حصول غنیمت ایسے محتاج نہیں رہے تھے کہ اُنکی زوجہ حضرت بنت رسول ہی تھیں اور کوئی لونڈی باندی نہ تھی سچ یہ ہے کہ حضرات شیعہ کی عداوت اور ابن حجر عسقلانی کی رقت ان باتوں سے پائی جاتی ہے اور کچھ نہیں۔

بعض شیعہ نے جماع میت کے واقع ہونیکی اعانت اور ثبوت میں سیوطی کی خصائص کبریٰ کی جلد اول صفحہ (۱۳۱) سے بروایت ابن عساکر یہ سند پیش کی ہے کہ حضرت عثمان خود فرماتے ہیں کہ ہم کو عورتوں کا عشق بہت تھا ایک رات خانۂ کعبہ پاس قریش کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ناگاہ

اخرج ابن عساکر عن عثمان بن عفان قال کنت رجلاً مستہترا بالنساء فانی ذات

ایک شخص نے آکر کہا کہ محمدؐ نے اپنی بیٹی رقیہ کا نکاح عتبہ ابن ابی لہب سے کر دیا۔ اس خبر نے عجب کام کیا۔ حسرت آنے لگی کہ ہمنے پیغام نکاح دینے میں کیوں سبقت نہ کی کہ یہ لڑکی ہمکو ملجاتی (اس حسرت کی وجہ یہ تھی کہ) رقیہؓ نہایت حسین وجمیل تھیں انتہیٰ

لیلۃ بغناء الکعبۃ قاعد فی رھط من قریش اذا اتینا فقال لنا ان محمد قد نکح عتبۃ ابن ابی لھب من رقیۃ ابنتہ وکانت رقیۃ ذات جمال رایع قد خلتنی الحسرۃ لما لا اکون سبقت الی ذالک

محصلاً تو ایسی حسرت عشقیہ ورغبت نساء وجہ قبول اسلام تو ہوسکتی ہے کہ جب عتبہ نے بوجہ عداوت اسلام ماں باپ کی فرمائش پر رقیہ کو طلاق دیدی ہوگی اور حضرت عثمانؓ نے بوجہ شہرۂ حسن و جمال پیغام نکاح پیش کرنے کے وقت حصول رقیہؓ کے لئے اسلام کی قبولیت کا بھی اظہار کر دیا ہوگا تو اس سے ہم کو غرض نہیں لیکن اس سند سے جماع میت کی عادت ثابت نہیں ہوتی اور عورتوں سے ایسی رغبت وعشق ہر ملک وملت میں پایا جاتا ہے اور بالخصوص بعض حجازی صحابہ کے ایسے قصص مشہور ہیں جو تبصرۂ سفاحات بامحصنات میں درج ہیں لیکن اُن کی بنیاد پر سوائے حضرت شیعہ کے اور کوئی ذی فہم جماع میت نہیں تجویز کرسکتا۔

تتبع کتب سے پایا جاتا ہے کہ پیغمبرؐ خدا حضرت عثمان کو بہت چاہتے تھے حتیٰ کہ جن موذیان و قاتلان بانی اسلام ومومنین کے خون ہدر ہو جاتے تھے اُنکی جان بخشیاں حضرت عثمان ہی کے طفیل میں ہوا کرتی تھیں دوم آنحضرتؐ نے فرمایا اے عثمان اگر سو بیٹیاں میرے پاس ہوتیں اور یوں ہی یکے بعد دیگرے مرتی رہتیں تو میں تجھ سے اُن کا نکاح کرتا رہتا انتہیٰ۔ اس کے

والذی نفسی بیدہ لوان عندی مائۃ بنت تموت واحدۃ بعد واحدۃ زوجتک اخری (مسند امام ابو حنیفہ مرویہ حصکفی ص ۱۸۲)

فضیلت حضرت عثمانؓ

علاوہ بعض احادیث میں ہے کہ بعد انتقال رقیہ حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خدائے پاک نے ام کلثوم کا نکاح عثمان سے آسمان پر کر دیا ہے پس یہ سنکر آنحضرتؐ نے فوراً ام کلثوم کا نکاح عثمان سے کر دیا پس مقام غور ہے کہ اگر حضرت عثمان جماع میت کرنے والے ہوتے تو اس بیہودگی پر خدائے علام الغیوب کے ہاں سے یہ سرفرازی نہ ہوتی کہ آسمان پر اُنکا نکاح خود کرتا اور فرشتوں کو گواہ بناتا۔

میزان ذہبی وتہذیب الکمال مختصر میں جو جناب کلبی کی روایت حضرات شیعہ سے سنی جاتی ہے

کہ حضرت عثمان نے دونوں بنات رسولؐ کو عداوت کی وجہ سے مار ڈالا تو یہ ایسی لغو روایت ہے کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں کیونکہ اول تو باوجود تلاش یہ روایت کتب مذکور میں نہیں ملی دوم حضرات شیعہ کی کتاب حیات القلوب ملا باقر مجلسی میں ہے کہ اُمّ کلثوم سے حضرت عثمان رضؓ کا نکاح ہوا وہ اُنکے گھر نہ جانے پائی تھیں کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ اُسکے بعد رقیہ سے عثمان کا نکاح ہوا انتہےٰ پس جبکہ آپ حضرات کی کتاب معتبر میں یہ ہے کہ رقیہ یا امّ کلثوم حضرت عثمان کے گھر ہی نہ جانے پائی تھیں کہ اُن کا انتقال ہوگیا تو دونوں بنات رسول کا مار ڈالنا کیونکر ثابت ہوا۔ ہاں دوسری منکوحہ عثمانؓ رقیہ یا امّ کلثوم کا انتقال بموجب روایت شیعہ حضرت عثمان رضؓ کے عم حقیقی مغیرہ بن العاص بن امیہ کے معاوضہ میں ہوا جس کی تفصیل حصۂ دوم بیان عثمانؓ میں آئے گی انشاء اللہ تعالےٰ لیکن وہ بھی ضرب سے نہ مصیبت جماع سے۔ اور جو بالفرض والتسلیم حضرت عثمان کی نسبت جماع میّت ثابت بھی ہو جائے تو فقہ اہلسنّت کی رو سے بجہت مکرمت و ترحم مضطرب کے لئے مباح و معفو ہے اور جیسا حضرات شیعہ کا خیال ہے کہ یہ جماع حرام ہے اگر ایسا ہوتا تو اہلسنّت کے ہاں جماع میّت مفسد صوم نہیں مفطر صوم قرار پاتا اور اُس کے ارتکاب سے غسل بھی لازم آتا لیکن فقہ اہلسنّت میں ان اولج بھیمۃ او میتۃ ولم ینزل لایفسد صومہ ولا یلزم الغسل موجود ہے تو پس ایسی صورت میں جماع میّت کا اعتراض کرنا حضرات شیعہ کی حماقت ہے۔

(۳) جماع جلق۔ یہ عورت کی نامیسری میں ہاتھ سے کیا جاتا تھا اسکے جواز کے اسانید حصۂ دوم میں لکھے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

تبصرہ در مساحقہ

جماع مساحقہ۔ یہ عورت کا عورت سے جماع ہے۔ اطباء نے مساحقہ کو جلق سے تعبیر کیا ہے اس لئے یہاں کسی قدر صراحت کر دی جاتی ہے۔

عورتوں کا بظر یعنی عنق رحم فطرۃً طول میں کم ہوتا ہے لیکن جب شہوت سے دوسری عورت کے بظر کا استقبال کرتے کرتے دراز ہو جاتا ہے تو پھر مساحقہ کی عامل عورتیں مردوں کی طرح جماع استلقاء و مضاجعہ کر سکتی ہیں چنانچہ ڈاکٹری کی ایک کتاب میں دیکھا گیا کہ ایک مالدار عورت نے چند

یا کرہ لڑکیاں اسی خدمت کے لئے نوکر رکھی تھیں مگر عورتوں کے بطر میں آخر وہی کی سی سکڑنے کی قوۃ فطرۃً نہیں ہوتی اس لئے وہ اس فعل سے بہت جلد علیل بلکہ ہلاک ہوجاتی ہیں۔

تبیین الاحقاق کے صفحہ ۲۶۳ میں بحوالہ جوامع الفقہ لکھا ہے کہ اگر دو عورتیں آپس میں مساحقہ کریں اور منزل ہوجائیں تو انپر بلا کفارہ کے روزہ کی قضا ہے اور جو دونوں منزل نہوں تو کسی پر روزہ کی قضا نہیں انتہے محصلاً

امراءتان سحقتا فان انزلتا فعلیہما القضاء دون الکفارۃ وان لم ینزلا قضاء علیہما۔

قسم سوم جماع قرثیہ

قرث کے معنی گوبر کے ہیں یا وہ غلاظت جو معدہ میں رہتی ہے اور اس سے مراد وطی فی الدبر ہے خواہ عورت سے ہو یا امرد سے یا مرد کا مرد سے۔ اگرچہ یہ جماع جماع سدی کی قسم سے ہے مگر اسکے کئی نام ہیں اس لئے اس قسم خاص کو علٰحدہ کر دیا ہے۔

(۱) اعجازیہ۔ منتخب اللغات میں اعجاز بفتح اول و سکون ثانی کے معنی سُرین کے ہیں اور مراد اُس سے وطی فی الدبر ہے۔ درمنثور میں بحوالہ تاریخ کامل ابن مسعود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تو عورتوں سے وطی فی الدبر نہ کیا کر انتہے محصلاً۔

اخرج ابن عدی فی الکامل عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم لا تاتوا النساء فی اعجازھن

(۲) محاشیہ۔ بفتح اول و سکون ثانی و فتح و تشدید ثالث کے معنی سرین و کون کے ہیں اور مراد اس سے وطی فی الدبر ہے۔ درمنثور میں عقبہ بن عامر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے عورت کے براز نکلنے کی جائے پر جماع کیا وہ ملعون ہے انتہے۔

اخرج ابو وھب و ابن عدی عن عقبہ ابن عامر ان رسول اللہ صلعم قال ملعون من اتی النساء فی محاشھن

(۳) تحمیض۔ بفتح تا و سکون حا و کسر میم و سکون یا و ضاد موقوفہ۔ اس لفظ کا پتہ کسی لغت کی کتاب میں نہ ملا اس بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ کسی خاص خاندان کا اصطلاحی لفظ ہے اسی سبب سے اس کے معنی ابن عمر تک نہ جانتے تھے۔

درمنثور میں ابی الحباب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کہ لونڈیوں

واخرج الدارمی عن سعید بن یسار ابی الحباب قال قلت لابن عمر ما تقول فی الجواری نحمض لھن

سے تحمیض کرنا کہا ہے انہوں نے کہا کہ تحمیض کیا ہے جواب میں کہا گیا کہ لونڈی سے وطی فی الدبر کرنا اب تو فرمایا کیا کوئی مسلمان ایسا بھی فعل کرتا ہے ۔

قالوا التحميض فذكر الدبر فقال هل يفعل ذالك احد من المسلمين ۔

(۴) لوطت صغریٰ ۔ در منثور میں ہے :۔

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور اُسنے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص عورتوں کی دبر میں جماع کرے وہ لواطت صغریٰ ہے چونکہ بعض فقہاء اہلسنت کے نزدیک اس فعل کے مرتکب کیلئے رجم ہے اور بعض کے نزدیک تعزیر میں تخفیف ہے ہوئیکے سبب سے اس کا نام لوطت صغریٰ ہے ۔

اخرج ابو داؤد الطیالسی و احمد البیہقی فی سننہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم قال الذی یاتی امرأتہ فی دبرھا ھی اللوطیۃ الصغریٰ ۔

ہدایہ میں ہے جو شخص عورتوں سے وطی فی الدبر کرے یا امرد سے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُسکا رجم نہ کیا جائیگا سزا دیجائیگی اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور محمد کے نزدیک رجم کیا جائیگا اور جامع الصغیر میں ہے کہ لوطی کو مہلت دیجائیگی قید کر کے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے انتہے ۔

من اتی امرأۃ فی الموضع المکروہ او عمل عمل قوم لوط فلا حد علیہ عند ابی حنیفۃ و یعزر و قالا کالزنا بحد و فی الجامع الصغیر یودع فی السجن حتی یتوب ۔

(۵) لواطت کبریٰ یعنی مردِ عاقل و بالغ کا عاقل و بالغ سے لواطت کرنا مسوے شرح موطا میں ہے کہ اگر کوئی شخص لواطت کی حرمت سے جہل سے لواطت کرے تو اُسکو سزا دیجائیگی یعنی رجم نہ کیا جائیگا

اما الاتیان فی الدبر فحرام فمن فعلہ جاھلا بتحریمہ نھی عنہ فان عاد عزر ۔

فائدہ جن سزاوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے اُنکو اصطلاح فقہاء میں حدود کہتے ہیں اور باقی سزاؤں کو تعزیر ۔

در منثور میں ابی ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص مرد یا عورت سے وطی فی الدبر کرے تو وہ کفر ہے اور اسی تفسیر میں قتادہ سے مروی ہے کہ کسی نے علامہ طاؤس سے وطی فی الدبر کا استفتا کیا تو انہوں نے کہا کفر ہے قوم لوط کی ابتدا

اخرج ابن عدی عن ابو ھریرۃ عن النبی قال من اتی شیئا من الرجال و النساء فی الادبار فقد کفر

و اخرج عبد ابن حمید عن قتادہ قال سئل طاؤس عن اتیان

یہ تھی کہ وہ پہلے عورتوں سے لواطت کیا کرتے تھے
پھر مرد مرد سے لواطت کرنے لگا انتہیٰ محصلاً اور

النساء فی ادبارھن فقال ذٰلک کفر ان اول ما اتی قوم لوط
الا ذٰلک اتوا النساء فی ادبارھن اتوا الرجال الرجال

اسی تفسیر میں عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے بھی ایک لوطی کو سزا دی تھی پس ثابت ہوگیا کہ مذہب اہلسنت والجماعت میں عورت یا مرد یا بالغ یا عاقل سے لواطت حرام مطلق ہے اور لفظ کفر سے ظاہر ہے کہ اس فعل کے مرتکب کے لئے سخت سزا ہے لیکن اب معارضہ یہ باقی رہا کہ بعض روایات اہلسنت سے وطی فی الدبر کا جواز پایا جاتا ہے تو لگے ہاتھ اُس کا بھی تصفیہ کر دیا جاتا ہے تاکہ الصحابۃ کلھم عدول میں فرق نہ آئے اور حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم کے مان لینے میں اعتراض وارد نہ ہو

تبصرہ در تصفیہ حرمت و اباحت وطی فی الدبر

واضح ہو کہ فریقین میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے یعنی فریقین کے جو جو علماء اس کی حلت کے قائل ہیں اُن کی تاویل علیل یہ ہے کہ آیۂ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّٰی شئتم میں حرف (انّٰی) ظرف مکانی ہے جس سے آیۂ موصوف کے یہ معنی ہوئے کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جدھر سے چاہو اُن سے جماع کرو خواہ قبل میں خواہ دبر میں اور فریقین کا گروہ کثیر جو اسکی حرمت کا قائل ہے وہ کہتا ہے کہ اس آیت میں حرف (انّٰی) ظرف زمانی ہے جس کے سبب آیت کے یہ معنی ہوئے کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ صبح و شام جب چاہو اُن سے صرف قبل میں جماع کرو سوائے ایام حیض اور صوم رمضان کے۔ اور اسی کے مطابق صاحبان اتقان و درمنثور اور تفسیر کبیر نے بھی آیۂ موصوف میں حرف انّٰی کو ظرف زمانی مانا ہے۔ چونکہ آیت میں عورتوں کو حرث فرمایا ہے جس سے بقائے نسل و نفع صحت مقصود ہے اور وطی فی الدبر سے بقائے نسل طبعاً ممتنع و محال لہذا ثابت کہ آیۂ موصوفہ کی اباحت وطی فی الدبر سمجھنا دونوں فریق کے بدمعاشوں کی حماقت ہے لیکن بعض اسناد کتب اہلسنت سے حضرات شیعہ ایسے پیش کرتے ہیں جن سے جاہلوں کے نزدیک مذہب اہلسنت میں وطی فی الدبر کا جواز پایا جاتا ہے تو بعد نقل اعتراض اُن کا رد پیش کیا جاتا ہے۔

اعتراضات منجانب شیعہ

فتح الباری کتاب التفسیر صفحہ ۱۴۰ میں ہے ابن عمر نے فرمایا بیشک آنحضرتؐ پر لواطت نساء کی اباحت میں آیۂ نساءکم حرث لکم نازل ہوئی انتہیٰ محصلاً (قال ابن عمر انما نزلت علی رسول اللہ صلعم نساءکم حرث لکم رخصۃ فی اتیان الدبر

عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی لونڈی یا غلام یا زوجہ سے اغلام کرے تو اسپر حد نہیں **تفسیر فخر رازی میں ہے**۔ اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ بیشک اس آیۃ سے مراد یہ ہے کہ مرد کو اختیار دیا گیا ہے خواہ سامنے سے کرے یا پیچھے سے مگر قبل میں کیونکہ قول خدا اسی پر محمول ہے اور نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آیۂ موصوفہ سے مراد وطی فی الدبر نسوان کا جواز ہے انتہیٰ۔

ذهب اكثر العلماء الى ان المراد من الاية ان الرجل مخير بين ان يأتيها من قبلها في قبلها وبين ان يأتيها من دبرها في قبلها فقوله انى شئتم محمول على ذلك ونقل عن نافع عن ابن عمر انه كان يقول المراد من الاية تجويز اتيان النساء في ادبارهن۔

ارشاد الساری شرح بخاری میں قسطلانی نے لکھا ہے کہ وطی فی الدبر نسوان کی اباحت جماعت سلف یعنی صحابہ کی جماعت سے بربنائے احادیث و آیۂ مذکور کے الفاظ ظاہر کے سبب منقول ہے اور ابن شعبان نے قول اباحت کو بکثرت صحابہ و تابعین سے منسوب کیا ہے اور امام مالک نے وطی فی الدبر نسوان کی اباحت کو روایات کثیرہ میں قبول کیا ہے انتہیٰ محصلاً

وقد نقل اباحة ذلك عن جماعة من السلف بهذه الاحاديث وبظاهر الاية ونسبه ابن شعبان الى كثير من الصحابة والتابعين والى الامام مالك في روايات كثيرة

نوٹ۔ نافع غلام ابن عمر امام زہری کے استاد ہیں اور زہری امام مالک کے۔

درمنثور میں ہے۔ دارقطنی نے امام مالک کی روایات عجیب میں یہ بھی روایت کی ہے جو کہ ابی بشر دولابی کی سند سے مروی ہے وہ یہ کہ ایک دن ابن عمر نے اپنے غلام نافع سے کہا تو جانتا ہے کہ آیۂ نساءکم حرث لکم کس باب میں نازل ہوا ہے نافع نے کہا میں نہیں جانتا ابن عمر نے کہا کہ ایک انصار نے اپنی زوجہ سے وطی فی الدبر کی تھی تو لوگوں نے اسے گناہ عظیم سمجھا پس خدا نے آیۂ مذکور نازل کیا نافع کہتے ہیں میں نے کہا کہ اس آیہ سے مراد پشت کی طرف سے قبل میں کرنا ہے ابن عمر نے کہا نہیں میاں دبر میں کرنا انتہیٰ محصلاً

واخرج الدارقطني في غرائب مالك من طريق ابي بشر الدولابي (الى ان قال) قال (ابن عمر) لي اتدري يا نافع فيم نزلت هذه الاية قلت لا قال نزلت في رجل من الانصار اصاب امرأته في دبرها فاعظم الناس ذلك فانزل الله تعالى نساءكم حرث لكم الاية قلت له من دبرها في قبلها قال لا الا في دبرها۔

اسی تفسیر میں خطیب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جوزجانی نے کہا کہ میں نے امام مالک سے حلالہ کے دبر میں وطی کرنے کا سوال کیا تو انہوں نے

سئلت مالك بن انس عن وطي الحلائل في الدبر

فرمایا کہ میں نے باینحہ سر سے غسل کیا ہے انتہے محصلاً | فقال مالك لى الساعة اغتسلت منه

محقق نے اپنی شرح بخاری کتاب التفسیر میں لکھا ہے محمد بن سعد نے ابی سلیمان جرجانی سے روایت

کی ہے جرجانی کہتے ہیں کہ میں امام مالک کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اُن سے وطی فی الدبر کا استفتا کیا گیا۔ امام موصوف نے اپنے سر پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ میں نے ابھی اُس فعل سے فارغ ہو کر غسل کیا ہے انتہی محصلاً

وقد روی محمد بن سعید عن ابی سلیمان جوزجانی قال کنت عند مالك فسئل عن النکاح فی الدبر فضرب یدہ الی راسه قال الساعة اغتسلت عنه۔

اور شرح مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام مالک نے فرمایا جو شخص دین میں میرا اقتدا کرتا ہے اُسکی نسبت مجھے شک

قال ما ادرکت احداً اقتدی به فی دینی یشك فیه انه حلال یعنی وطی المراءة فی دبرها۔

نہیں ہے کہ وہ وطی فی الدبر نسواں کی حلت میں شک کرے انتہے امام مالک صاحب کا یہ فتوے بالکل صحیح ہے کیا معنی کہ امام شافعی صاحب آپکے تلمیذ باوقار ہیں اور اُن کا قول درمنثور میں یہ لکھا ہے کہ

شافعی سے وطی فی الدبر نسوان کا استفتا کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ پیغمبر خدا سے نہ اس فعل کی حلت ثابت

ان الشافعی سئل عنه فقال ما صح عن النبی صلعم فی تحلیله ولا تحریمه شیٔ والقیاس انه حلال

ہے نہ حرمت اور قیاس اسکی حلت پر دلالت کرتا ہے انتہے محصلاً اسی درمنثور میں امام شافعی کا مناظرہ لکھا ہے جو اسی باب میں انہوں نے اپنے والد ربیب یعنی امام محمد بن حسن تلمیذ امام ابو حنیفہ سے کیا تھا اُس میں بھی شافعی نے بدلائل عقلی وطی فی الدبر نسوان کی حلت ثابت کی ہے جسکو بجہت طوالت ترک کیا گیا۔

بعض مشہور شعرائے اہلسنت نے بھی امام مالک کے وطی فی الدبر کی اباحت کے اجتہاد کو نظم کیا ہے چنانچہ **بہارستان** جامی میں یہ اشعار موجود ہیں ؎

گفت مملوکہ بمالک خویش	کز قفایش گرفت راہ فساد
ترک ایں فعل کن کہ جائز نیست	نزد دیں پروران شرع نہاد
گفت خاموش کہ شیخ دین مالک	بچنیں عیش رخصت ما داد

اور شیخ فرید الدین اوحدی کرمانی نے اپنی کتاب منظوم **جام جہاں نما** میں لکھا ہے۔

مکن اے خواجہ بر غلاماں جور	کہ بدیں شکل و شان نمانند دور

زور بر زیر دست خویش مکن	دل او را ز غصہ ریش مکن
آبروئے غلام خویش مبر	دختر بد بنام خویش بدر
شوان زد بمذہب مالک	غوطہ در دو دلہ چنین مالک

تبیین الحقائق کے حاشیہ صفحہ ۱۰۷ میں ہے اگر وطی کرے عورت کے دبر میں تو اُس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ محل حرث نہیں تو اُس کا اثر بھی اولاد تک نہیں پہنچتا تھا

وكذا الوطي في دبر المرأة لا تثبت له الحرمة لانه ليس بمحل الحرث فلا يفضي الى الولد۔

مراد یہ کہ موطوئہ کی ماں بہن بیٹی سے نکاح جائز ہے برخلاف جماع فی القبل کے۔

امام ابوحنیفہ کے استاد فقہ محمد بن منکدر اور عبدالرحمان بن قاسم اور ابن ابی ملیکہ کہ یہ سب صاحب ثقہ اور صحیحین کے رواۃ نامی سے ہیں یہ سب صاحب اباحت وطی فی الدبر کے قائل اور بعض عامل بھی تھے چنانچہ درمنثور جلد اول صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ مصر میں ہے کہ ایک دن ابن ابی ملیکہ سے وطی فی الدبر نسوان کا استفتا کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے خود ایک باکرہ لڑکی سے ارادہ کیا تھا جب دخول دشوار ہوا تو روغن سے مدد لی گئی انتہٰی۔

اخرج ابن ابی مليكه انه سئل عن اتيان المرأة في دبرها فقال قد اردت من جارية لي البارحة فاعتاص على فاستعنت بدهن۔

اسانید بالا اسقدر صحیح اور مشہور ہیں کہ بعض فقہاء اہلسنت نے قطع نظر اس فعل کی اباحت کے اس فعل کو پاک بھی سمجھ لیا ہے حتے کہ مفعول و واطی فی الدبر انکے نزدیک بغیر غسل کے قابل عبادت ہے چنانچہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹ کر قبل یا دبر میں داخل کیا جائے تو اگر داخل کرنیوالے کو لذت حاصل ہوگی تو غسل واجب ہوگا ورنہ غسل واجب نہوگا انتہٰی الیسی احادیث

وان اولج الحشفة في القبل او الدبر ملفوفة بخرقة فان وجد المولج اللذة وجب الغسل والا فلا۔

معانی و مطالب والی صحاح وغیرہ میں بکثرت ہیں پس یہ چودہ پندرہ اسانید شیعوں کو سرمایۂ ناز وافتخار ہیں مگر اپنے گھر کی خبر نہیں لہذا اب ہم شیعوں کی بھی قلعی کھولتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ردہفوات شیعہ

منہج الصادقین شیعہ میں ہے کہ اکثر علماء امامیہ برآنند کہ ایں آیہ دلالت است بر جواز وطی فی الدبر اما بر سبیل کراہت و مخالفین آنرا منع کردہ اند انتہٰی بلفظہ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ بیشک عورت سے ہمارے لئے باتفاق علماء موضع غیر حرث میں وطی حلال ہے جیسے سواے فرج کے اور موضع میں وطی اور جو فرج کے مشابہ ہو انتہٰی | ان النساء وان کن لنا حرثا فقد ابیح لنا وطیهن بلا خلاف غیر موضع الحرث کالوطی فی ما دون الفرج وما اشبهه

ارشاد شیعہ میں ہے کہ وطی فرج اور دبر کا ایک حکم ہے حتےٰ کہ نسب میں بھی اسکو تعلق ہے انتہٰی محصلاً | الوطی فی القبل والدبر فی جمیع الاحکام حتی فی تعلق النسب

مراد یہ کہ جیسے عورت سے وطی کرنیکے بعد اسکی ماں بہن بیٹی وغیرہ مرد پر حرام ہو جاتی ہیں ویسے ہی موطوئہ امرد کی نانی دادی بیٹی بہن خالہ وغیرہ حرام ہو جاتی ہیں۔

تنبیہ۔ اغلام کا یہ شرف سوائے حضرات شیعہ کی ملت کے اور کسی ملت میں نہیں سُنا گیا نہ دیکھا گیا کہ اغلام سے بھی اُن کے ہاں مطابق قرآن چودہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں اگرچہ شیعہ نے اس فعل عبث اور عقد شرعی کو مساوی کر دیا لیکن ابھی یہ کسر باقی ہے کہ اس فعل کے ارتکاب کے وقت صیغہ بھی پڑھا دیا جایا کرے خواہ متعہ ہی کا کیوں نہو اور لوطی ملوط کو ذوی الفروض بھی قرار دیدیا جائے اور طلاق وعدہ بھی اسکا مقرر کیا جائے۔

استبصار شیعہ میں بہت سی احادیث وطی فی الدبر نسوان کے جواز کی ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں جنکو بخوف طوالت ترک کر دیا۔ **پس** انصاف شرط ہے کہ کہاں تو اہلسنّت کے ہاں کے جواز و عمل کے اخبار جن میں صدق و کذب کا احتمال ہو سکتا ہے اور کہاں وطی فی الدبر کے جواز کے اجتہادات پھر اہلسنّت کے ہاں کے معتبر و موثق ائمہ جملہ جائز الخطا اور بعض محتمل الفسق والکفر فریقین کے نزدیک جو اس کے جواز کے قایل و عامل اور آپکے ہاں نائب امام بلکہ خود امام معصوم وطی فی الدبر کی اجازت دینے والے پس زمین و آسمان کا فرق ہے **ہمارے** نزدیک حضرات شیعہ کو اپنے گریبان میں مُنہ ڈالنا چاہیئے اور اپنا یہ اعتراض واپس لیکر معافی مانگنی چاہیئے۔

اس ایراد سے ہمارا یہ **مقصد** نہیں کہ آپ کے ہاں بلا اختلاف وطی فی الدبر جائز و مباح ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ مطابق مذہب اہلسنّت آپ کے ہاں بھی حرام مطلق ہے چنانچہ **استبصار** میں حدیث مرفوع موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میری اُمت پر وطی فی الدبر نسوان حرام ہے | قال رسول الله صلعم محاش النساء علی امتی حرام

ہے اور اس معنی کی اور بھی بکثرت احادیث آپ کی مختلف کتب میں ہونگی جن سے بدیہی طور پر ثابت ہوگا
کہ اس فعل کے جواز و حلت کی احادیث ائمہ معصومین و اجتہادات علماء یہ سب محتمل الصدق
والکذب ہونگے علاوہ بہتان صریح پائے جاتے ہیں لیکن آپ حضرات تو یہ غضب ڈھاتے ہیں کہ اس
فعل کی جواز و اباحت کا الزام صرف مذہب اہلسنت پر رکھتے ہیں جو انصاف کے خلاف ہے۔

فیصلہ منجانب مولف درباب وطی فی الدبر

جبکہ فریقین میں مسئلہ وطی فی الدبر مختلف فیہ ہے تو ایسی صورت میں ایک فریق کا دوسرے
فریق کو الزام دینا حماقت ہے اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ مذہب تو ایک طرف بازاری لچوں شہدوں
کے نزدیک بھی یہ فعل معیوب و ممنوع ہے بجائے آسمانی مذہب میں اسکا جائز ہونا غالباً وطی فی الدبر
کی اباحت کی شہرت جو فریقین کے علماء نے دی تو یہ حد زنا سے بچنے کے لئے ہوگی کیونکہ زنا میں
رجم ہے اور اکثر کے نزدیک اسکے فاعل کے لئے صرف تعزیر ہے جان جوکھوں نہیں **دوم** بعد
شہرت زنائے محصنہ جو جو مصائب زانی و مزنیہ پر پڑتے ہیں وہ معائب اسکے عامل پر اکثر و بیشتر
نہیں گزرا کرتے باینوجہ واطی فی الدبر زانی و مزنیہ کے برابر رواجاً خاطی نہیں سمجھا گیا ہے۔

واضح ہو کہ زبان عرب میں حرف **من** (فی) کے معنی میں بھی آتا ہے چنانچہ پارہ سیقول
میں ہے فاتوھن من حیث امرکم اللہ اور سورہ جمعہ میں ہے اذا نودی الی الصلوٰۃ من
یوم الجمعۃ پس ان دونوں آیتوں میں حرف من (فی) کے معنی میں آیا ہے **اسی طرح**
حرف **فی** (من) کے معنی میں بھی آتا ہے چنانچہ عسکری نے اصمعی اور ابن سکیت نحوی سے
اسی معنی کی مثال میں نقل کیا ہے جو کتاب **مغنی** میں اس طرح درج ہے ؎

ھل یعمن من کان احدث عھدہ ؛ ثلاثین شھرا فی ثلاثۃ احوال

پس اس شعر میں حرف فی من کے معنی میں آیا ہے لہٰذا اہلسنت و جماعت کے ہاں کی جن جن
احادیث میں اِتیان النساء فی ادبارھن آیا ہے وہاں اس فی کے معنی یہ سمجھنے لازم ہیں کہ
عورتوں کی پشت کیطرف سے قبل میں جماع کرنا جس سے مراد جماع حرثیہ کے اقسام ہونگے نہ کہ جماع فرثیہ۔

الغرض جسقدر اقسام جماع جہلائے حجاز میں جاری تھے اُن ہی کی نسبت پیغمبر خدا کو حکم
ہوا تھا انیٰ شئتم فھم غافلوت پس ایسے ناتراشیدہ لوگوں میں تقویٰ اور پابندی شریعت

یا انسانیت ڈھونڈنی سوائے حضرات شیعہ کے اور کسی عقلمند کا کام نہیں۔

فصل چہارم اقسام مجہول و معیوب الانساب میں

اقسام نکاح و جماع خانہ سازی کی خرابیوں کے علاوہ اجنبیہ سے بر زنی و بازاری جماع تھے جن کے سبب قبائل کے قبائل ولد الزناؤں کے عرب میں پھیل گئے تھے چنانچہ **صراح** باب الجیم فصل الخاء میں ہے کہ ام خارجہ عورت تھی کہ جس کی اولاد میں بہت سے قبائل عرب تھے اور جب اُس سے کہا جاتا تھا کہ شادی کر یا بات کر

وهي امراءة ولدت كثيرا من قبائل العرب كانوا يقولون لها خطب فتقول نكح و خارجة بينا ولا يعلم ابوه۔

تو اُسکے جواب میں وہ اُم خارجہ کہتی تھی کہ جماع کر اور اُسکا ایک بیٹا خارجہ نامی تھا کہ جس کا باپ نہیں معلوم ہوا کہ کون تھا۔ انتہیٰ محصلاً

فصل مذکور میں ہے کہ قبیلۂ خارجہ کے لوگ جس عورت کو بجد زانیہ جانتے تھے اُس کی نسبت کہا کرتے تھے اسرع من نکاح ام خارجہ یعنی اُم خارجہ سے بھی جلد جماع کرانیوالی عورت۔ پس جملہ بنو خارجہ اسی کے بطنی سلسلہ سے تھے **اسی** طرح بنی مروان سب بنی زرقا سے مشہور تھے چنانچہ **سنن** ابوداؤد جلد دوم صفحہ (۲۸۲) میں ہے سعید بن جمہان نے کہا سفینہ صحابی سے کسی نے پوچھا کہ بنی مروان گمان کرتے ہیں کہ جناب علی جانشین رسول ؐ نہ تھے اُنہوں نے فرمایا کہ بنی زرقا اپنے اسفل

قال سعيد ابن جمهان قلت لسفينة ان هؤلاء يزعمون ان عليا لم يكن بخليفة قال كذبت استاه بني الزرقا يعني بني مروان۔

کی سُرین والے جھوٹ بولے مراد یہ کہ بنی مروان کی دادی زرقا نامی فاحشہ صاحب رایت زنا تھی جیسا کہ فصل پنجم سے واضح ہوگا پس اس نسبی خرابی کے سبب جھوٹ بولے **اسکے** علاوہ بسبب جہالت اُس زمانہ میں زنا زیادہ تر معیوب بھی نہ تھا چنانچہ **اسد الغابہ** جلد سوم صفحہ ۳۵ میں حضرمی صحابی سے روایت ہے کہ آنحضرت ؐ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو کس قبیلہ سے ہے اُسنے کہا بنی زنیہ سے آپنے فرمایا نہیں تو بنی رشدہ سے ہے اُسنے کہا کہ ہم اپنے باپ کا نام آپکے کہنے سے نہیں بدلتے

اگرچہ یہ بدیہی امر ہے کہ جملہ قبائل حجاز کے انساب تو ایسے نہیں ہوسکتے لیکن ایسے معیوب النسب قبائل کا شمار بھی نہیں ہوسکتا کہ کتنے اور کہاں کہاں آباد اور کن کن شعوب میں وہ ضم و مخلوط

ہو ہو کر کن کن اسماء سے مشہور ہوئے لیکن ہاں تتبع کتب سے ایسے انساب کی چند قسمیں پائی جاتی ہیں جو پیش ہیں۔

بعض ایسے تھے کہ جن کے پدر حقیقی نہ معلوم ہونے سے وہ اپنی ماؤں کے نسب سے مشہور تھے اور بعض اپنی نانی یا دادی کے نسب سے اگرچہ بعد ہجرت حکم ہو چکا تھا کہ لوگوں کو اُنکے باپ کے نام سے پکارو اللہ کے نزدیک | ادعوا ھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ (احزاب) یہ انصاف کی بات ہے لیکن بعض انساب صحیح نہ معلوم ہونے سے اس حکم کی تعمیل نہ ہو سکی۔

نوٹ۔ جو لوگ اپنی ماؤں کی شجاعت یا عفت و سخاوت یا کسی اور اخلاق فاضلہ کے سبب سے مشہور ہوئے وہ مجہول النسب نہ تھے جیسے ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود یا محمد حنفیہ وغیرہ
(مسند ابو حنیفہ مرویہ حصکفی کتاب المناقب)

بعض احتمالات کثیرہ کے سبب بانتشار نسب پکارے جاتے تھے جیسے زیاد بن عبید چنانچہ **وفیات** الاعیان جلد دوم ترجمہ یزید بن ربیعہ میں ہے کہ حارث بن کلدہ ثقفی نے عبید سے سمیہ کا نکاح کر دیا اور اُس سے ایک لڑکا جنا جس کو زیاد بن عبید اور زیاد بن سمیہ اور زیاد بن ابیہ اور زیاد بن امہ کہتے تھے اور کہا گیا ہے کہ معاویہ نے زیاد کا نسب ابو سفیان سے ملحق کر دیا انتہٰی۔

ثم ان الحارث بن کلدہ الثقفی زوج عبید المذکور سمیہ فولدت علی فراشہ فکان یقال لہ زیاد بن عبید و زیاد بن سمیہ و زیاد بن ابیہ و زیاد بن امہ وقیل ان ذلک یستلحقہ معاویہ۔

اور انتحال نسب کا یہی واقعہ **تاریخ** کامل ابن اثیر بیان سنہ ۴۴ ہجری جلد ثالث صفحہ ۱۷۷ میں اس طرح پر ہے کہ معاویہ کو مناسب معلوم ہوا کہ زیاد کو اپنی طرف مائل کرے اور اُس کے نسب کو اپنے نسب سے ملائے پس دونوں اس الحاق نسب پر راضی ہوئے اور لوگوں کو کوفہ میں جمع کیا جنھوں نے زیاد کے ابن ابو سفیان ہونے کی گواہی دی اور اُن میں ایک شخص ابا مریم السلولی تھا پس معاویہ نے اُس سے پوچھا کہ اے ابا مریم تم کس بات کی گواہی دیتے ہو اُس نے کہا

رای معاویۃ ان یستمیل زیاد و استصفی مودتہ باستلحاقہ فاتفقا علی ذلک واحضر الناس من یشھد لزیاد وکان فی من حضر ابو مریم السلولی فقال لہ معاویۃ بما تشھد یا ابا مریم فقال انا اشھد ان ابا سفیان حضر عندی وطلب منی بغیا فقلت لہ

کہ ایک دن میرے پاس ابو سفیان آیا اور اُس نے	لیس عندی الا سمیہ فقال ائتنی بہا علی
مجھ سے رنڈی طلب کی میں نے کہا کہ میرے پاس	قذرہا ودفرہا فاتیتہ بہا فخلا معہا
بجز سمیہ کے اور کوئی نوچی نہیں ابو سفیان نے کہا	ثم خرجت من عندہ وان اسکتیہا لیقطر
ہر چند کہ وہ رنڈی غلیظ و کثیف ہے مگر کیا کیا جائے	منیا فقال لہ زیاد مہلا یا ابا مریم انما
خیر اُسی کو لاؤ پس میں نے سمیہ کو حاضر کیا الخ	بعثت شاہدا ولم تبعث شاتما
جب سمیہ جانے لگی تو اُسکے جسم سے منی ٹپکتی تھی	فاستلحقہ معاویہ

یہ سُنکر زیاد نے کہا کہ اے ابا مریم تم گواہی دینے پر مامور ہو گالیوں پر مامور نہیں پس معاویہ نے زیاد کو اپنے باپ کے نسب سے ملا لیا۔ انتہے محصلاً یہ الحاق نسب اگرچہ ظاہر میں مہمل معلوم ہوتا ہے مگر اخلاق و روش سے یقین ہے کہ یہ زیاد ضرور ابو سفیان ہی کا بیٹا ہوگا کیونکہ ابو عثمان یزید بن ربیعہ حمیری شاعر کا قول وفیات جلد دوم مطبوعہ میمنیہ مصر صفحہ ۲۹۲ میں بھی ایسے ہی معنی میں ہے چنانچہ

کہتا ہے معاویہ بن صخر کو کوئی مرد یمنی کا پیغام پہنچا دے کہ اگر کوئی تیرے باپ	الا ابلغ معاویۃ بن صخر	مغلغلۃ عن الرجل الیمانی
	اتغضب ان یقال ابوک عف	وترضی ان یقول ابوک زانی
	فاشہد ان رحمک من زیاد	کرحم الفیل من ولد الاتان
	واشہد انہا ولدت زیادا	وصخر من سمیۃ غیر دان

کو پارسا کہتا ہے تو تو ناراض ہوتا ہے اور جو کوئی زانی کہتا ہے تو تو اُس سے خوش ہوتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ زیاد بطن سمیہ سے اُن ہی ایام میں ہوا کہ جن دنوں ابو سفیان کی سمیہ سے آشنائی تھی انتہے محصلاً **سمیہ** علاقہ کسکر میں زندورد کے دہقان کی لونڈی تھی جب وہ دہقان بیماری سے تندرست ہوا تو اُس نے اپنے معالج حارث بن کلدہ حکیم کو سمیہ لونڈی انعام میں دی تھی پس اُس نے پہلے خود اُس پر تصرف کیا اور اُس کے بعد عبید سے اُس کا نکاح کر دیا تھا جس سے زیاد پیدا ہوا اور یہ وہی زیاد ہے کہ جس کو جناب امیر علیہ السلام نے حاکم بصرہ بنایا تھا اور یہ وہی زیاد ہے کہ جس کے فرزند عبد اللہ نامی نے جناب امام حسین علیہ السلام کو عمر بن سعد بن ابی وقاص سے کربلا میں شہید کرایا لعنۃ اللہ علی اعوانہ وانصارہ •

یہ زیاد بن عبید سنہ میں پیدا ہوا اور خلافت فاروق میں ابو موسیٰ اشعری حاکم کوفہ کا کاتب

مقرر ہوا اور پھر مغیرہ بن شعبہ حاکم بصرہ کی کتم شہادۃ زنا کے صلہ میں بزمانہ فاروق اسکی ترقی ہوئی تھی

نوٹ۔ عرب اپنی ناجائز اولاد کا دعوے نہیں کیا کرتے تھے لیکن اگر لڑکا بہادر یا کسی فن میں لائق نکلتا تھا تو اس کی ابنیت کا دعوے باپ کی طرف سے ہوا کرتا تھا (از رسوم جاہلیہ)

لیکن زیاد کے ابوسفیان سے ملنے کا فعل ابوسفیان کے مرنے کے بعد ہوا۔ دوم یہ دعوے زیاد کی کمسنی میں ہونا چاہئے تھا مگر یہ الحاق زیاد کی ۴۳ سالہ عمر میں ہوا ان وجوہ سے یہ الحاق نسب عرب میں بہت برا سمجھا گیا اور اسی وجہ سے اس کے بھائی اور بیٹے سب ناراض ہو گئے اور بنو امیہ نے اس کو ترک کر دیا اس بنا پر اولاد کے راضی کرنے کے واسطے زیاد نے انساب عرب کے مثالب میں ایک کتاب لکھی اور اپنی اولاد کو دیکر کہا کہ اب کوئی عرب تمکو نہ شرما سکیگا۔

اس کتاب کا حال کتاب الفہرست مولفہ ابو یعقوب محمد بن اسحاق المعروف بہ ابن الندیم میں ہے اور سلطنت اسلام میں انساب عرب کی سب سے پہلی یہی کتاب لکھی گئی تھی اور وہ عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت میں غرق کر دی گئی (از رسالہ البیان عمادی لکھنؤ)

نوٹ۔ بعض کتب اہلسنت سے جناب معاویہ کا بھی نسب اربعہ سے منسوب و مشہور ہونا پایا جاتا ہے لیکن اسکی تفصیلی بحث حصہ دوم باب پنجم میں لکھی جائیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

بعض ایسے تھے کہ وہ اپنا نسب خود تجویز کر لیا کرتے تھے۔ ماں باپ کا مجوزہ نہیں ہوتا تھا۔ اس انتحالی و تبدیل نسب کی نظیر جناب عثمان غنی کے والد ماجد عفان بن العاص ہیں جسکی سند حصہ دوم کے باب دوم میں پیش کیجائیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

نوٹ۔ بعض ولد الحلال بھی ذلیل قبائل سے اپنے تئیں جدا ظاہر کر کے کسی عزت دار قبیلہ سے ہونے کی شہرت دیدیا کرتے تھے جیسے حضرت سعد بن ابی وقاص کہ بنی عذرا بن قحطان سے تھے اور بنی زہرا سے اپنے تئیں مشہور کر رکھا تھا **کیونکہ** بنی زہرا پیغمبر خدا کی ننھیال تھی **اسی** طرح حضرت زبیر بن العوام ذات کے قسائی[1] قبطیان مصر سے تھے اور اپنے تئیں بنی اسد بن عبد العزیٰ سے مشہور کر رکھا تھا کیونکہ اسد جناب علیؑ کے حقیقی نانا بنی ہاشم سے تھے **لیکن** پیغمبر خدا نے

---

[1] حیوۃ الحیوان دمیری لغت جزء دیں زبیر بن العوام کا پیشہ خیاطی اور قسائی لکھا ہے اور انکے بیٹے عبد اللہ کے خون پیغمبر پی جانے سے قیاس کیا جاتا ہے کہ زبیر ذات کے قسائی ہوں تو کوئی تعجب نہیں۔

ان کو بنی ہاشم سے کبھی نہیں سمجھا **ایسا ہی انتحال** کا قصہ خالد بن ولید کے باپ ولید بن مغیرہ کا ہے جو آیندہ آئیگا۔

بعض مجہول النسب بوجہ رواج تبنیت دوسروں کے نسب سے مشہور ہو جایا کرتے تھے جیسے ذکوان مرد امیہ عبد الشمس کا بیٹا مشہور ہو گیا تھا حالانکہ ذکوان امیہ بن عبد الشمس کا غلام تھا اصابہ جلد اوّل مطبوعہ مصر کے صفحہ (۲۱۵) ترجمہ ثوب میں ہے کہ حضرت ثوب رضی اللہ عنہ معاویہ کے پاس گئے تو اُس نے پوچھا کہ آپنے میرے بزرگوں میں سے کس کس کو دیکھا ہے ثوب نے کہا کہ امیہ بن عبد شمس کو دیکھا کہ وہ اندھے ہو گئے تھے اُنکا غلام ذکوان لیکر چلتا تھا معاویہ

انه حضر عند معاوية فقال له من ادركت من ابائي قال امية بن عبد شمس انه قد عمي يقوده عبده ذكوان فقال معاوية انما هو ابنه قال هذا شئ قلتموه انتم

نے کہا واہ ذکوان تو اُس کا بیٹا تھا حضرت ثوب نے فرمایا یہ وہ بات ہے جو تم لوگوں نے کہی ہے ورنہ کوئی نہیں کہتا کہ ذکوان امیہ کا بیٹا تھا پس معلوم ہوا کہ ایسی سینکڑ قسم کے اور بھی ہونگے۔

بعض مولود ایسے تھے کہ ابتدا میں کسی کی ابنیت سے مشہور تھے اور بعد تحقیق دوسرے نسب سے ثابت ہوئے لیکن اسکے بعد پھر اُسی موضوعہ نسب سے منسوب رہے جیسے حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کے باپ ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ مخزومی تھے چنانچہ تفسیر کشاف تفسیر سورۂ نون میں ہے کہ ولید قریشی ہونے کا دعوے کرتا تھا اور قریشی نہ تھا اور اُسکے باپ مغیرہ نے ولید کے اٹھارہ سالہ ہو جانے کے بعد اُس کی

وكان الوليد دعيا في قريش ليس من سنخهم ادعاه ابوه بعد ثمان عشرة من مولده وقيل بغت امه الخ

ابنیت کا دعوے کیا اور کہتے ہیں کہ ولید کی ماں زناکار تھی اسکے بعد یہ قصہ ہے کہ نزول آیۂ سورۂ نون کل حلاف مهين هماز مشاء بنميم مناع للخير معتد اثيم عتل بعد ذلك زنيم کے بعد ولید نے اپنی ماں سے جاکر کہا کہ محمد علیہ السلام نے میرے نو وصف بیان کئے وہ تو میں اپنے میں پاتا ہوں مگر اپنے ولد الزنا ہونے سے نہیں واقف نہیں سچ بتا ورنہ میں تجھے مار ڈالونگا اُس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ لاولد تھا میں نے سوچا کہ اُسکے مرنیکے بعد اُسکا مال غیر خاندان میں منتقل ہو جائیگا پس میں نے ایک گڈریے کو بلایا یہ تو اُسی کا نطفہ ہے انتہٰی ملخصًا

تفسیر مدارک میں بھی تحتِ آیۂ موصوف یہ قصّہ درج ہے اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ یہ ولید غلام زادہ تھا مگر یہ ولید آج تک ابن مغیرہ ہی کے نسب سے مشہور ہیں۔

مروان بن الحکم حضرت عثمان کے ابن عم طرید رسول کی نسبت سبط ابن جوزی نے تذکرۂ خواص الائمہ میں لم یعرف اب لکھا ہے جسکی وضاحت اسی باب کی فصل پنجم میں لکھی جائیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

مقدمۂ سنن ابی حنیفہ مرویہ حصکفی کے صفحہ ۳۷ میں ہے کہ ابو درداء انصاری کا نام عویمر بن زید بن قیس ہے مگر اُنکے باپ کے نام میں اختلاف ہے اور اسی مقدمہ کے اسی صفحہ میں ہے کہ ابو بکرہ صحابی ثقفی کا نام نفیع بن الحارث بن کلدہ ہے لیکن ابی بکرہ کا باپ نہیں پہچانا گیا

ابو درداء ھو عویمر بن زید بن قیس الانصاری مختلف فی اسم ابیہ ایضًا ابوبکرہ بزیادۃ الھا الثقفی الصحابی اسمہ نفیع بن الحارث بن کلدۃ (الی ان قال) ولم یعرف الداتی بکرہ

انتہے محصلاً ان ابی بکرہ کی والدہ وہی سمیہ اُم زیاد بن عبید ہے سمیہ کے بطن سے چار لڑکے تھے لیکن چاروں مختلف الاب وجد تھے۔

ان سب صاحبوں سے عجیب تر حضرت ابوہریرہ کا نسب ہے جسکے نام اور نسب میں الکیس اختلافات ہیں جو حصۂ دوم میں لکھے جائینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

بعض مفلس عرب اپنی ازواج یا بنات کو رہن رکھتے تھے تو انفکاک رہن تک جو اولاد ہوتی ہوگی وہ راہن ہی کی شمار ہوتی ہوگی اسی بنا پر یہ اجتہاد فتاوی قاضیخاں جلد اوّل کتاب النکاح فصل فی مسائل النسب میں ہے کہ اگر مرد غائب تو جسکے ہوجائے خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور وہ عورت دوسرے سے نکاح کرلے اور ہر سال بچّہ جنتی رہے تو ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ اولاد شوہر اوّل کی ہوگی انتہے محصلاً قنیہ شرح منیہ کتاب

رجل غاب عن امراتہ وھی بکر او ثیب فتزوجت بزوج اٰخر وولدت کل سنۃ ولدا قال ابوحنیفۃ الاولاد الاوّل۔

الطلاق باب العدہ اور سراجیہ کتاب الطلاق باب النسب میں بھی ایسے ہی مضمون کے اجتہادات درج ہیں۔ اس رواج کا پتہ حدیث جابر مندرجۂ صحیحین سے ملتا ہے جو کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بارے میں ہے (تلخیص الصحاح جلد ۴ صفحہ ۱۹۶)

بعض ایسے تھے کہ جن کی صحیح ابنیت التباس اسم اب وجد کے سبب اُنکی اولاد پر مستور تھی جن میں سے بعض کی ابنیت کا انکشاف بارگاہ نبوت سے ہوا۔

معارف ابن قتیبہ کے صفحہ ۹۰ مطبوعۂ مصر میں ہے کہ ایک دن حاضرین صحابہ سے آنحضرت نے فرمایا تم کوئی سوال ایسا نہ کرسکوگے مگر یہ کہ میں اُس کا جواب دونگا پس عبد اللہ ابن حذافہ نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا حذافہ بن قیس پس اُسنے جاکر اپنی ماں سے پوچھا اُسکی ماں نے کہا تجھے کیا ہوگیا ہے (جو تونے مجھ سے ایسی بات پوچھی) کیونکہ ہم جاہلیۃ میں

قال لا تسئلونی عن شیءٍ الا اخبرتکم به فقال عبد اللّٰه بن حذافة من ابی یا رسول اللّٰه قال حذافة بن قیس فرجع الی امه فقلت له ما حملك علی الذی صنعت فقد کنا فی جاهلیه فقال انی کنت لا احب ذکره انی اعلم من هو ابی۔

تھے پس عبد اللہ نے کہا کہ اب میں اپنا نسب دریافت کرنا پسند نہیں کرتا اور میں خوب جانتا ہوں جو میرا باپ ہے انتہٰی محصلاً اس سند سے معلوم ہوا کہ عبد اللہ سائل اپنے تئیں جس حذافہ کا سمجھے ہوئے تھے اُس کا نطفہ نہ تھے بلکہ حذافہ بن قیس کا نطفہ تھے۔ اگر اُسی ابن قیس کا نطفہ ہوتے تو اپنی ماں سے دریافت کرنے کی ضرورت نہوتی اور نہ سائل کی ماں زمانۂ جاہلیۃ کا عذر کرتی۔

یہی روایت بخاری کتاب العلم باب الغضب والموعظہ والتعلیم جلد اول میں حضرت ابو موسے اشعری سے مروی ہے کہ ایک روز رسول خدا سے بعض صحابہ نے بہت بے ادب سوالات کیے جن سے آنحضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا اچھا پوچھو جو چاہو پس ایک نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا حذافہ دوسرے نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا شیبہ کا غلام پس حضرت

فلما سئل النبی صلعم عن اشیاء کرهها فلما اکثر علیه غضب ثم قال للناس سلونی عما شئتم قال رجل من ابی قال ابوك حذافة فقام اخر من ابی یا رسول اللّٰه فقال ابوك سالم مولی شیبة فلما رای عمر فی وجهه قال یا رسول اللّٰه انا نتوب الی اللّٰه عز وجل۔

عمر نے دیکھا اور کہا کہ ہم خدائے عز وجل کی درگاہ میں (ایسے آزمائشی مکروہ سوالات کرنے سے) معافی مانگتے ہیں انتہٰی اور سب سے بڑھکر نسخہ بخاری کتاب الفتن باب التعوذ من الفتن میں ہے کہ صحابہ کی بے ادب سوالات کی کثرت سے آنحضرت سخت ناراض ہوکر منبر پر گئے اور فرمایا اچھا جو پوچھو ہم جواب دینگے انس کہتے ہیں کہ میں نے دائیں بائیں دیکھا کہ سب اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک کر رو رہے تھے ان میں سے ایک ایسے شخص نے سوال کیا جو غیر باپ کی طرف نام سے پکارا جاتا تھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آنحضرت نے

بخاری کی حدیث کتاب العلم باب الغضب کے آگے باب من برک علی رکبتیہ عند الامام میں انس بن مالک سے جو روایت ہے وہ بھی ایسی ہی آزمائشی اور مکروہ سوالات کے باب میں ہے اور اُس میں حضرت فاروق نے اس ترکیب سے معافی مانگی ہے کہ حضرت فاروق نے بہ ادب زانو بیٹھکر کہا کہ ہم خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمدؐ کے نبی ہونے سے راضی ہوئے | فبرک عمر علی رکبتیہ فقال رضینا باللّٰہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا فسکت پس آنحضرت چپ رہ گئے انتہٰے الغرض ایسے مجہول تھے کہ جن کے نسب کا معما بغیر صاحب وحی والہام کے حل نہ ہوسکتا تھا۔

تبصرہ در وجہ امتناع سوال نسب

مجموعہ احادیث ہذا پر یہ قرینہ پایا جاتا ہے کہ نسب کے امتحانی سوالات تمسخر کے ساتھ بکثرت قبائل عرب کے بھڑکا دینے والے تھے کہ جن کے سرغنہ اور مقتدا حضرت فاروق تھے چونکہ عرب میں مجہول الانساب بکثرت قبائل و شعوب میں تھے اور ایسے رازہائے سربستہ کے کھلنے سے مجہول و معیوب الانساب کی بیحد دل شکنی اور برافروختگی ہوتی اس بنا پر جنگ عظیم اور جدال فخیم شروع ہوجاتا جس کے سبب مسلمانوں کو کہیں پناہ نہ ملتی بلکہ صاف بات یہ ہے کہ اسلام و بانی اسلام سب دفن ہوجاتے اس لئے استفسار نسب کی ممانعت میں آیۂ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ نازل ہوا چنانچہ ترمذی جلد دوم کتاب التفسیر سورۂ مائدہ صفحہ ۱۵۸ میں انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے آنحضرت نے فرمایا کہ تیرے باپ کا نام فلاں ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایماندارو (نسب کا حال) نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ باتیں ظاہر کیجائیں تو وہ تمکو ناگوار لگینگی انتہٰے | اخبرنی موسیٰ ابن انس قال سمعت انس بن مالک قال رجل یا رسول اللّٰہ من ابی قال ابوک فلان فنزلت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم محصلاً مقام غور ہے کہ خدا تعالیٰ نے نسبی دریافت کو منع فرمایا ہے لیکن حضرات شیعہ برخلاف قرآن نسب کے طعن پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کو فہم سلیم عطا فرمائے۔

بعض مولود نیو ذتے یعنی جو موالید چنگر شاہراہوں پر ڈالدئے جاتے تھے جنکے ماں باپ

دوتوں کا پتا نہیں **ایسے** موالید کے لیئے یہ دستور تھا کہ لوگ انکو پالکر غلام بنالیا کرتے تھے۔

بعض لوگ اپنی یا کسی کی باندی کو حمل رکھا کر مکر جاتے تھے اور پھر اُس باندی سے بےتعلق ہوجاتے تھے اس خوف سے کہ باندی کے بطن کی اولاد ہماری بیٹا وغیرہ ہیں وارث نہو جائے یا بجہت اندیشۂ فساد باہمی **یا** بوجہ خوف ادائے قیمت کنیز وغیرہ کے پس ایسے فریبوں سے تنگ ہوکر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اب اگر کوئی باندی اپنے مولود کو کسی سے منسوب کریگی تو میں اُس مولود کا نسب اُسی مرد سے ملادونگا (دیکھو موطاء مالک صفحہ ۴۸۲)

نوٹ۔ زرقانی کی شرح موطاء سے پایا جاتا ہے کہ کثرت ولادت ولدالزنا کے سبب سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے موالید مجہول الانساب کی جانچ پڑتال کے لئے ایک محکمہ قیافہ اور اُسکا کچھ عملہ مقرر فرمادیا تھا اور اُسکا عہدہ دار **قایف** سنان نامی کو بنایا تھا پس اُس محکمہ کا فرض تھا کہ وہ موالید منبوذ اور مجہول الانساب کے نسب لوگوں سے بذریعہ قیافہ ملادیا کرے دیکھو مترجمہ موطا مالک القضاء فی المنبوذ صفحہ ۴۷۹

بعض امیر غریب اپنی باندیوں کی خرچی مقرر کیکے اپنے اپنے دروازوں پر بٹھاتے تھے اور جو اولاد اُن کے بطن سے ہوتی تھی اُسکے نسب کا الحاق ہر قوم وقبیلہ کا قایف کیا کرتا تھا جیسا کہ مولوی انشاء اللہ اڈیٹر اخبار وطن لاہور نے اپنے مترجمہ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ دہلوی کے حصۂ دوم کے صفحہ ۴۰۶ پر لکھا ہے۔

ہمکو یقین ہے کہ مجہول ومعیوب الانساب موالید کے اقسام مذکورہ کے علاوہ اور بھی اقسام ہونگے کیونکہ زنا عام تھا اسی وجہ سے قبول اسلام کے وقت ترک زنا کا اقرار عورتوں سے لینا شرط تھا چنانچہ سورۂ احزاب میں ہے کہ اے نبی جب مؤمنات بیعت کے لئے تمہارے پاس حاضر ہوں تو اُن پر فرض ہے کہ وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور نہ چوری کریں نہ زنا کریں انتہٰی | یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین۔

غالباً اہل عرب نے جو ہر شخص کے نام کے ساتھ اظہار نسب لازم کرلیا تھا تو وہ اسی ضرورت سے کہ انساب صحیح نادر تھے اور اسی ندرت کے سبب بعض صحیح الانساب فخر نسب کیا کرتے تھے جیسا کہ سرورکائنات اور بعض صحابہ کا بعض پر فخر نسب کرنا مشہور ہے **اسکی** ایک وجہ خاص یہ بھی پائی جاتی ہے کہ بعض محصنات منکوحہ بھی بغیر اقدام وارتکاب فحش اتفاقاً بھی مبتلائے زنا ہوجایا کرتی تھیں چنانچہ اُن

محصنات و عفیفہ کی بھی چند مثالیں پیش کردی جاتی ہیں۔

تیسرا مسئلہ در سفاحات اصحاب با محصنات عفت مآب رضی اللہ عنہا

(۱) بسرہ یا نضلہ غفاری انصاری نے ایک باکرہ سے نکاح کیا تو اُسے حاملہ پایا پس آنحضرت سے یہ حال عرض کیا گیا تو آپ نے اُن دونوں میں تفریق کردی (اسد الغابہ ص ۱۵۵)

(۲) عمرو بن حمزہ بن سنان سلمی صلح حدیبیہ میں آنحضرت کے ساتھ تھے جب بعد سفر مدینہ پہنچے تو آنحضرت سے اپنے کھیت پر جانے کی اجازت طلب کی اور بعد اجازت مدینہ سے روانہ ہوئے جب مقام صو عقمہ میں پہنچے جو مدینہ سے ایک منزل پر تھا تو وہاں ایک حسین عورت ملی اور یہ اُسیر جو ... پھر یہ واقعہ بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو آنحضرت نے اُسکے ایک سو کوڑے مارے انتہی (اسد الغابہ ص ۱۳۵)

(۳) بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ صحابی کی جورو شریک بن سحماء سے حاملہ ہوئیں اور حضرت ہلال نے وقوع زنا کا دعوےٰ بارگاہ نبوت میں کیا اور بیوی نے زنا سے انکار کیا اسپر آیۂ لعان نازل ہوا اور باقاعدہ تفریق کردی گئی۔ آنحضرت کو دریافت سے معلوم ہوا کہ ملعونہ ہلال کے ہاں جو مولود ہوا ہے وہ شریک بن سحماء کی صورت کا ہے اسپر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر آیۂ لعان نازل نہوا ہوتا تو میں اس عورت کا رجم کرتا۔

نوٹ۔ اسد الغابہ ترجمہ عویمر بن ابیض عجلانی انصاری سے معلوم ہوتا ہے کہ ہلال بن امیہ کے ہاں یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ ۹ھ میں ہوا تھا۔

(۴) ترمذی جلد دوم کتاب التفسیر سورۂ ہود میں ہے کہ ابو الیسر صحابی سے ایک صحابیہ کھجوریں خریدنے گئیں تو ان صاحب نے کہا کہ میرے گھر میں ان سے بہت بہتر کھجوریں ہیں پس اس بہانہ سے اُن پارسا کو گھر لیجا کر من مانا کام کیا اور پھر خوف زدہ ہو کر حضرت ابوبکر و عمر سے نجات کا رستہ پوچھا اور پھر آنحضرتؐ سے عرض کیا اسپر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو مجاہد فی سبیل اللہ کی جورو سے بھی ایسا فعل کرتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی بیشک نیکیاں گناہوں کو لیجاتی ہیں اس سے مراد یہ نکلتی ہے کہ اگر احیاناً کسی سے ایسا گناہ صادر بھی ہوجائے تو نوافل پڑھنے اور خیرات وغیرہ کرنے سے وہ شخص غضب حق عباد سے سبکدوش ہوجاتا ہے۔

(۵) اسد الغابہ مترجمۂ عبد الشکور لکھنوی جلد ہفتم صفحہ ۱۰۰ میں ہے کہ عمرو بن غزیہ انصاری

بدری کے حق میں آیۂ ان الحسنات یذھبن السیئات نازل ہوئی تھی پس معلوم ہوا کہ ان غزنیہ کے بھی والوں میں کوئی پارسا بی بی پھنسی تھیں۔

(۶) مقامات حریری مؤلفہ محمد قاسم بن علی الحریری کے مقامہ ۴۷ میں ہے کہ [illegible]

قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے تھی وہ ایک دن مکہ کے بازار عکاظ میں گھی بیچنے گئی اتنے میں حضرت خوات بدری انصاری جو سوداران بدر سے تھے اُسکے پاس پہنچے اور تنہائی میں گھی خریدنے کے بہانہ سے لے گئے پس خوات نے مشک کا دہانہ کھولکر گھی چکھا اور کھلی مشک ذات النحیین کے ہاتھ میں دیدی پھر فوراً دوسری مشک سے گھی چکھا اور دہانہ مشک دوسرے ہاتھ میں دیدیا جب ذات النحیین کے دونوں ہاتھ آ ترکیب سے رُک گئے تو حضرت خوات بدری رضی اللہ عنہ اُسپر چڑھ بیٹھے اور من مانا کام کیا جب فارغ ہوئے

واما ذات النحیین فھی امرأۃ من تیم اللّٰہ بن ثعلبہ حضرۃ السوق عکاظ ومعھا نحیا سمن فاستخلی بھا خوات بن جبیر الانصاری لیبتاعھما منھا ففتح احدھما فذاقہ ثم دفعہ الیھا فاخذتہ باحدی یدیھا ثم فتح الآخر فذاقہ ودفعہ الیھا فامسکتہ بیدھا الاخریٰ ثم غشیھا وھی لا تقدر علی الدفع عن نفسھا لحفظھا فم النحیین وشحھا علی السمن فلما قام عنھا قالت لا ھناک فضرب بھا المثل فیمن تشغل۔

تو ذات النحیین نے بہت کوسا اُس وقت سے یہ مثل مشہور ہوگئی انتہی مختصراً اسد الغابہ جلد دوم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۵۰ میں بھی ذات النحیین کا یہی قصہ درج ہے مگر چھوڑا ان اور انہی خوات کا ایک واقعہ میں جو ل کا اور بھی اُس میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت خوات بدری زنانہ لباس پہنکر اجنبی عورتوں میں جھکر دن لگی کر رہے تھے کہ اتفاقاً سرور کائنات اُس طرف تشریف لائے اور اُن سے پوچھا یا خوات تم یہاں کیسے آئے اُنہوں نے عرض کیا کہ میرا شتر گم ہوگیا ہے اُسکی تلاش میں آیا ہوں چونکہ آنحضرت اُنکے حال وخیال سے واقف ہوچکے تھے اسلئے راستہ میں براہ فراخ اُن سے پوچھنا شروع کیا کہ اے خوات وہ شتر پھر کیا ہوگیا اور جب اور جہاں خوات ملتے تو آنحضرت فرماتے ہاں خوات پھر وہ شتر گم ہو کر کیا ہوگیا انجام کار شرم کے مارے خوات نے مسجد نبوی کی جمعہ وجماعت کی حاضری کچھ دنوں کے لئے ترک کردی تھی انتہی محصلاً

یہ واقعات زمانۂ جاہلیۃ کی قربت کے عذر پر محمول ہوسکتے ہیں لیکن دور [illegible] پختگی اسلام [illegible]

زمانۂ خلافت شیخین کی لکھ دیتے ہیں جو مشہور بین العلماء ہیں ملاحظہ ہوں۔

(۷) مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی میں ہے ابو ریاش نے کہا کہ مسماۃ لیلیٰ بنت سنان زوجۂ مالک بن نویرہ کو ہمراہ لیکر (خالد بن ولید) داخل مدینہ ہوئے تو حضرت عمر جناب علی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یہ کام حق اللہ ہے جائز ہے قصاص خالد بن ولید کا قصاص یعنی سزا دلوائی جائے کیونکہ خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور وہ مسلمان تھا اور پھر اُسکی زوجہ پر چڑھ بیٹھا اور اُسکے مال پر قبضہ کر لیا پھر حضرت عمر اور جناب علی

قال ابو ریاش دخل المدینة ومعه لیلی بنت سنان زوجة مالك بن نويرة فقام عمر فدخل على علي فقال ان من حق الله ان يقاد من هذا المالك قتله وكان مسلما ونزا على امرأته على ما ينزو الحمار ثم قاما فدخلا على سعد بن ابي وقاص وطلحة بن عبيد الله فتابعوا على ذلك ودخلوا على ابي بكر و قالوا لا بد من ذلك فقال ابوبكر لا اغمد سيفا سله الله۔

مرتضیٰ سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی سزا دینے خالد پر اتفاق کیا اور یہ سب ملکر حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور کہا خالد کو ضرور سزا دیجائے لیکن حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں اُس تلوار کو نیام نہ کرونگا جسکو خدا نے کھینچا ہے انتہی محصلاً۔

(۸) وفیات الاعیان ابن خلکان اربلی شافعی نے ترجمہ یزید بن زیاد بن مغیرہ بن شعبہ کے قصۂ زنا کو بشرح و بسط لکھا ہے لیکن ہم بنظر اختصار اصل عبارت ترک کر کے خلاصہ واقعہ لکھدیتے ہیں ملاحظہ ہو۔

مغیرہ بن شعبہ ثقفی کوفی نے اپنی امارت بصرہ میں اُمّ جمیل بنت افقم زوجہ حجاج بن عتیک قبیلہ ثقیف والی جو بنی ہلال بن عامر سے تھی اُس سے زنا کیا جسکو حضرت ابوبکرہ اور شبل بن معبد اور نفیع بن الحارث اور زیاد بن عبید نے اپنے ہاں کی کھڑکی سے بچشم خود دیکھا اور بعد انفراغ مغیرہ بغیر غسل مسجد میں گئے اور امام بنکر نماز پڑھائی اور صحابہ مذکورہ اور بصریوں نے زنا کے باب میں جھگڑا کیا انجام کار بصریوں نے اس واقعہ کی اطلاع بارگاہ فاروق میں کی اور وہاں سے ان مغیرہ صاحب کی طلبی ہوئی ادا شہادت کے وقت حضرت ابوبکرہ و شبل بن معبد و نفیع بن الحارث و زیاد بن عبید نے چشم دید واقعہ کی گواہی دی لیکن زیاد نے کالمیل فی المکحل کی شہادت سے انکار کیا اس بنا پر

حضرت مغیرہ رجم سے بچ گئے اور ابوبکرہ و شبل و نفیع ابنان سمیہ پر اسّی اسّی کوڑے حد قذف کے پڑے اور اس کتم شہادت کے صلہ میں زیاد بن سمیہ کی ترقی ہوگئی اور حضرت مغیرہ اپنی امارت بصرہ پر واپس گئے۔ اس قصہ کو طبری نے اپنی تاریخ بیان ۱۷ھ ہجری میں اور ملا علی متقی نے کنز العمال کتاب الثانی فصل اول فرع رابع بیان حدّ زنا کے بسامہ بن زہیر میں بشرح و بسط لکھا ہے۔

تبصرہ در بعض احوال مغیرہ

بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد میں ہے کہ مغیرہ قبل قبول اسلام ایک قوم کفار کا مصاحب تھا پھر اُن کو مغیرہ نے دغا سے قتل کر کے اُنکا مال لیا اور اُسکو لیکر مدینہ پہنچا اور مسلمان ہوا آنحضرت نے فرمایا کہ میں تیرا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن جو مال تو لایا ہے اُس سے مجھے غرض نہیں (کیونکہ دغابازی سے حاصل کیا ہے) انتہٰی محصلاً

وکان المغیرۃ صحب قوما فی الجاہلیۃ فقتلہم واخذ اموالہم ثم جاء فاسلم فقال النبی صلعم اما الاسلام فاقبل واما المال فلست منہ فی شیٔ۔

تاریخ مدائنی اور **شرح** ابن الحدید معتزلی میں ہے کہ مغیرہ ایام جاہلیۃ میں بڑا زانی تھا اور جب اسلام میں داخل ہوا تو کچھ کچھ عادت زنا میں کمی ہوئی اور پھر وہی عادت زمانۂ حکومت بصرہ میں ظاہر ہوئی انتہٰی محصلاً اور اسد الغابہ میں ہے کہ مغیرہ نے بحالت اسلام تین سو عورتوں سے نکاح کیا تھا اور **عزیز** الخطابہ ابو نعیم حیدر آبادی میں ہے کہ مغیرہ نے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا تھا **شرح** نہج البلاغہ جزو ثانی قصۂ مغیرہ میں طبری اور واقدی اور مالک بن اوس بن الحدثان سے روایت ہے کہ جب مغیرہ واقعۂ زنا میں بصرہ سے طلب ہوئے تو رستہ میں بنی حرہ کی ایک لڑکی سے نکاح کیا (حضرت فاروق نے جب نکاح کا واقعہ سنا) تو فرمایا

ان المغیرۃ ابن شعبۃ کان ازنی الناس فی الجاہلیۃ فلما دخل فی الاسلام وبقیت عندہ منہ بقیۃ ظہرت فی ایام ولایتہ البصرۃ۔

عن مالک بن اوس ابن الحدثان قال قدم المغیرۃ علی عمر فتزوج فی طریقہ امراۃ من بنی مرۃ فقال لہ عمر انک لفارغ القلب شدید الشبق طویل الغرمول۔

تو بڑا بیفکرا حریص جماع اور کیر خرا ہے انتہٰی محصلاً **تاریخ** طبری میں ہے کہ جب مغیرہ کو حضرت فاروق نے الزام زنا کی تحقیق کے لئے معزول کر کے مدینہ طلب کیا اور امارت بصرہ پر حضرت ابو موسےٰ

اشعری کو اُن کا قایم مقام بنایا تو مغیرہ نے جائزہ دینے میں درنگ کی اور **عقیلہ** نامی فاحشہ کو جو نہایت جمیل تھی ہدیۃً پیش کیا اور کہا کہ یہ معشوقہ میں نے آپکے لئے انتخاب کی ہے اور اس پیشکش کے بعد امارت بصرہ کا جائزہ دیا انتہے **اسد الغابہ** مترجمۂ مولوی عبد الشکور لکھنوی جلد ہشتم صفحہ ۲۰۰ میں ہے کہ ان مغیرہ نے حضرت عمر کے غلام **یرفا** نامی کو رشوت دی تھی **تاریخ الخلفاء** سیوطی میں ہے کہ یزید ابن معاویہ کی ولیعہدی کی بیعت کی تدبیر معاویہ کو سب سے پہلے انہوں نے ہی سمجھائی تھی جو معاویہ کے وہم میں بھی نہ تھی **اور** خوشنودی معاویہ کے لئے ان ہی مغیرہ نے کوفہ میں جناب علی کرم اللہ وجہہ پر سب و شتم منبروں پر جاری کرایا تھا **الغرض** بعض محسنات و پارسا جب ایسے حضرات کے پھندوں میں پھنس جاتی تھیں تو بلا اقدام و ارتکاب زنا اُن غریبوں کو حرامی بچے جننے پڑتے تھے۔

تکملہ و وجہ منسوخیت آیہ رجم

اسی فصل میں اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ کثرت موالید ولد الزنا کے انتظام کے واسطے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے محکمۂ قیافہ قایم کیا اور بعض شیوخ اصحاب کے وہ اعمال ظاہر ہوئے جو قابل بیان نہیں پس ایسی صورت میں جب تک حدود ترک اور رجم نہ کئے جاتے جمعیۃ اسلامی کی کمی اور دشمنان اسلام کی افزونی ہوتی رہتی **دوم** بعض مرقومۃ الصفات کے صحابہ اور جدید الاسلام حضرات کے ارتداد کا اندیشہ تھا پس ان مصالح سے جناب فاروق نے آیۂ رجم کو قرآن میں داخل نہیں کیا تاکہ خلق اللہ کی جانیں کثرت رجم سے تلف نہو جائیں چنانچہ ہمارے اس دعوے کا پتا شرح حدیث آیۂ رجم الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھا البتۃ سے لگتا ہے جو **درمنثور** جلد پنجم صفحہ ۱۸۰ تفسیر سورۂ احزاب میں ہے۔ ابن انس نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور کہا رجم میں شک نہ کرو کیونکہ وہ حق ہے آنحضرت نے بھی رجم کیا ہے اور ابوبکر نے بھی کیا ہے اور میں نے بھی۔ اور میرا ارادہ ہوا کہ اُسے مصحف میں لکھدوں پس ابی بن کعب سے آیۂ رجم کے باب میں سوال یعنی مشورہ کیا گیا تو

واخرج ابن الضريس عن زيد بن اسلم ان عمر بن الخطاب خطب الناس فقال لا تشكوا في اٰية الرجم فانه حق قد رجم رسول الله صلعم و رجم ابوبكر ورجمتُ ولقد هممت ان اكتب في المصحف فسأل ابي بن كعب عن اٰية الرجم

ابی نے کہا کہ کیا تم میرے پاس اے عمر نہیں آیا کرتے تھے جب میں آنحضرت کے سامنے اس آیت کو پڑھتا تھا کہ تم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم رسول اللہ کو آیۂ رجم سناتے ہو حالانکہ لوگ گدھوں کی طرح

فقال ابی فیئت اتتنی وانا استقرئها رسول الله صلعم فدفعت فی صدری و قلت اتستقرئه آیة الرجم وهم یتسافدون تسافد الحمر۔

جفتیاں کرتے ہیں انتہی محصلاً **فتح الباری** جلد ... میں اس حدیث کی نسبت لکھا ہے کہ اس

حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور اس حدیث میں آیۂ رجم کے منسوخ التلاوت ہونیکا اشارہ ہے (یہاں تک کہا) پھر عمر نے کسی موقع پر کہا کیا تو نہیں دیکھتا جب بڈھا زنا کرے اور جورو والا نہ ہو تو اُسکے کوڑے مارے جائینگے اور جو جوان جورو والا ہو کر زنا کرے تو اُسکا رجم کیا جائیگا (ابن حجر

رجاله ثقات وفیه اشارة الی بیان السبب فی رفع تلاوتها (الی ان قال) فقال عمر الا تری ان الشیخ اذا زنی ولم یحصن جلد وان الشاب اذا زنی وقد احصن رجم فیستفاد من هذا الحدیث السبب فی نسخ تلاوتها[1]

(رسالہ اصلاح شیعہ)

کہتے ہیں) اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آیۂ رجم کی منسوخیت کی یہی وجہ ہے انتہی محصلاً چونکہ حضرت عثمان غنی نے حصول خلافت کے وقت سیرت شیخین پر عمل کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ اُنہوں نے پورا کر دکھایا چنانچہ انہوں نے بھی آیۂ رجم کو قرآن میں داخل نہیں کیا **الغرض** جس ملک میں اس کثرت سے زنا ہوتا ہو کہ حامیان اسلام و مدیران انام مسلمانوں کی جانوں کے اہلاک و اتلاف کے خوف سے بعد انقطاع وحی حکم خدا کو بغیر استحقاق مجبوراً منسوخ کردیں اور اسکے سوا چارہ کار نہ جانیں تو اُس ملک کے فحش و عصیان و طغیان کا اندازہ نہیں ہوسکتا لیکن ان قصص و روایات جمع کر دینے سے حاشا یہ مقصود نہیں کہ معاذ اللہ تمام عرب یا حجاز میں سب ایسے ہی تھے نہیں ہرگز نہیں بلکہ باوجود کثرت زنا کے بے شمار ولد الحلال اور نجیب الطرفین تھے جیسا کہ ہم آیندہ ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل پنجم مزنیات صاحب رایات

بخاری کتاب البیوع باب الاسواق اور باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ فاذا قضیت

---

[1] صاحب اصلاح نے فتح الباری کی سند لکھی ہے لیکن اصل کتاب میں نہیں ملی ۱۲

الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت
میں عکاظ اور مجنہ وذوالمجاز بازار لگائے جاتے تھے
انتھی ملخصاً انوار اللغات وحید الزمان پ

عن ابن عباس قال کانت عکاظ ومجنة وذو المجاز سوقا فی الجاهلية

بازاروں کی تشریح حسب ذیل ہے۔

عکاظ بضم اول وفتح دوم۔ یہ بازار نخلہ اور طائف کے درمیان کسی مقام پر ماہ ذیقعدہ میں بیس یوم تک لگایا جاتا تھا اس میں علاوہ تجارت کے جوشیلے عرب اپنے اپنے انساب اور شجاعت کے قصص باافتخار ومباہات بیان کیا کرتے تھے لیکن احادیث صحاح سے اس بازار کا مقام مکہ ہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

مجنّہ بضم اوّل وفتح دوم ونون مشددہ مفتوحہ۔ یہ بازار مکّہ کے بائیں جانب کئی میل کے فاصلہ پر لگایا جاتا تھا اس میں علاوہ تجارت کی خصوصیت کے اجنبیہ مستورات کے جماع اور اُن کے اُس موقع کے غمزوں اور نخروں کے قصص مجمع عام میں بیان کئے جاتے تھے۔

ذوالمجاز اس بازار کا پتا کسی کتاب سے نہیں لگا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم قیاساً ذلت اور مجاز سے مرکب ہوگا۔ کثرت استعمال سے ذوالمجاز مشہور ہوگیا یعنی جن لوگوں نے اپنے نفس کے لئے ذلیل و مذموم اعمال قبول کرلئے ہونگے وہ لوگ اس بازار میں بغیر لحاظ وحجاب بلاقید ذکور واناث فحش کرتے ہونگے اور اسی بازار میں جو فاحشہ عورتیں پاس ہو جاتی ہونگی وہ صاحب رایت ہوتی یا ذوالمجاز کہلاتی ہونگی۔

صاحب اصلاح نے بحوالۂ فتح الباری جلد پنجم صفحہ ۵۶ لکھا ہے۔

طریق مجاہد سے ہے آیۃ الزانیۃ لاینکحھا الا زان اومشرک سے مراد وہ عورتیں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں مشہور زناکار تھیں اور انہوں نے اپنے مکانوں پر جھنڈے لگا رکھے تھے کہ جن سے وہ پہچانی جائیں اور عروہ بن زبیر بن العوام کے طریق سے جو رایات ہیں اُن میں بھی ایسا ہی ہے

ومن طریق مجاهد فی هذه الآیة قال هن بغایا کن فی الجاهلیة معلومات لهن رایات یعرفن بها ومن طریق عاصم ابن المنذر عن عروة بن الزبیر مثله وزاد ذکر رایات السبطار وقد ساق هشام بن الکلبی فی کتاب المثالب اسامی صاحب الرایات مشهورات

ہے اور اُن میں سبطار فاحشہ کا ذکر زیادہ کیا ہے اُسی کے نیچے ہشام | ترکت ذکرھن اختیارا۔
بن کلبی نے اپنی کتاب مثالب میں مرزیان صاحب رایات کے نام لکھے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں تھیں
اُن میں دس رنڈیاں زیادہ مشہور تھیں جن کے اسماء اور ذکر ہم نے عمداً ترک کر دئے انتہے محصلاً۔
ظاہر ہے کہ جن اسماء صفات کو بعض متقدمین نے کسی خیال واندیشہ سے ترک کر دیا تو اب انکا ملنا محال
نہیں تو مشکل ضرور تھا لیکن حضرات شیعہ کی اصلاح مزاج کے واسطے بدقت تمام مختلف کتب کے متفرق
بیانات سے انتخاب کر کرکے یہاں جمع کر دیا ہے تاکہ حضرات شیعہ کتم عیوب کا الزام نہ دے سکیں۔

سمیہ ام زیاد بن عبید اور **ام ولید** یعنی جدہ سیف اللہ کا حال فحش اوپر بیان ہو چکا صعبہ
الحضرمی والدہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے رایت زنا کی سند حصہ دوم میں بیان ہو گی انشاء اللہ تعالےٰ
اور **سبطار** کا کوئی اور پتہ سوائے فاحشہ کے نہیں ملا۔

نوٹ - حضرمی بڑے بزرگ صحابی دوست حضرت ابوبکر ہیں جو خلافت اولےٰ میں حاکم بحرین بنائے گئے تھے۔

حمامہ جناب معاویہ کی ایک دادی تھیں کہ جنکے ہاں رایت زنا تھا اور وہ رنڈیوں سے تھیں
واما حمامۃ فھی بعض جدات معاویۃ وکان لہا رایت بذالمجاز من ذوات البغایات فی الزّناء (تذکرہ خواص الامہ ص ۱۱۷)

انتہے **مستطرف** کے صفحہ ۱۲۱ میں جناب معاویہ کی حقیقی دادی کا نام قبلہ لکھا ہے اور بعض نے زرقا
بنت امیہ لیکن بنت امیہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امیہ کسی اور خاندان سے ہوگا امیہ بن عبد شمس نہ ہوگا۔
کیونکہ جناب معاویہ کے دادا حرب اور زرقا دونوں حقیقی بہن بھائی تھے **عقد الفرید** ابن عبد ربہ میں آسکے
زرقا کا اصل نام ارنب لکھا ہے اور لغت میں ارنب بھیلنے کو کہتے ہیں۔

امیّہ بفتح اوّل ودوم و یائے مشددہ مفتوحہ اُمّ مروان بن الحکم۔

تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی کے صفحہ ۱۱۹ مطبوعۂ طہران میں **اصمعی** سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ
امام حسن مجتبےٰ کا وہ قول کہ اے زن بازاری کے بچے
تو اس قول امام کی شرح میں محمد بن اسحاق صاحب
معازی نے لکھا ہے کہ مروان کی ماں کا نام امیہ
تھا اور اُسکے ہاں مثل سبطار رایت زنا تھا جس سے
وہ پہچانی جاتی تھی اور وہ اُمّ حبتل الزرقا یعنی نیلی

قال الاصمعی اما قول الحسن یا ابن الطلاعۃ الی
نفسھا فذکر ابن اسحاق انہ ام مروان اسمھا
اُمَیّہ وکانت من البغایا فی الجاھلیۃ وکلمت
رایت مثل السبطار تعرف بھا وکانت تسمی
ام حبتل الزرقا وکان مروان لایعرف اباہ

آنکھ والی مشہور تھی اور مروان کا باپ نہیں پہچانا گیا انما نسب الی الحکم کما نسب عمرو بن العاص۔ کہ گویا نسب ابو مروان کا نسب حکم سے ایسا ہی ہے جیسے عمرو کا عاص بن وائل سے انتہے محصلاً اس سند میں تین فاحشہ عورتوں کا ذکر ہے جن میں سے سبطار کا نام اوپر آچکا ہے اور ام مروان کا نام اب ظاہر کیا گیا ہے اور نابغہ ام عمرو عاص کا یہاں صرف کنایۃً نام ہے جسکا مفصل حال حصۂ دوم باب ششم میں لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

کاہلیہ جدہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

اغانی جلد اول صفحہ ۹ مطبوعۂ بیروت میں ہے کہ عبد اللہ بن فضالہ شاعر نے عبد اللہ ابن زبیر کو ابن الکاہلیہ لکھا تھا اور ابن زبیر کو بھی اپنے خاندان میں کاہلیہ کے ہونے سے کاہش اور شرمندگی رہتی تھی **اور** بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام ابن زبیر جب مکہ میں خلیفہ تسلیم کرلئے گئے اور ابن زبیر نے حضرت عبد اللہ ابن عباس اور محمد حنفیہ ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کوئیں میں بیعت نہ کرنے کے جرم میں قید کردیا اور پھر ان دونوں صاحبوں کے جلاکر مار ڈالنے کی تجویز کیگئی یعنی یہ حضرات جس کوئیں یا بقولے جس مکان میں قید تھے اُس کے گرد ایندھن جمع کیا گیا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے ایماء سے حضرت عمر نے جناب سیدۃ کے دروازہ پر ایندھن اور آگ جمع کی تھی۔ **اور** اس سانحہ کی خبر امیر مختار ثقفی رضی اللہ عنہ کو ابن عمر کے ذریعہ سے دیگئی تو ان ثقفی صاحب نے بھی عبد اللہ ابن زبیر کو ابن الکاہلیہ لکھا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۱۰۹) **ان** پتوں سے ظاہر ہے کہ یہ مسماۃ کاہلیہ بھی مشہور فاحشہ ہونگی۔ **حمنیہ**۔ یہ لفظ حمنا سے ماخوذ ہے اور لغت میں حمنا گُٹّی کی چھری کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت سعد کی والدہ اپنے ہر ایک دوست وملاقاتی سے بےحد اخلاق وتواضع سے پیش آتی ہونگی اس وجہ سے لوگ مزاحاً حمنیہ کہتے ہونگے لیکن بخاری کتاب الوصایا باب ان یترك ورثۃ اغنیا کی حدیث میں آنحضرتؐ نے حضرت سعد کو ابن عفراء سے خطاب کیا ہے۔ اور عفراء بکسر بہن مادہ خنزیر کو کہتے ہیں پس آپکا اصلی نام عفراء ہوگا اور حمنیہ علم ہوگا۔ اور نواب وقار نواز جنگ بہادر نے اسی باب کے حاشیہ میں انکا نام خولہ لکھا ہے وہ بےپتہ ہے کیونکہ لغت میں خولہ کسی کے مادری رشتہ کو کہتے ہیں اور وہ رشتہ دار معلوم نہیں۔

تاریخ الرسل والملوک یعنی تاریخ طبری میں ہے کہ زمانۂ عثمان غنی میں سعد بن ابی وقاص[1] بانہ

[1] یہ سعد زمانہ فاروق میں حاکم کوفہ بنائے گئے تھے اور بحکم فاروق ۱۷ھ ہجری میں انہوں نے کوفہ کو اسقدر آباد کیا تھا کہ قبیلہ قبیلہ کو دیکھو ...

امیر کوفہ بنائے گئے تو سعد نے بیت المال کو نہ سے رقم کثیر قرض لی اور اُسکی ادائی میں حیلے حوالے بتانے لگے اسپر حضرت عبداللہ ابن مسعود داروغہ بیت المال بگڑے تو سعد موصوف نے اُنکو لونڈی بچہ کہا اور ابن مسعود نے سعد کو ابن حمنیہ کہا تھا چونکہ غصہ کے وقت عرب لوگ ماں کی ابنیت سے سوائے ولدالزنا کے اور کسی کو خطاب نہ کرتے تھے اور سعد نے باوجود قدرت وحکومت سکوت کیا اور اپنی شجاعت مشہورہ کے مطابق تلوار سے جواب نہ دیا اس سے معلوم ہوا کہ حمنیہ یا عفرا مشہور فاحشہ ہوگی۔

اُمِ مہزول بڑی مشہور فاحشہ ندیم حضرت فاروق تھی بعض صحاح کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فاحشہ حضرت فاروق کو وضو کراتی تھی **فتح الباری** جلد پنجم صفحہ ۱۵ میں ہے کہ ایک صحابی نے ام مہزول سے نکاح کیا تو اُسکی ممانعت میں آیہ الزانی لا ینکحھا الا زان او مشرک نازل ہوئی تھا اور **خلاصۃ التفاسیر** مولوی فتح اللہ نائب شاگرد مولوی عبدالحی لکھنوی کی جلد سوم سورۂ نور صفحہ ۲۹۴ میں بحوالۂ ابن کثیر لکھا ہے کہ ایک صحابی نے اُم مہزول سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ وہ اپنا معمولی زنا کرتی رہیگی لیکن جب آنحضرت کو اس شرط کی خبر ہوئی تو آپنے یہ شرط موقوف کرائی۔

عناق۔ یہ بھی فاحشہ تھی چنانچہ **تلخیص** الصحاح جلد اول صفحہ ۲۰۹ میں عمرو بن شعیب کے پر دادا سے روایت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ مسلمان قیدیوں کو کفار قریش کے قید خانوں سے نکال نکال کر مدینہ منورہ بھیجا کرتے تھے۔ ایک رات ایکما قیدی کو لانے جو گئے تو اتفاقاً عناق وہاں پہنچ گئی اور چاندنی رات میں بجہت تعلق سابق اُسنے حضرت مرثد کو پہچان لیا اور کہا کہ مجھ سے مقاربت کرو اُنہوں نے کہا کہ زنا حرام ہے پس عناق نے غل مچایا کہ لوگو دوڑو تمہارے قیدیوں کو جو بھگا دیا کرتا ہے وہ یہی مرثد ہے پس حضرت مرثد وہاں سے بھاگ کر مدینہ پہنچے اور بارگاہ نبوت میں عناق سے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی اور اس نکاح کی ممانعت میں آیۂ الزانی لا ینکحھا الا زان او مشرک نازل ہوا انتہے۔ **الغرض** یہ نصی و غیر نصی فاحشہ عورتیں

کے جداجد اآباد ہوگئی تھے لیکن جب وہاں کی بدذات رعایا نے یہ شکایت پیش کی کہ سعد کو نہ نماز پڑھنی آتی ہے نہ پڑھانی پس اس بنا پر وہاں سے معزول کئے گئے **بخاری** کتاب الاذان باب وجوب القرأۃ میں ہے کہ یہ سعد موصوف نہ کسی جنگ پر جاتے تھے اور نہ لوگوں کو مال مساوی تقسیم کرتے تھے اور نہ مقدمات میں انصاف کرتے تھے پس غالباً سعد کی معزولی کو فہ کے یہی وجوہ ہونگے۔

بھی معین زنا اور باعث کثرت ولد الزنا تعجب پس جس ملک میں چند در چند طرح کے نکاح
جاری ہوں اور اُن پر یہ بیوائیں مزید براں اور بعض قبائل میں ایسا فحش رسماً و رواجاً جونا ہو تو اُس
ملک کے جملہ انساب میں اسلامی تہذیب و شائستگی کے قیود ڈھونڈنے سوائے حضرات شیعہ کے کسی
عقلمند کا کام نہیں۔

فصل ششم خلاف وضع فطرت

کتب طب بیان امراض مقعد فصل علت اُبنہ سے ظاہر ہے کہ جن عورتوں سے لواطت کیجاتی
ہے اُن کے بطن کی اولاد ذکور اکثر ماپون ہوا کرتی ہے اور کتاب **رسوم** جاہلیتہ میں بحوالہ تفسیر ابن جریر
لکھا ہے کہ جہلائے عرب حالت حیض میں اپنی عورتوں سے لواطت کیا کرتے تھے چونکہ جنگلی وحشی عرب
صدیوں سے اس فعل کے عادی تھے لہذا ضرور ہے کہ اس عادت کی بدولت قبل وقت بیکار ہوجاتے
ہونگے اور بکثرت ماپون بھی پیدا ہوتے ہونگے جس وجہ سے عورتیں کمتر منتفع ہوتی ہونگی بایں سبب مرد
وعورت دونوں کا فحش عام تر ہوگا پس اسی خیال بلکہ مشاہدہ سے آنحضرت نے بعض صحابہ کو نظارہ امرد
سے منع فرمایا اور حضرت فاروق نے بھی تنبیہ فرمائی چنانچہ **تلبیس** ابلیس سبط ابن جوزی کے صفحہ ۳۹۵
سے چند احادیث نقل کیجاتی ہیں۔ انس نے کہا آنحضرت نے فرمایا تم ابنائے ملوک کے پاس نہ بیٹھا کرو کیونکہ اُنکا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنہ سے زیادہ ہوتا ہے | عن انس قال قال رسول اللہ صلعم لا تجالسوا ابناء الملوک الیہم فالا تستاق الی الجوادی العواتق

حدیث دوم حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے آنحضرت نے لوگوں سے فرمایا تم بادشاہوں کے لڑکوں کو نہ گھورا کرو کیونکہ اُنکا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنہ سے زیادہ ہے **اور** عبد القیس کا وفد آنحضرت کے پاس آیا تو اُن میں ایک لڑکا بہت خوبصورت تھا تو آنحضرت نے اُسے اپنے پس پشت بٹھالیا انتہیٰ۔ | عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلعم لا تملؤا اعینکم ابناء الملوک فان لہم فتنۃ فتنۃ فتنۃ العذارى **وقدم** وفد عبد القیس علی رسول اللہ صلعم وفیہم غلام امرد ظاھر الوضاءۃ فاجلسہ النبی صلعم وراء ظہرہ۔

لڑکے کے پس پشت بٹھانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بارگاہ نبوت میں بھی ایسے بدمعاش بعض دفعہ
در باوریں ہوجاتے تھے جن کے اخلاق ناپاک کی درستی کی مصیبت رسالتمآب پر پڑتی تھی۔

حدیث سوم ابوہریرہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں | عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلعم ان

آنحضرت نے منع فرمایا کہ آدمی کسی لڑکے کو نظر جما کر نہ دیکھے انتہیٰ

یحد الرجل النظر الی الغلام الامرد

حدیث چہارم حضرت فاروق نے فرمایا مجھے کسی عالم پر بد رسانی درندے کا بھی اسقدر خوف نہیں جتنا امرد کی طرف سے ڈر ہے انتہا محصلاً

قال عمر بن الخطاب ما انا علی عالم من سبع ضار باخوف علیہ من غلام الامرد

یہ قول فاروق آنکی خلافت کے زمانہ کا معلوم ہوتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اُس زمانہ تک بھی بعض مسلمان اپنی بداعمالیوں سے باز نہیں آئے تھے۔

احادیث بالا آیۂ سورۂ نور رکوع دس کے مطابق ہیں کہ خدائے تعالے نے فرمایا

ای رسول تم صحابہ سے کہدو کہ وہ اپنی آنکھیں بند رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُنکے لئے بہتر ہی

وقل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلك ازکی لهم ان الله خبیر بما یصنعون۝

اور بیشک خدائے تعالے اُن چیزوں سے واقف ہی جو کچھ وہ کرتے ہیں انتہیٰ محصلاً اور اس آیہ کی تطبیق آیہ سورۂ نساء سے ہوتی ہی کہ فرمایا

جو دو مرد تم میں سے آتے ہیں اُنکو تکلیف دو اور جو وہ توبہ کرلیں اور راستہ پر آجائیں تو اُنسے چشم پوشی کرو انتہیٰ

والذان یاتیانها منکم فاذوهما وان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما الخ

اگرچہ اس فصل کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی وطی امرد و نسوان کا عمل اور اسکے اجتہادات اس فعل کے عادی ہونے کے کافی ثبوت ہیں جو ہم لکھ چکے لیکن مخالفین کی قطع حجت کے لئے باضافہ اسناد اور بھی کچھ لکھ دیتے ہیں تاکہ معاندین کتم عیوب کا الزام نہ دے سکیں۔

مجمع الامثال الباب السابع فیما اوله خا مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۱ میں میدانی نیشاپوری[*] نے ایک مثل مشہور اخنث من مصفر است لکھی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فلاں شخص دبر رنگنے والوں سے بھی زیادہ مخنث ہے اس مثل کی تحقیق اور شرح میں لکھا ہے۔ یہ مثل اُن صحابہ انصار کی امثلہ سے ہے جو بنی مخزوم کے مہاجرین پر طعن کیا کرتے تھے ابن جعدہ نے انکا ذکر کیا ہے کہ انصار کی مراد اس مثل سے ابوجہل بن ہشام ہے جو بنی مخزوم سے تھا جو کہ

هذا مثل من امثال الانصار کانوا یکیدون المهاجرین من بنی مخزوم وحکی ذلك ابن جعدة وزعم انهم کانوا یعنون بهذا المثل ابا جهل بن هشام یردع البتة بالزعفران لبرص

سلہ ابو الفضل احمد بن محمد بن ابراہیم میدانی نیشاپوری کہ جنسے اکثر علما مثل صاحب ردمختار نے بیان جماع بازن جلد خامسہ میں اور شبلی نعمانی نے الفاروق میں سند لی ہو اور ابن جعدہ بعض احادیث کا مشہور راوی ہی ۱۲

اُسکی دبر پر برص کے دھبے تھے اسلئے وہ اپنی مقعد کو زعفران سے رنگتا تھا تاکہ جو شخص اُسکے سرین کو اوٹھا کر تو اُسے کراہت نہ ہو اہل مکہ نے یہ مثل اسلام سے پہلے مشرکین قریش کے ایسے شخص کے مخنث ہونیکے باب میں استعمال کی ہے کہ جس کا ذکر مناسب نہیں۔ الخ وہ مخنث اہل مکہ کے نزدیک عیل علتہ اُبنہ تھا انتہی محصلاً۔

کان هناك فادعت الانصار انه انما کان يطلي بالزعفران تطيبا لمن کان يعلوه لانه کان مستوه (الى ان قال) وقد ضرب اهل مكة المثل قبل الاسلام فى التخنث برجل اخر من مشركى قريش لا احب ذكره وزعموا انه کان مأ وفا۔

• **ابوالمنذر** ہشام کلبی نے اپنی کتاب مثالب بنی امیہ میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی کے باپ عفان سے لوگ مخنثوں کا کام لیتے تھے اور ایسا ہی حضرت طلحہ کے باپ عبید اللہ کی نسبت لکھا ہے لیکن ان دونوں صاحبوں کے مخنث ہونیکے اسانید حصہ دوم سے متعلق ہیں لہذا حصہ مذکور ملاحظہ ہو۔

بعض جاہل مسلمانوں کی یہ صفت متعدی ہو گئی تھی حتےٰ کہ بعض خلفاء مروانیہ وعباسیہ میں اسکے عامل گزرے ہیں چنانچہ **تاریخ الخلفاء** سیوطی بیان ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان صفحہ (۱۷۰) میں امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ ولید کے کافر وزندیق ہونے کی خبر صحیح نہیں بلکہ وہ شراب خواری اور لونڈے بازی میں مشہور تھا انتہے۔

قال الذهبى لم يصح عن الوليد كفر ولا زندقة بل اشتهر بالخمر والتلوط۔

اسی تاریخ میں ہے کہ اسی نے اپنے ایک بھائی سے بھی وطی کا قصد کیا تھا جس نے اسکے قتل ہونیکے بعد شکایت کی تھی اور اسی تاریخ کے بیان محمد امین ابن ہارون رشید کے صفحہ ۲۰۵ میں ہے کہ جب یہ مالک سلطنت ہوگیا تو اسنے مخنثوں کو بڑی بڑی قیمت سے خرید اور اُنسے لواطت کرتا تھا اور ازواج وکنیزوں کو ترک کر دیا تھا۔ انتہے۔

قال ابن جرير لما ملك الامين ابتاع الخصيان وغالى بهم وصيرهم لخلوته ورفض النساء والجوارى۔

ایسے ہی ایسے اسباب تھے جو اُس زمانہ کے فقہا اور بالخصوص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو لواطت وزنا کے حدود میں رعایت اور بعض موقع پر چشم پوشی کرنی پڑی تھی چنانچہ **ہدایہ** کے صفحہ ۴۹۷ سے اُن کا یہ اجتہاد مع ترجمہ اوپر نقل ہو چکا ومن اتى فى الموضع المكروه او عمل عمل قوم لوط فلا حد عليه عند ابى حنيفة۔

• ایسے ہی اجتہاد کی تاسی امام ابو یوسف نے کی جسکا ذکر بلسان نظام حافظ ابن حجر عسقلانی نے

اپنی کتاب لسان المیزان ترجمۂ ابو یوسف میں کیا ہے

جب ابو یوسف دفن ہوچکے تو نظام شاعر نے اُنکی قبر پر ٹھیر کر یہ اشعار پڑھے سے یعقوب یعنی ابو یوسف نے اپنے قیاس سے شراب کو حلال کر دیا اور قیاس	لما دفن ابو یوسف وقف النظام علی قبرہ فقال سے	
	سقی جدثا بہ یعقوب امسی	مزالوسمی ینجس رکام
	تلطف فی القیاس لنا فاصبحت	حلالا بعد حرمة المدام
	ولولا ان مدتہ انقضت	وعاجلہ بمنیة الحمامی
	لاعلی فی القیاس حتی	یحل لنا الخریدة العلام

کی طرف اسقدر عنایت کی کہ ہمارے لئے حرمت مدام کے بعد اُسکا پینا حلال ثابت کر دیا اگر ابو یوسف کو جلد موت نہ آتی تو وہ زنا و لواطت امرد کو ہمارے لئے حلال کر جاتے انتہٰے محصلاً

الغرض اسانید و اجتہادات فقہاء سے ثابت ہے کہ جہلاء عرب میں یہ فعل بھی مدتوں جاری رہا۔ لیکن اب ہم اس فعل کی نسبت انصافاً ایسا فیصلہ کرتے ہیں کہ آیندہ حضرات شیعہ کو ایسے اعتراض کا شبہ نہ رہے۔

فیصلہ مکابرات منقولی بحق صاحب علت اُبنہ

اسی فصل میں اوپر کی آیۃ سورۂ نساء واللذان یاتیانہا منکم فاذوھما ان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما سے ثابت ہوچکا ہے کہ اس فعل کے فاعل و مفعول کے لئے ویسی سختی خدا کے ہاں منظور نہیں جیسی زانی و مزنیہ کے لئے اس سے ثابت ہوا کہ یہ گناہ زنا جیسا اشد نہیں **دوم**

حاشیہ نفسرائی مطبوعہ مطبع شاہی لکھنؤ میں ہے۔ حکیم مسیحی اور بعض شراح قانون بو علی سینا نے ذکر کیا ہے کہ بعض صحابی اس مرض میں مبتلا تھے اور یہ خبر مشہور ہوگئی تھی تو اُنکے معالج اطباء نے کہا کہ اس سے اُنپر کوئی گناہ نہیں کیونکہ اطبا اور شارع علیہ السلام نے شافہ اور حقنہ کو جائز رکھا ہے اور یہ فعل بھی اُسی	قد ذکر المسیحی و بعض شراح القانون ان بعض صحابة قد ابتلی بهذا الداء وشاع ذلك الخبر فقال له معالجه لیس علیك شیٔ لان الاطباء والشارع قد جوزوا الشافة والحقنة ومثلهما هذا وان كان مذكورا مفصلا لكن استهون ذكر اسمه۔

کی مانند ہے اور اگرچہ اسکا ذکر اطباء نے مفصل کیا ہے لیکن اُنکے نام کو بخیال اہانت ترک کر دیا انتہٰی محصلاً چونکہ حقنہ اور شافہ سے مریض کو صحت و سکون ہوتا ہے اور اسی طرح صاحب علت اُبنہ کو شافہ لحمی سے

سکون ہوتا ہے لہذا مرض پیدا ہو جانیکے بعد صاحب علت اُبنہ کی مفعولیت گناہ نہیں ہو سکتی بلکہ بعض دفعہ بعض رطوبات ردی پیدا ہو جانیکے سبب سے بھی جماع انوثیت کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے جس کی دوا ماء الرجال مشہور ہے پس بحکم المحذورات تبیح المحظورات مضطرب مریض معذور اور اسی سبب سے معفو ہے دوم عینی کی شرح ہدایہ میں ہے اگر خنثیٰ مشکل کے دخول کیا جائے یا وہ خنثیٰ اپنا ذکر کسی کو داخل کرے یا کوئی خنثیٰ خنثیٰ سے وطی کرے تو دونوں پر غسل لازم نہیں ہے انتہیٰ اس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل خبث زیادہ

فان اولج فی قبل خنثی مشکل او اولج ذکرہ فی فرج او وطی احدھما الاخری فی قبلہ لا غسل علی واحد منہما۔

ناپاک نہیں اور یہی رائے امام زہری اُستاد امام مالک کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ بخاری کتاب الاذان باب امامۃ المفتون والمبتدع میں زہری کا قول ہے کہ مخنث کے اقتدار صلوٰۃ میں کوئی حرج نہیں پاتا مگر ضرورت کے وقت انتہیٰ پس جبکہ خدا و خلق کا درمیانی واسطہ ایسی صفت کا ہونا بھی مذہب اہلسنت

قال الزہری لا نری جناح ان یصلی خلف المخنث الا من ضرورۃ۔

کے امام الائمہ کے نزدیک جائز ہے جسکے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ مرض اُبنہ کے مضطرب مریض کی مفعولیت گناہ کبیرہ نہیں تو اس فعل کی نسبت سے مذہب اہلسنت کو کسی ایسی فرد پر اعتراض حضرات شیعہ کی حماقت ہے

بتصرہ در تکذیب علت اُبنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

اگرچہ بعض بازاری وحشی حجازیوں میں خلاف وضع فطرت کی عادت ہونیکا اشارہ قرآن مجید و احادیث ست پایا جاتا ہے لیکن حضرات شیعہ نے بعض جو فروش گندم نما اہلسنت کی کتب ضعیف نامعتبرہ سے اہلسنت کے پیشوائے دین متین خلیفۃ المسلمین اعدل الاصحاب ناطق بالصدق والصفا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت بھی ایسا ہی الزام لگایا ہے جو کسی طرح جناب ممدوح کی نسبت درست نہیں ہو سکتا لہذا اس کذب صریح و بہتان قبیح کا بخوبی رد بعد نقل اعتراض کر دیا جاتا ہے۔

سید محمد المخاطب بہ سلطان العلماء لکھنوی نے فاضل رشید شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کی شوکت عمریہ کے رد میں ضربت حیدریہ لکھی ہے جو طبع ہو چکی ہے اُسکے صفحہ ۳۳ میں ہے

اور حدیث میں جو آیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر تو حاشیہ علی قاموس القانون جلال الدین سیوطی

و در حدیث وارد شدہ لا تبل قائما و نقل عن جلال الدین سیوطی فی حاشیۃ علی القاموس

سے نقل کیگئی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بہت مخنث تھے اُن میں ہمارے سردار حضرت عمر بھی ہیں اور بیشک زمانۂ جاہلیت میں مرض اُبنہ بہت لوگونکو تھا جیسے کہ ابی جہل وغیرہ اور رافضی کہتے ہیں کہ سیدنا عمر کو بھی یہی مرض تھا مگر وہ جانتے نہیں کہ اُن کو کوئی ایسا مرض تھا کہ جسکی دوا ماء الرجال

والقانون وكان المخانيث كثيرا في الجاهلية منهم سيدنا عمر وان داء الابنة كانت في كثير اهل الجاهلية كابي جهل وغيره والرافضة يقولون ان سيدنا عمر كان به هذا الداء ولا يعلمون انه كان به داء لم يكن دواء الا ماء الرجل۔

کے سوا کچھ اور نہ تھی انتہے محصلاً سلطان العلماء موصوف نے عبارت مذکور کے آگے حدیث مشہور الولد الحلال یشبه بالخال بھی لکھی ہے جس سے اُن کا ایما یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطاب حضرت عمر کے بچپن میں مرچکا تھا اور پرورش و تربیت حضرت فاروق کی ابی جہل نے کی جو آپ کا حقیقی ماموں تھا اور اُسکو مرض اُبنہ بھی تھا تو پس بسیاق حدیث موصوف حضرت فاروق بھی اپنے ماموں کے ہم مذاق ہوں تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ حدیث الصحبۃ تاثر ولو کا ساعۃ بھی اس خیال کی موید ہے معاذ اللہ۔

اس ذیل قافیہ کی توثیق ایک شیعہ صاحب نے اپنے خانگی خط میں بجواب مناظرہ احقر یوں کی ہے دیکھو کہ کنز العمال جلد خامس مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن کے صفحہ ۱۲۷ میں امام زہری سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب بحالت سفر ایک پست زمین میں استنجا کرنے گئے اور اونٹوں کے درمیان استنجا کیا پس اصحاب رسول ہنس ہنس کر کہتے جاتے تھے کہ عمر نے اس طرح استنجا کیا جسطرح

عن الزهري ان عمر بن الخطاب اتى الغايط ثم استطاب بالماء بين راحلتين فجعل اصحاب رسول الله صلعم يضحكون يقولون توضاء كما توضاء المرأة۔

عورتیں پانی سے دھوتی ہیں انتہے محصلاً ہمارے مخاطب صاحب نے کما توضاء المرأۃ سے حضرت فاروق پر خنثا مشکل کا گمان کیا ہے جو حماقت پر دال ہے۔

ایسے ناپاک خیال پیدا ہونیکی وجہ یہ سُنی گئی ہے جو ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۶۴ میں ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے ایک دن انصار کے غلام کو حضرت فاروق کی بُلانیکے واسطے ظہر کے وقت بھیجا وہ لڑکا یا غلام

عن ابن عباس ان رسول الله صلعم ارسل غلاما من الانصار الى عمر بن الخطاب وقت الظهر ليدعوه فدخل فرأى عمر على حالة

بیت عمر میں داخل ہوا پس اُسنے عمر کو ایسی حالت میں دیکھا کہ جس حال کا دیکھنا حضرت عمر کو ناگوار ہوا پس حضرت عمر نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا جو غلام اجازت لیکر گھروں میں داخل ہوا کرتے کرہ عمر رؤیتہ علیہا فقال یا رسول اللہ وددت لو ان اللہ امرنا ونہانا فی حال الاستیذان فنزلت یا ایہا الذین اٰمنوا لیستاذن کم الذین ملکت ایمانکم

پس یہ آیۃ نازل ہوا اے ایمان والو مناسب ہی کہ تمہارے غلام تم سے اذن طلب کرکے گھروں میں داخل ہوا کریں انتہیٰ محصلاً

یہ حماقت بھی یادگار رہی کہاں تو یہ حدیث اور کہاں علّتِ اُبنہ کا ناپاک خیال استغفر اللہ ربّی من کل ذنبٍ اتوب الیہ ممکن ہے کہ حضرت فاروق اُس غلام کے پہنچنے کے وقت اُسترا لے رہے ہوں یا ننگے نہاتے ہوں یا قضاء حاجت کے لئے بیٹھے ہوئے ہوں یا اپنی زوجہ یا لونڈی سے مشغول ہوں لہذا اس حدیث سے علّت اُبنہ کا شبہہ بھی نہیں ہوسکتا لیکن علماء اہلسنت کثرہم اللہ افضالہم کے بیجا سکوت اور بے موقع مروت نے مخالفین کے شبہہ کو مستحکم کردیا افسوس ہزار افسوس فی الحقیقت یہ خیال محض لغو ہے حضرت عمر اس عیب سے بری تھے مگر شریفانہ طور پر محققانہ جواب نہیں دیا گیا جو ضروری تھا وادریغا واحسرتا۔

ردِّ شیعہ بمکابرہ معقولی و بشواہدات منقولی

اوّل تو حاشیہ علی القاموس والقانون کتاب یا رسالہ غیر مشہور جس سے اہلسنت کے علماء تک ناواقف ہونگے اور نیز اس سند کا راوی اول اور سیوطی کی نقل کا منقول عنہ نہ دارد ہی پس ایسی مجہول سند سے طعن داب مناظرہ کے خلاف ہی **دوم** یہ اعتراض سیوطی کے اصول مذہب کے خلاف ہی اس صورت سے سیوطی پر بہتان ہے **سوم** سند مذکور میں حضرت عمر کی نسبت علت اُبنہ کا ذکر ہی تو سیوطی نے روافض کا گمان بیان کیا ہی نہ کہ اپنا عقیدہ یا خیال **چہارم** سیوطی نے حضرت فاروق کی نسبت علت اُبنہ کو تسلیم نہیں کیا بلکہ بجائے اُسکے کوئی دوسرا مرض قبول کیا ہے جسکی دوا ماء الرجال لکھی ہی اور ظاہر ہے کہ قدیم سے کسی مرض کی دوا وہ چیز سمجھی جاتی ہے جو مزیل مرض ہو اور ماء الرجال مورث مرض اُبنہ ہی لہذا اُسکو مرض اُبنہ کی دوا نہیں کہا جاسکتا تو ثابت ہوا کہ سیوطی نے حضرت فاروق میں مرض اُبنہ تجویز نہیں کیا پس ماء الرجال کے نام پر علّت اُبنہ کا قیاس حضرات شیعہ کی حماقت ہی۔ دیکھو علم خواص الحیوانات سے ثابت

ہے کہ اکثر حیوانات کے چرک و بول و براز اور عرق و کھال وغیرہ سے انسان کے بعض امراض دفع ہوتے ہیں اسی طرح انسان کے چرک و بول و براز و بال سے بھی خود انسان کے بعض امراض دفع ہوتے ہیں پس عجب نہیں کہ ماء الرجال کسی اور مرض کی دوا بھی ہوگی پیچھے سیوطی نے بالفرض لفظ سیدنا عمر بھی لکھا ہو تو اُسے اسماء متفق الابنیت کی روایت نہ معلوم ہوگی ورنہ وہ قوم و قبیلہ والقاب و خطاب کی ضرور شرح کردیتا جس سے حضرت فاروق پر شبہہ بھی نہ ہوسکتا چنانچہ شرح الشرح نخبۃ الفکر فصل المتفق والمفترق کے صفحہ ۲۳۲ میں ہے سخاوی نے ایسے رواۃ پیغمبر کے بیان میں کہا جو کہ راوی اور اُسکے باپ کے ہمنام تھے مثلاً ایوب بن سلیمان سولہ شخص اور ابراہیم بن یزید تیرہ اور ابراہیم بن موسٰے بارہ اور علی بن ابی طالب نو شخص اور ابراہیم بن مسلم آٹھ اور عمر بن خطاب سات شخص اور انس بن مالک چھ اور آبان بن عثمان پانچ اور یحیٰے بن یحیٰے چار اور ابراہیم بن بشار تین اور عثمان بن عفان دو شخص تھے انتہے محصلاً چونکہ سیوطی کی سند مزبور میں نہ رواۃ کا نام ہے جو اُن کا

قال السخاوی من امثلہ ایوب بن سلیمان ستۃ عشر وابراھیم بن یزید ثلثۃ عشر وابراھیم بن موسٰی اثنا عشر وعلی بن ابیطالب تسعۃ وابراھیم بن مسلم ثمانیۃ وعمر بن الخطاب سبعۃ وانس بن مالک ستۃ وابان بن عثمان خمسۃ ویحیی بن یحیی اربعۃ وابراھیم بن بشار ثلثۃ وعثمان بن عفان اثنان۔

ثقہ و عادل ہونا یا نہ ہونا معلوم ہوسکے اور نہ عمر بن الخطاب ملقب بہ فاروق عدی کے سلسلۂ نسب کے ساتھ علت ابنیہ کا ذکر ہے ان وجوہ باہرہ سے سیوطی کی سند مذکور حضرت فاروق خلیفہ دوم سے متعلق نہیں خدا جانے کہ اُن سات اشخاص عمر بن خطاب نامیوں سے کونسا ابن خطاب ہوگا کہ جسکا مرض ابنہ سیوطی نے بلا اظہار اسناد نقل کیا ہے اس دعوے کے ثبوت میں ہمارے پاس شواہد بکثرت ہیں۔

شواہدات منقولہ بمردانگی حضرت فاروق

شاہد اول حضرت فاروق کا حلیہ و بشرہ ہی ایسا تھا کہ کسی ناپاک ہی پاک طبیعت کو بھی جنب کی طرف رغبت نہیں ہوسکتی اگرچہ بہت سی کتب تواریخ میں حضرت فاروق کا حلیہ و بشرہ لکھا ہے لیکن ہم تاریخ خمیس دیاربکری جلد ثانی بیان صفات عمر مطبوعہ مطبع مصر کے صفحہ ۲۶۰ سے خلاصہ پیش کرتے ہیں اور حسب الوسع اقوال متفقہ کے مطابق حلیۂ فاروق لکھتے ہیں جس سے آپ ہیبت ناک مرد ثابت ہونگے۔

کوفی کہتے ہیں کہ حضرت عمر کا رنگ گندمی یعنی گلجھوان تھا اور اہل حجاز کہتے ہیں چونہ کا سا سفید رنگ

تھا خون نہ معلوم ہوتا تھا۔ صاحب صفوۃ لکھتے ہیں کہ عمر دراز قد اور اصلع و اجلح و انزع تھے آنکھیں بہت سرخ اور گال بالکل ربوٗ یعنی تپکے ہوئے اور صاحب استیعاب لکھتے ہیں کہ عمر کی چلی ڈاڑھی تھی اور بھینگے تھے اور واقدی کہتے ہیں کہ عمر کا رنگ گندمی نہ تھا بلکہ عام الرمادہ میں روغن زیت کھاتے کھاتے نہایت سیاہ پڑ گئے تھے اور بہت گھندار مونچھیں تھیں اور کتاب الدول الاسلام ذہبی میں ہے کہ حضرت عمر بھینگے تھے اور سماک بن حرب کہتا ہے کہ عمر اروح تھے یعنی جب لوگوں کے ساتھ چلتے تو وہ ایسے دراز قد تھے کہ سوار معلوم ہوتے تھے اور مختصر الجلاء میں ہے کہ حضرت اس قدر طویل القامت تھے کہ چلتے وقت اونٹ پر سوار معلوم ہوتے تھے انتہےٰ ملخصاً **پس** اب ہم اسکی تشریح کرتے ہیں۔

رنگ فاروق بیشک سیاہ ہی تھا بلکہ اُنکی اولاد تک کالی بھجنگ تھی کیونکہ ایک حدیث میں ابن عمر کا قول ہے کہ یہ سیاہی ہمارے ہاں ننھیال کی طرف سے آئی ہے اور حضرت فاروق کی دادی صہاکہ حبشیہ باندی تھیں اور آپکی ماں ایسی کالی پیدا ہوئی تھیں کہ والدین نے اُن کا نام حنتمہ رکھ دیا تھا جس نام سے وہ مشہور تھیں اور لغت میں حنتمہ لکہ ابریا کالی ہنڈیا کو کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ددھیال اور ننھیال حضرت فاروق کی بحد سیاہ تھی اور واقدی نے جو روغن زیت کھانے اور عام الرمادہ یعنی قحط ہونے سے حضرت فاروق کے کالے پڑ جانے کو لکھا یہ محض لغو ہے۔

انزع و اجلح و اصلع حضرت فاروق کا ہونا مشہور ہے انزع کنپٹی کو کہتے ہیں اور اُس پر بال نہ تھے اور اُس سے اوپر کے مقام کا نام اجلح ہے وہاں بھی جناب ممدوح کے بال نہ تھے اور اُس سے اوپر کے مقام کا نام اصلع ہے جسکو ٹانٹ کہتے ہیں وہاں بھی بال نہ تھے پس ان تینوں مقاموں پر بال نہ ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ جناب ممدوح گنجے تھے۔

آنکھیں سرخ ہونیکے علاوہ بھینگی تھیں اسکی تصدیق **محاضرات** الابرار ابن العربی سے بھی ہوتی ہے چنانچہ صاحب محاضرات فرماتے ہیں کہ ایک دن خلیفہ مامون رشید نے حضرت فاروق کے قول | من انت یا احوں تنہی عمل فعل النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

منعہ انا احرمھما پر غائبانہ غصہ کرکے کہا تھا کہ اے بھینگے تو کون ہے کہ جسکو پیغمبر خدا نے جاری کیا تو اُس سے لوگوں کو روکتا ہے انتہےٰ۔

استیعاب ابن عبدالبر جلد ثانی صفحہ ۴۲۸ میں حضرت فاروق کا حلیہ اس طرح لکھا ہے کہ

اُن کا رنگ گیہواں طویل القامت گھنی داڑھی خالی گنجے تھے لنگڑے تھے انتہی محصلاً۔

وکان شدیدًا لادمۃ طوالاً اکث اللحیۃ اصلع اعسر یسر یخضب بالحناء (الی ان قال) کان ادم شدید الادمۃ وصفہ ابو رجاء العطاردی وکان منعقلاً

انسان العیون فی سیرت المامون میں علی بن برہان الدین یمنی شافعی نے حضرت فاروق کی لنگڑے ہونیکی یہ وجہ لکھی ہے کہ اصل عداوت خالد بن ولید سے عمر کی یہ تھی جسکو امام شعبی نے روایت کیا ہے کہ یہ دونوں بچپن میں کشتی لڑے چونکہ خالد قوی تھے اُنہوں نے عمر کی ٹانگ توڑ دی پس علاج کیا گیا ٹانگ جڑ گئی انتہی۔

اصل العداوتین خالد وسیدنا عمر علی ما حکاہ الشعبی انہما وہما غلامان تصارعا وکان اقوی فکسر خالد ساق عمر فعولجت وجبرت

اور "وکان عمر اروح کانہ راکب والناس یمشون" یہ فقرہ تاریخ کامل کے علاوہ ہر ایک مورخ ومحدث نے لکھا ہے یعنی عمر لوگوں میں پیدل چلتے وقت سوار معلوم ہوتے تھے بلکہ اس قدر اونچے کہ شتر سوار معلوم ہوتے تھے تو اس سے یہ امر معلوم ہوتی ہے کہ آپ کا اوپر کا دھڑ چھوٹا اور نیچے کا حصہ بہت لمبا تھا پس ان پتوں پر اگر آپکی تصویر کھینچی جائے تو ایسے حلیہ کا انسان شتر مرغ نہیں تو عجیب الخلقت ضرور سمجھا جائیگا۔

دوم یہ حلیہ حضرت فاروق کے شاہنشاہی زمانہ کا ہے کہ جب بیفکری اور عیش سے جناب ممدوح کی بسر ہوتی تھی اور بچپن میں کہ آپ بجہت محتاجی فاقے سہتے اور لوگوں کے اونٹ چراتے تھے اور ذرا ذرا سی قصور پر خطاب ٹھونک ڈالتا تھا (بخاری) یا بقول عمر عاص خطاب کے ساتھ لکڑیوں کا بوجھ پہاڑ سے کاٹکر بستی میں بیچتے تھے اور رکت کا کپڑا میسر نہ تھا (ازالۃ الخفا مقصد دوم) یا حضرت سیف اللہ خالد کے باپ ولید بن مغیرہ کے ہاں چوکیداری وحمالی پر نوکر تھے (شرح نہج البلاغہ) یا گدھے بیچتے تھے (نہایت مطلب حنبلی) یا دلالی کرتے تھے (صراح) یا بھاٹ پنا کرتے تھے (روضۃ الاحباب) تو اُن مصیبت کے ایام میں چہرۂ مبارک پر اور بھی نور برستا ہوگا پس ان بناؤں پر دعوے سے کہا جاتا ہے کہ ایسے کریہ منظر گندہ لباس والے کی طرف کسی عرب نے ناپاک نظر سے دیکھا بھی نہ ہوگا لہذا حضرات شیعہ نے جو حضرت فاروق کی نسبت علت اُبنہ کا قیاس کیا ہے یہ محض لغو و مہمل ہے۔

شاہد دوم۔ تندخوئی وبدمزاجی آثار شہوت سے ہے اور حضرت فاروق مغلوب الغضب اور فظ غلیظ مشہور تھے جیسا کہ خود کا قول صحیحین میں موجود ہے اور آپ کے مزاج کی یہ کیفیت ابتدائی عمر

ستے ... دم تک رہی چنانچہ قبل قبول اسلام بہن بہنوئی سے جوتی پیزار اور بعد قبول اسلام مسلمانوں اور آنحضرت سے بکثرت مواقع پر تکرار اور بالخصوص صلح حدیبیہ میں آنحضرت سے انکی بدمزاجی و گستاخی ... صحیحین مشہور ہے اور یہ بدمزاجی آپکی اپنے زمانہ خلافت میں اور بھی بڑھ گئی تھی چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۶۱ مطبوعہ مصر میں ہے کہ جب حضرت عائشہ نے اپنے باپ کا ماتم مقرر کرنا چاہا تو حضرت فاروق نے منع کیا اور حضرت عائشہ نے نہ مانا پس حضرت فاروق نے ہشام بن الولید کو حکم دیا کہ اندر گھسکر ابوبکر کی بہن کو پکڑ لا پس ہشام امّ فروہ کو باہر پکڑ لایا اور چند کوڑے مارے کہ سب رونے والیاں بھاگ گئیں۔

واقامت عائشۃ علیہ النوح فنہاھن عن البکاء عمر فابین فقال لھشام ابن الولید ادخل فاخرج الیّ ابنۃ ابی قحافۃ فاخرج الیہ امّ فروۃ ابنۃ ابی قحافۃ فعلاھا بالدرۃ ضربات فتفرق النوح حین سمعن ذٰلک۔

انتہے محصلاً دیکھئے یہ شان مردانگی ہے کہ خطا حضرت عائشہ کی اور پیٹیں امّ فروہ اخت ابوبکر پھر جرأت کہ ناموس پیغمبر کا بھی لحاظ نہ کیا غیر مرد کو زنانہ میں گھسا کر انکی پردہ دری کرائی اور ایک پردہ نشین محصنہ کو مرد غیر سے پٹواہی دیا اور اشعث بن قیس کندی یمنی جو بڑا بہادر اور امّ فروہ کا شوہر تھا اسکا بھی خوف نہ کیا۔ بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں ابن عمر کی حدیث ہے کہ ایک دن آنحضرت سعد بن عبادہ کے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور انکا ردی حال دیکھکر رونے لگے پس اس حدیث میں یہ قصہ بھی درج ہے کہ حضرت عمر میت پر رونے والوں کو لکڑی اور پتھر سے مارتے تھے اور اُسکے منہ میں خاک بھرتے تھے انتہے محصلاً | وکان عمر یضرب فیہ بالعصاء ویرمی بالحجارۃ ویحثی بالتراب

تاریخ خمیس دیاربکری جلد دوم صفحہ ۳۰۲ میں ہے کہ حضرت فاروق نے سعد بن ابی وقاص کو اس خطا پر جُتیا دیا کہ وہ تعظیم خلیفہ کے لئے نہ اُٹھے تھے اور جب ابی بن کعب کو دیکھا کہ وہ خلیفہ سے آگے نکل جاتے اور لوگ بجہت تعظیم پیچھے پیچھے چلتے ہیں تو اُن کی بھی درّہ سے خبر لی۔

جناب ممدوح کی اس خشن و غلظت مزاج کی بفضلہ وہ شہرت تھی کہ معمولی عورتیں باوجود حکومت و ثروت اُنسے نکاح کرنا پسند نہ کرتی تھیں چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۱ میں ہے کہ امّ آبان بنت عتبہ بن ربیعہ کو حضرت فاروق نے پیغام نکاح دیا تو اُسنے کہا کہ ہم ایسے شخص کو پسند

وخطب امّ ابان بنت عتبۃ بن ربیعۃ وقالت یغلق بابہ ویمنع خیرہ ویدخل عابسا ویخرج عابسا

نہیں کرتے جو دروازہ (مرگدت کا) بند کرتا اور خیر کو روکتا ہو اور منہ پھلائے (گھر میں) آتا ہے اور تھوتھنی پھلائے باہر جاتا ہے انتہے محصلاً چونکہ ان تمام اسانید اور واقعات سے جناب ممدوح کی تنک مزاجی رعونت وقسی قلبی وشدت وغلظت ثابت ہے اور یہ تمام صفات رجولیت پر دال ہیں۔ لہذا حضرات شیعہ کا دعوےٰ غلط

شاہد سوم۔ حضرت فاروق کی شجاعت مشہور ہے کہ تمام مسلمان آپ کا لوہا مانتے تھے اور ہمیشہ دو تلواریں باندھا کرتے تھے اور جب کوئی مسلمان یا کافر گرفتار ہو کر دربارِ رسالت میں آتا تو آپ اسکے قتل کے لئے تلوار لیکر دوڑا کرتے تھے اوائل اسلام سے آپکے انتقال تک آپ سے بڑھکر دنیا میں کوئی شجیع نہ تھا حتّٰی کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ بھی آپ کی شجاعت کو مانتے تھے چنانچہ جب جناب علی شیر خدا نے بیعت ابی بکر سے انکار کیا تو جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکو گرفتار کر کے ابوبکر کے پاس پہنچا دیا اور جب حصولِ خلافت کا جناب علی اور جملہ بنی ہاشم نے فکر کیا تو حضرت عمر کے سامنے کسی کی نہ چلی اور قوت آپ میں ایسی تھی کہ آپ تین سیر کھجور کا روزانہ ناشتہ کیا کرتے تھے تو غذائے معمولی کا کیا ٹھکانا ہوگا اور جناب علی کی تو اتنی ہی قوت تھی کہ آپ نے خیبر میں بقوتِ اسلام درِ خیبر اکھیڑ لیا تھا اور بس اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ میں یہ قوت تھی کہ بابِ اسلام یعنی درِ خیر النساء کو ایک لات سے توڑ کر گرا دیا جسکے صدمہ سے حضرت سیدہ مجروح ہوئیں اور اُسی عارضہ سے آپ نے انتقال فرمایا پس شجاعت وقوت رجولیت پر دال ہو لہذا شیعہ کا الزام عاًتِ اُبنہ غلط

شاہد چہارم۔ ترمذی جلد دوم کتاب التفسیر سورۂ مائدہ صفحہ ۱۰۵ میں حضرت فاروق سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ اے خدا ہمارے واسطے شرابخواری کے بارے میں بیان واضح بھیج پس سورۂ بقر کی آیۃ نازل ہوئی یسئلونک عن الخمر والمیسر الخ اور حضرت فاروق بلائے گئے اور حکم باری سنایا گیا تو اُنہوں نے کہا اے خدا شرابخواری کے باب میں بیان شافی بھیج پھر آیۂ سورۂ نساء یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ الخ نازل ہوا اور عمر بلائے گئے پھر اُنہوں نے دعا کی اے خدا شرابخواری کے باب میں بیان شافی بھیج

عن عمر ابن الخطاب انہ قال اللّٰھم بیّن لنا فی الخمر بیان شفاء فنزلت التی فی البقرۃ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر الآیۃ فدعی عمر فقرئت علیہ ثم قال اللّٰھم بیّن لنا فی الخمر بیان شفاء فنزلت التی فی النساء یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ فدعی عمر فقرئت علیہ

پھر آیۂ سورۂ مائدہ انما یرید الشیطان ان یوقع الخ
نازل ہوئی اور حضرت عمر بلائے گئے اور آیہ سنایا گیا تو
انہوں نے کہا ہم باز آئے ہم باز آئے انتہے محصلاً چونکہ شراب
کا نشہ مردانہ ہے اور حضرت فاروق مرد اکمل تھے

ثم قال اللہم بین لنا فی الخمر بیان شفاء فنزلت
فی المائدۃ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم
العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر الی قولہ فہل انتم
منتہون قال عمر فقرئت علیہ فقال انتہینا انتہینا

اس لئے آپ کو شرب خمر کا بیحد شوق تھا حتّٰے کہ آپ آنحضرت کے ہاتھ سے اسی شوق کی بدولت پٹ بھی لئے
مگر مرتے دم تک ترک نہ کیا چنانچہ شیخ شہاب الدین ابشیہی کی مستطرف جلد دوم مطبوعہ مطبع میمنیہ
مصر صفحہ ۲۰۵ کے چوہتّرویں باب حرمت خمر اور اُسکی مذمت و مخافت میں ہے کہ خدا تعالٰے نے شراب کے
بارے میں تین آیات نازل فرمائیں پہلی آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر الخ اس آیت کے بعد کچھ مسلمان
پیتے رہے اور بعض نے ترک کردی یہانتک کہ ایک شخص نے شراب پیکر نماز میں زبان بہکی تب یا ایہا

الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ الخ نازل ہوئی
اور بعض نے ترک کردی حتّٰے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
نے شراب پی اور اونٹ کے کلّہ کی ہڈی سے حضرت عبد الرحمٰن
بن عوف کا سر زخمی کیا پھر اسکے بعد کفار قریش جو مسلمانوں
کے ہاتھوں سے مارے گئے تھے اُنکے لئے گریہ زاری کرنے
اور نوحہ پڑھنے لگے جو نوحہ اسود بن یعفر نے مشرکین
قریش کے (کشتگان بدر پر نظم کیا تھا) اُسکا حاصل یہ ہے
کہ کتنے ہیں قلیب نامی کوئیں میں عزّت دار جوانان عرب
سے جو کہ موضع بدر میں ہیں ابن کبشہ یعنی محمد ہمکو کیا ڈراتا ہے
کہ ہم دوبارہ زندہ کئے جائینگے اور کیونکر وہ شخص زندہ ہو سکتا
ہے جو صدا و ہام کا مارا ہوا ہو کیا تو عاجز ہے کہ ہمارے موت
کو دور کردے اور کیا اسپر قادر ہے کہ جب ہماری ہڈیاں جاتی
تو اُنکو زندہ کردے کوئی ایسا ہے جو خدا کو ہمارا پیغام
پہنچا دے کہ ہم ماہ صیام کا روزہ ترک کرتے ہیں پس

حتّٰی شربہا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فاخذ لحی
بعیر وشج بہ راس عبد الرحمٰن بن عوف ثم
قعد ینوح علی قتلی بدر بشعر الاسود بن یعفر
وکاین بالقلیب قلیب بدر من الفتیان
والعرب الکرام ایوعدنی ابن کبشۃ ان سنحیا
وکیف حیاۃ اصداء وہام الا من مبلغ الرحمٰن عنی
بانی تارک شہر الصیام فقل للہ یمنعنی شرابی
وقل للہ یمنعنی طعامی فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فخرج
مغضبا یجر ردائہ فرفع شیئا کان فی یدہ فضربہ
بہ فقال اعوذ باللہ من غضبہ وغضب رسولہ
فانزل اللہ تعالٰی انما یرید الشیطان ان یوقع
بینکم العداوۃ والبغضاء الخ فقال عمر رضی اللہ

کہدے خدا سے کہ وہ ہماری شراب روکدے اور کہدے | تعالیٰ عنہ انتھینا انتھینا۔

خدا سے کہ وہ ہمارا رزق بند کردے جب ان اقوال و حرکات کی خبر رسول خدا کو پہنچی تو آنحضرت گھر سے
اسطرح برآمد ہوئے کہ ردائے مبارک زمین پر لٹکتی جاتی تھی اور آپ اُسے کھینچے جاتے تھے پس آنحضرتؐ
نے اُسی چیز کو اُٹھایا جو ہاتھ میں تھی اور اُس سے حضرت فاروق کو مارا پس حضرت فاروق نے کہا کہ میں
غضب خدا و رسول سے پناہ مانگتا ہوں تب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی انما یرید الشیطان
ان یوقع بینکم العداوۃ الخ اُس وقت حضرت فاروقؓ نے کہا ہم باز آئے ہم باز آئے انتھی محصلاً
اس سند کے اشعار سے شجاعت اور انکار توحید و رسالت و قیامت ثابت ہے تفسیر حسینی پارۂ ہفتم
رکوع اوّل تحت آیۂ لعلکم تشکرون میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت فاروقؓ نے حرمت خمر
کے بارے میں آنحضرت سے بار بار پوچھا کرتے تھے بخاری کتاب العلم باب التناوب فی العلم میں ہے
کہ عتبان بن مالک وہ صحابی ہیں جو ایک دن رسول اللہ کے اخبار حضرت فاروق کو پہنچایا کرتے تھے
اور دوسرے دن حضرت فاروق عتبان بن مالک کو خبر دیا کرتے تھے اسی عتبان کے جلسۂ شراب میں
ادائے نماز مغرب کے وقت حضرت عبد الرحمان بن عوف نے قل یا ایھا الکافرون میں سے تمام
حرف (لا) ترک کردئے تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے نشۂ شراب میں انصار کی ہجو کا ایک
قصیدہ پڑھا اُسپر حاضرین میں سے ایک نے اونٹ کی ہڈی سے حضرت سعد کا سر پھاڑ دیا اور یہ شکایت
آنحضرت تک پہنچی انتھی محصلاً (تفسیر حسینی پارۂ ہفتم) اور آیۂ سورۂ مائدہ انما یرید الشیطان الخ
نازل ہوئی اور حضرت فاروق نے شرب خمر سے توبہ تلاّ کی **الغرض** ان اسانید سے ثابت ہوگیا کہ اس
مردانہ نشہ کا ذوق شوق حضرت فاروق کو اس قدر تھا کہ آپ دست رسول سے پٹ بھی لئے اور بہ نیت
سعادت ابدی آپ نے توبہ بھی کرلی لیکن چونکہ طبع وقاد فاروق لذات عیاشی پر بیحد مفتون تھی با یں وجہ
آپنے اپنے زمانۂ خلافت میں مجبور ہو توبہ توڑی مگر تاہم حرمت خمر گھٹانے کے خیال سے جناب ممدوح ٹھنڈا
پانی ملاکر نوش فرمایا کرتے تھے چنانچہ نواب احمد حسین خاں صاحب بہادر تعلقہ دار پریانواں ضلع پرتابگڈھ
ملک اودھ کے **دقائق المذاہب** کے صفحہ ۹۳ میں ہے امام نسائی نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے

اُنہوں نے کہا کہ سقیف کے لوگوں نے حضرت فاروقؓ	واخرج النسائی عن سعید بن المسیب قال
کی تواضع شراب سے کی آپنے طلب فرمایا جب مُنہ	تلقت سقیف عمر بشراب قد عابہ فلما قربہ

کے پاس لے گئے تو اُبکائی آئی پس آپنے اُسکی تیزی کو الی فیه کرهه فکسره بالماء فقال هکذا فاجعلوه

پانی سے توڑا اور فرمایا تم لوگ ایسا ہی کرلیا کرو انتہےٰ پانی سے تیزی توڑنیکی دوسری سند مسند ابی حنیفہ میں درج ہی کہ عمر بن خطاب کے پاس ایک اعرابی کو لائے جو نشہ میں چور تھا عمر نے اُسکے سزا

دینے میں حیلے کئے جب لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا اسے قید کردو جب ہوشیار ہوگا تو سزا دینگے اسکے بعد عمر نے اعرابی کی پس خوردہ شراب طلب کی اور پانی ملاکر اُسکا نشہ کم کیا اور خود پیکر شرکائے جلسہ کو پلائی پھر فرمایا جب اسکی شیطان کا غلبہ تم پر ہو تو پانی ملالیا کرو انتہےٰ۔ اگرچہ بخاری کتاب الاشربہ باب

ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن عمر بن الخطاب اتی اعرابیا قد سکر فطلب له عذرا فلما اباه قال احبسوا فان صحی فاجلدوه ودعا عمر بفضله ودعا بماء فصبه علیه فکسر ثم شرب وسقی جلساءه ثم قال هکذا فکسروه بالماء اذا علیکم شیطانه۔

الباذق میں لکھا ہی کہ حضرت فاروق اور ابو عبیدہ الجراح امین الامۃ اور معاذ بن جبل طلائے مثلث پیا کرتے تھے جو فی الحقیقت وہ بھی ہم خواص وافعال شراب ہی لیکن نواب وحید الزمان مترجم بخاری نے اسی حدیث کی شرح میں صاف لکھدیا ہی کہ لفظ بادق برانڈی کا معرب ہے مگر فتح الباری جلد پنجم

صفحہ ۲۲۳ میں ابن حجر نے پانی ملانیکا قانون بیہقی کی روایت سے لکھا ہی کہ پانی ملاکر نبیذ کی تیزی کو توڑو اور ہمام بن الحرث نے عمر سے روایت کی ہی کہ عمر ایک سفر میں تھے اُنکے پاس نبیذ لائی گئی تو اُنہوں نے پیکر منہ بنایا اور کہا کہ طائف کی نبیذ بہت تیز ہوتی ہی پھر پانی منگایا اور اُسے ڈالکر پیا اسکے اسناد

ثم ذکر البیهقی الاحادیث التی جاء فی کسر النبیذ بالماء حدیث همام بن الحرث عن عمر انه کان فی سفر فاتی نبیذ فشرب منه فقطر ثم قال ان النبیذ الطائف له عرامه بضم المهملة وتخفیف الراء ثم دعا بماء فصبه علیه ثم شرب وسنده قوی وهو اصح۔

بہت قوی اور حدیث صحیح ہے انتہےٰ محصلاً

القصہ اس شوق میں اس قدر غلو تھا کہ سفر حج میں بھی آپ سے شراب ترک نہیں ہوئی اور جو کسی شامت کے مارے نے جناب ممدوح کے حصہ کی پی تو آپ فوراً اُسے جُتیا ڈالتے تھے چنانچہ اسی

فتح الباری جلد پنجم صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ سعد بن ذی لعوہ نے عمر کی سفری صراحی سے پانی پیا تو وہ مست

قال سفیان شاء الی روایة سعد بن ذی لعوه انه شرب من سطیحة عمر فسکر فجلده عمر قال

ہوگیا پس عمر نے اُسے مارنا شروع کیا اُسنے کہا کہ میں نے تو تیری ہی صراحی سے پانی پیا ہے عمر نے کہا کہ ہم نے تو تجھے مست ہو جانے کے سبب سے مارا ہے انتہےٰ چونکہ غلبہ کے ساتھ ایسے مردانہ نشہ کا ذوق و شوق مردوں ہی کو ہوا کرتا ہے اور حضرت فاروق بھی مرد تھے لہذا حضرت فاروق کو مابون سمجھنا حضرات شیعہ کا جہل اور لغویت ہے۔

انما شربت من سطیلک قال اضربک علی السکر

شاہد پنجم۔ ترمذی جلد دوم کتاب التفسیر سورۃ بقر صفحہ ۲۳۳ میں ابن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میں ہلاک ہوگیا آپنے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے ہلاک کردیا عمر نے کہا کہ رات میں نے اپنی سواری کو اوندھا کرلیا یہ سنکر آنحضرت چُپ ہو رہے اور آیۂ نساءکم حرث لکم نازل ہوا چونکہ آیۂ فاتوا ھن من حیث امرکم اللہ کے خلاف بغلبۂ رجولیت فعل خلاف وضع فطرت صادر ہوگیا جو فعل اضطراری بغیر عمد تھا پس عجیب نہیں کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت فاروق کو مغلوب شہوت جانکر یہ گناہِ عظیم بخشدیا ہو **الغرض** ایسے سندی شہوت پرست کو مابون سمجھنا حضرات شیعہ کی حماقت ہے۔

عن ابن عباس قال جاء عمر الی رسول اللہ صلعم فقال یا رسول اللہ ھلکت قال وما اھلکک قال حولت رحلی اللیلۃ الخ

شاہد ششم۔ حضرت فاروق کی چند ازواج تھیں جو آپنے اپنی عمر کے مختلف سنوں میں کی تھیں اور باوجود کثرت ازواج کے بھی آپ سے حسن پرستی ترک نہوئی چنانچہ **قرۃ العینین** کے صفحہ ۲۱۳ میں ہے کہ چھوٹے بھائی زید کی جورو عاتکہ جو حسین تھی اُس سے آپ نے جھٹ نکاح کرلیا اور **تاریخ الخلفا** سیوطی بیان قضایائے عمر صفحہ ۹۷ میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاروق گھر سے باہر جاتے تو اُنکی ازواج فرمایا کرتی تھیں کہ تم فلاں قبیلہ کی لڑکیوں کو گھورنے جایا کرتے ہو۔

ان شواہد مروی کے علاوہ آپ ایسے مغلوب شہوۃ تھے کہ روزے میں کنیزوں کو نہ چھوڑتے تھے چنانچہ کنز العمال جلد چہارم کتاب الصوم من قسم الافعال فصل بموجب الافطار و مایفسدہ ومالا یفسد مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن صفحہ ۳۲۷ میں سعید ابن المسیب سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت فاروق صحابہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم مجھے کیا فتوےٰ دیتے ہو جو کام میں نے آج کیا ہے

عن سعید بن المسیب قال خرج عمر بن الخطاب علی اصحابہ فقال تفتونی فی شئ صنعتہ الیوم

لوگوں نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ ایک کواری جاریہ تھی اُسنے مجھے لبھا لیا میں اُسپر چڑھ بیٹھا حالانکہ میں روزہ دار ہوں پس

فقال وھو یا امیر المؤمنین قال مرت بی جاریۃ فاعجبنی فوقعت علیھا وانا صائم فعظم علیھا القوم۔

صحابہ کو یہ واقعہ سُنکر تعجب ہوا انتہٰی محصلاً چونکہ بغلبۂ رجولیت حضرت فاروق روزہ تک کی حرمت کا خیال نہ رکھ سکتے تھے لہذا ایسے نام آور مشہور ہوسناک کو بابون سمجھنا حضرت شیعہ کی حماقت ہے

شاہد ہفتم حضرت فاروق ایسے مشہور زانی تھے کہ اُنکے احباب کے علاوہ اُنکی اولاد تک اُنکی زناکاری سے واقف تھی چنانچہ جب حضرت فاروق نے اپنے فرزند ابو شحمہ پر حدِ زنا جاری کرنی چاہی تو

ابو شحمہ نے کہا اے مسلما تو جس نے زمانہ جاہلیۃ اور اسلام میں زنا کیا ہو وہ مجھے سزا نہ دے چونکہ ابو شحمہ کو معلوم تھا کہ جملہ صحابہ اور بالخصوص حضرت

فقال ابو شحمۃ یا معاشر المسلمین من فعل فعلی فی جاھلیۃ او اسلام فلا یحدنی (ازالۃ الخفا مقصد دوم بیان عدل فاروق)

فاروق بفضلہ زنا سے محروم نہیں اسلئے سزا دینے کے نہ ہونگا مگر جناب علیؑ ایسے نکل آئے کہ اُنھوں نے غریب کو سزا بھی دیدی۔ پس حضرت عمر کے ابتدائی زمانہ سے بڑھاپے تک کے جوانمردی کے یہ کارنامے ہیں جو شہوت پرستی پر دال ہیں لہذا حضرات شیعہ کو اس بہتان عظیم سے توبہ کرنی چاہیئے اور بالفرض اگر حضرت فاروق نامرد ہوتے تو جو زمانہ علتِ مشائخ کا مشہور ہے اُس زمانہ میں اس جوش و خروش سے رجولیت کے خلاف جمود و جبن ہوتا اور عورتوں کی طرف بڑھاپے میں ایسی افراط سے رغبت نہوتی کہ نہ روزہ کی حرمت کا خیال رہتا نہ ایمان کا پاس نہ اسلام کا لحاظ نہ شرم عالم پس ثابت ہوا کہ سیوطی کی سند میں بلفظ "سیدنا عمر" ہے تو وہ التباس و اشتراک اسم وابنیت کے سبب سے ہے یا سہواً تحقیقی ہرگز نہیں۔

تنبیہ بعض احادیث و روایات سے پایا جاتا ہے کہ جناب فاروق کو کوئی ایسا مرض تھا کہ جس کے قرینہ پر جناب ممدوح کی نسبت علتِ اُبنہ کا احتمال ہوتا ہے لہذا لگے ہاتھوں ہم اسکی بھی تنقید کئے دیتے ہیں تاکہ آیندہ ایسے ناپاک الزام لگانیکا مُنہ مخالفین کو نہ رہے اور اُنکا حوصلۂ نطق صامت ہو جائے۔

تنقید امراض حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

اوّل تو ہم اسکے قایل ہی نہیں کہ معاذ اللہ حضرت فاروق کو علتِ اُبنہ تھی جس مردود خیال کی ہم پوری بیخکنی کر چکے اب اُس مرض کا حیلہ تو حقیقت حال یہ ہے کہ بعض کتب معتبرۂ علماء و صحاح وغیرہم سے

ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت فاروق کو **استرخاء شرج** تھا یا مرض **خروج المقعد** کیونکہ استرخاء شرج میں بے ارادہ ریاح یا فضلہ کا نکلنا لازم ہے اور ایک آدھ موقع پر آپ سے صادر بھی ہوا ہے چنانچہ **عیون الاخبار** میں ابن قتیبہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر منبر پر تھے کہ یکایک اُن کو ریح صادر ہوتی معلوم ہوئی پس اُنھوں نے کہا لوگو ایک مثل پیش کرتا ہوں تمہارے سامنے کہ میں اللہ کے بارے میں تم سے ڈروں یا تمہارے بارے میں اللہ سے ڈروں تو مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ (صاف کہدوں) بیشک میرا گوز نکل گیا ہے میں ابھی وضو کر کے واپس آتا ہوں انتہے محصلاً

روی ابن قتیبہ بینا عمر علی المنبر اذ احس من نفسه بریح خرجت منه فقال ایھا الناس قد مثلت من ان اخافکم فی الله او اخاف الله فیکم وان اخاف الله فیکم احب الی الا انی قد فسوت . وھا انا انزل لا عید الوضوء

محاضرات امام راغب اصفہانی میں اسطرح لکھا ہے کہ بیشک حضرت عمر نے ایک دن خطبہ موقوف کیا اور کہا اے صاحبو میں ایک بات پیش کرتا ہوں (بتاؤ کہ) میں تمہارے بارے میں خدا سے ڈروں یا تم سے اللہ کے بارے میں ڈروں تو اللہ کا خوف تمہاری (شماتت) سے اچھا ہے (چونکہ) میرا گوز نکل گیا ہے میں ابھی وضو کر کے واپس آتا ہوں انتہے محصلاً۔

روی عن عمر رضی الله عنه فصعد المنبر یخطب فقطع خطبة فقال ایھا الناس انی مثلت بین اخاف الله فیکم او اخافکم فی الله فکان خوف الله اولیٰ وان خرج منی ضرطة وانا اعید الوضوء

استرخاء شرج ہونیکے اور اسانید بھی ایسے ہیں کہ جن پر اس مرض کے ہونیکا احتمال ہوسکتا ہے از انجملہ **تاریخ** مختصر بغداد میں عکرمہ غلام ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر کی اصلاح حجام بنا رہا تھا اور عمر مہیب شخص تھے انہوں نے کھنکارا پس خوف سے

عن عکرمه ان حجاما کان یقص عمر بن الخطاب وکان رجلا مھیبا فتنحنح فاحدث الحجام فامر له باربعین درھما۔

حجام کا گوز نکل گیا حضرت عمر نے چالیس درہم حجام کو انعام کا حکم دیا انتہے محصلاً اس روایت پر یہ قیاس صریح ہے کہ قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید۔ جناب فاروق استرخائے شرج کی مصیبت سے واقف بلکہ غالباً اُس زمانہ میں مبتلائے مرض مذکور ہونگے اور حجام کے بے ہنگام احداث سے آپ کو استرخائے شرج کا احتمال ہوا ہوگا یا پہلے سے ہی حجام کے مرض کا علم ہوچکا ہوگا بایں وجہ آپنے رحم فرما کر بہر علاج حجام کو چالیس درہم عنایت کئے ورنہ جناب موصوف کی جزو رسی مسلمہ بلکہ اشبہ بخل تھی۔

ذو غشم بسیار۔ خواری کو سوء ہضمی اور سوء ہضمی میں برودت لازم اور برودت سے استرخاء شرج پیدا ہوتا ہے چونکہ حضرت فاروق اکول یعنی بسیار خوار مشہور تھے اس بنا پر قیاس ہوتا ہی کہ بسیار خواری کی بدولت آپکو استرخاء شرج پیدا ہوگیا ہو تو تعجب نہیں چنانچہ آپکی بسیار خواری کی سند موطاء مالک میں انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمر بن خطاب کے لئے ایک صاع یعنی بوزن حالیہ انگریزی دو سیر پندرہ چھٹانک کھجوریں لائی جاتی تھیں اور آپ اُس کا حشفہ تک کھا جاتے تھے

عن انس بن مالك قال رأيت عمر بن الخطاب يطرح له صاع من تمر يأكله حتى يأكل حشفه

(ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۴۶) اسی طرح ایک صاع کھجور کے ناشتہ کا ذکر تاریخ مختصر بغداد میں ابن عباس سے مروی ہو پس ظاہر ہے کہ ساڑھے ستر معدہ اور چھٹانک کم تین سیر کا جو ناشتہ کرے تو اُس شخص کی معمولی غذا کا کیا ٹھکانا بایں وجہ عجب نہیں کہ اس بسیار خواری کی بدولت رطوبت بڑھتے بڑھتے استرخاء شرج پیدا ہوگیا ہوگا۔

اگرچہ ان اسانید پر احتمال ہوسکتا ہی کہ شاید حضرت فاروق کو مرض مذکور ہی ہو لیکن اسانید مذکور میں مرض مذکور کے لئے صریح لفظ نہیں جسکے بل پر کہا جاسکے کہ حضرت فاروق کو استرخاء شرج ہی تھا۔ ہاں مرض خروج المقعد کے اسناد قوی اور بعض اسانید سے الفاظ کی دلالۃ صریح مرض مذکور پر ہوتی ہی لہذا باطمینان کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو مرض خروج المقعد ہی تھا چنانچہ اس دعوے کے ثبوت میں ہم چند اسانید پیش کرتے ہیں۔

اسانید مرض خروج المقعد

سند اول کنز العمال کتاب الطہارت من قسم الافعال جلد پنجم صفحہ ۱۲۶ میں زید بن وہب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب کو ایستادہ پیشاب کرتے دیکھا انتہےٰ

عن زيد بن وهب قال رايت عمر بن الخطاب يبول قائما۔

سند دوم۔ اسی کتاب کی فصل و باب اور صفحہ ۱۲۷ میں حضرت فاروق کا یہ قول ہی کہ ایستادہ پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت ہوتی ہے اور بیٹھکر پیشاب کرنے سے دبر ڈھیلی ہوتی ہے انتہےٰ

قال عمر ابن الخطاب البول قائما احسن للدبر والبول جالسا ارخى للدبر۔

سند سوم فتح الباری جلد اول قلمی میں ہی بیشک عمر ابن خطاب ایستادہ پیشاب کیا کرتے تھے اور کبھی ایڑی پر دھار مارتے تھے

ان عمر ابن الخطاب كان يبول قائما ويبول على عقبيه

اور فرماتے تھے ایستادہ پیشاب کرنے سے دبر کی | وکان یقول البول قائما احصن للدبر
حفاظت ہوتی ہے انتہےٰ لیکن ہم نے مطبع انصاری دہلی کی فتح الباری جلد اول باب البول عند سباطة قوم کو دیکھا تو اس میں اسی قدر ہے عن عمر رضی اللہ عنہ قال البول قائما احسن للدبر ص ۱۲۴ اس شارح بخاری نے ایستادہ پیشاب کرنے کے دو عذر لکھے ہیں ایک یہ کہ ایستادہ پیشاب کرنے میں گوز آواز سے صادر نہیں ہوتا جسکے سبب انسان شماتت سے بچتا ہے دوسرا عذر شافعی اور احمد حنبل سے روایت کیا ہے کہ عرب لوگ بنظر ازالہ درد پشت ایستادہ پیشاب کیا کرتے تھے مگر فقرہ بول قائما استمرار پر دلالت کرتا ہے جس سے ثابت ہے کہ حضرت عمر بلا امتیاز آباد و غیر آباد مقام پر ایستادہ پیشاب کیا کرتے تھے جس سے شماتت کا عذر عبث ہوگیا۔ دوم وجع الظہر کی حالت میں بیٹھکر پیشاب کرنے میں حصانت کمر کی چاہیئے نہ کہ دبر کی اور قول فاروق احصن للدبر اور ادخی للدبر ہے اور ظاہر ہے کہ وجع الظہر کی حالت میں ادخی و احصن للدبر کا کام نہیں اور نہ اس مرض کے لئے لازم اور نہ ضرورت پس یہ قول فاروق کسی اور مرض پر دلالت کرتا ہے۔

سند چہارم۔ ازالۃ الخفا مقصد دوم ذکر سنن آداب الخلاء عمر صفحہ ۷۸ میں ہے بغوی وغیرہ جو مشاہیر اہلحدیث سے ہیں انہوں نے عمر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے مجھے ایستادہ پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اے عمر ایستادہ پیشاب نہ کیا کرو اور ابوبکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر پیشاب کرتے تو دیوار یا پتھر سے چھو لیتے تھے اور پانی سے استنجا نہ کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ علماء اہلسنت کا اسپر اجماع ہے کہ (ایستادہ پیشاب کرنے یا دیوار و پتھر سے مسح کرنے کے جواز کی) کوئی حدیث رسول نہیں اور بیشک گوبر سے استنجا کرنا عمر کا قیاسی مذہب ہے انتہیٰ۔

اخرج البغوی وغیرہ وھو من مشاہیر الحدیث عن عمر قال رانی النبی صلعم ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما + ابوبکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحائط او حجر ولم یمسہ ماء قلت اجمع علی ذلک علماء اہل السنۃ ولیس فیہما حدیث مرفوع[1] وانما ھو مذہب عمر قیاسا علی الاستنجاء من الغائط۔

[1] ازالۃ الخفا کی سند سے واضح ہوگیا کہ رسول خدا ایستادہ پیشاب نہ کرتے تھے اور جو کرتے تو قول و فعل و تقریر رسول کو حدیث مرفوع کہتے ہیں وہ ضرور ہوتی اور جو پیغمبر خود ہی ایستادہ پیشاب کیا کرتے تو عمر کو منع نہ کرتے ۱۲

اگرچہ بچپن میں اونٹ چراتے چراتے اونٹوں کی طرح عادت ہوگئی ہو تو تعجب نہیں کیونکہ الصحبۃ تاثر ولوکان ساعۃ لیکن ہمارے نزدیک آپ عرب صحرائی نہ تھے جو دیوار و پتھر سے رگڑتے پھرتے اور پانی سے طہارت نہ کرتے لیکن کوئی عذر ضرور ہوگا دوم پارۂ سیقول رکوع دس میں قبا والے صحابہ کی تعریف میں آیۂ ان اللہ یحب التوابین ویحب المطھرین نازل ہوچکی تھی جو لوگ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے جس مرضی خدا سے حضرت فاروق بجہت حضوری روزانہ ضرور واقف ہونگے لیکن عذر کے سبب سے مجبور رہونگے۔ سوم پیغمبر خدا بھی حضرت فاروق کو ایستادہ پیشاب کرنے سے منع فرماچکے تھے لیکن حضرت فاروق سے اسکی تعمیل نہوئی اسکی بیّن دلیل ہی کہ انکو کوئی ایسا مرض ضرور تھا جسکے سبب تعمیل حکم رسول میں معذور تھے ورنہ حضرت فاروق سے اور پیغمبرؐ کا خلاف (داے معاذ اللہ)

ظاہر ہے کہ اگر حالت مرض میں بیٹھکر پیشاب کرتے اور پانی سے طہارت کرتے تو بادشاہ فاروق بجہت استرخاء خوف خروج المقعد تھا اور جو ایستادہ پیشاب کرکے پانی سے طہارت کرتے تو تمام ٹانگیں اور کچھ حصہ لباس نجاست میں آلودہ ہوجاتا پس بایں لحاظ آپ دیوار یا پتھر یا گوبر سے گھرکر طہارت کافی سمجھ لیتے تھے۔

نکتہ۔ مذہب اہلسنت میں جو خلاف قرآن پاؤں دھونیکا رواج ہوگیا ہے کہ بے ضرورت پاؤں کو بھی وضو میں دھوتے ہیں اور مسح نہیں کرتے تو قرآن کی ایسی صریح مخالفت پر کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی تمام اہلسنت کے لئے مرض وجع الظہر یا مرض خروج المقعد تجویز نہیں کرسکتا مگر ہاں سنت فاروقی کے سبب یہ عمل جاری ہوا ہے چونکہ جملہ اہلسنت فعل صحابہ کو فعل رسولؐ مانتے ہیں اس وجہ سے اسکے پابند ہیں

سند پنجم۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول باب آداب الخلاء مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۲۲۳ میں ہے بول کردن (ایستادہ) یا از بقایائے عادت جاہلیت بود یا بجہت عذرے کہ او را عارض شدہ بود (الی ان قال) ودر عذر عمر رضی اللہ عنہ وجہے دیگر گفتہ نیز گفتہ اند کہ وے گفتہ ایستادہ بول کردن نگاہ دارندہ است دبر را پس تواند کہ درآنوقت بود علتے عارض بود کہ بداں ملاحظہ داشت **کہ چیزے از طرف دیگر بدر آید** وباوجودیکہ آن نہی کردہ ازاں انتہٰی بلفظہٖ تحقیق

از طرف دیگر بدرآید کا دوسرا ثبوت ملاحظہ ہو صحیفہ ششم۔ شرح مصابیح میں فضل اللہ ابن محمد بن احمد ابو بکر

توربشتی نے لکھا ہے بیشک ہم نے دوسری حدیثوں میں دیکھا کہ حضرت فاروق ایستادہ پیشاب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایستادہ پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت ہوتی ہی پس بدیہی امر ہے کہ اُن کا یہ فعل کسی مرض کے سبب سے ہوگا کیونکہ وہ بھی توروات پیغمبر سے ہیں لہذا اُنسے آنحضرت کا خلاف نہیں ہوسکتا (کیا وجود نہی پیغمبر ایستادہ پیشاب کرتے ہوں) پس ہم گمان

قد وجدنا فی حدیث اخراٰن عمر رضی اللہ عنہ بال قائما وقال البول قائما احصن للدبر فلا بد ان یکون فعلہ ھذا مقترنا بعذر لانہ من جملۃ رواۃ حدیث النہی عن رسول اللہ صلعم فلا یخالفہ فنحمل ما روی عنہ انہ بال قائما علی انہ کان علی حال لم یامن معہا استرخاء مقعدتہ ویدل علی ما ذکرناہ قول البول قائما احصن للدبر

کرتے ہیں کہ وہ انکا حال ہوگا یعنی وہ کانچ نکلنے کے خوف سے مامون نہ ہونگے اور اس دعوے کی دلیل حضرت فاروق کا قول البول قائما احصن للدبر موجود ہی جو مرض خروج المقعد پر دلالت کرتا ہی انتہی محصلاً

زدم وبیست کردم

الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت فاروق کو مرض خروج المقعد تھا علت اُبنہ ہرگز نہ تھی اور عجب نہیں کہ طب میں کہیں شبیب نے اور اجزاء کے ساتھ اس مرض کی دوا ماء الرجال بھی لکھی ہو لیکن یہ یقینی امر ہے کہ دوا کا طریق استعمال شیعوں کی توقع کے خلاف ہوگا کیونکہ آنحضرت نے اپنی آخر زمانہ حیات میں فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر یعنی میرے بعد تم ابوبکر و عمر کا اقتدا کرو پس اگر خدانخواستہ حضرت فاروق کو علت اُبنہ ہوتی تو باتفاق فریقین آنحضرت ایسے شخص کے اقتدا کا ہرگز حکم نہ دیتے لہذا حضرات شیعہ کی منصف مزاجی سے امید ہی کہ وہ آیندہ ایسا ناپاک اور بھونڈا بے سروپا اعتراض نہ فرمائینگے اور ۹ ربیع الاول کی مجالس جشن میں جو کچھ خرافات بکتے ہیں اُس سے توبہ کرینگے۔۔

تکملہ در تکذیب لواطت ابن عمر رضی اللہ عنہ

ایک میر صاحب جو غالباً سادات بارہ سے ہونگے اُنہوں نے اثنائے تلاش لغت میں تاج العروس شرح قاموس میں لغت غرمول کی یہ عبارت مجھے دکھائی جسکا حاصل یہ ہے :-

اور حدیث میں ابن عمر کی روایت ہے کہ اُنہوں نے حمام

وفی الحدیث عن ابن عمر انہ نظر الی غرامیل

---

[1] از مسند امام اعظم مرویہ حصکفی حاشیہ صفحہ ۱۸۸ امرویہ حذیفہ بن الیمان ۱۲

[illegible] کر دیجئے تو فرمایا مجھے یہاں سے نکال دو | رجال فی الحمام فقال اخرجونی

[illegible] میر صاحب نے اصح بخاری کتاب [illegible] اذا کان الثوب ضیقا کی حدیث مرویہ [illegible] سہل قال کان رجال یصلون مع النبی صلعم عاقدی ازرھم علی اعناقہم کھیئۃ الصبیان۔

[illegible] دکھائی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] آنحضرت [illegible] بچوں کی طرح اپنی ازاریں گلوں میں باندھ [illegible] نماز پڑھتے [illegible] انتہے۔

[illegible] باب الصلوٰۃ فی الجبۃ الشامیہ کو [illegible] دکھایا جسکا ماحصل یہ کہ عرب کا دستور تھا کہ [illegible] وہ مجمع عام میں بھی ننگے ہوجایا کرتے تھے پھر اسی میں حدیث جابر ابن عبداللہ دکھائی جس میں ہے کہ تعمیر کعبہ کی امداد کے وقت اپنے چچا عباس [illegible] آنحضرت بھی اُس مجمع عام میں ننگے ہوگئے تھے پھر نہج البلاغہ اٹھا لائے اور اُسکے جو شانی تصدیق [illegible] واقدی و مالک بن اوس بن الحدثان کی عبارت دکھائی جسکا یہ مطلب ہے کہ حضرت فاروق نے ارشاد فرمایا کہ (اے مغیرہ) تو بڑا بیفکرا حریص جماع اور کبیر غربے انتہے۔ | فقال لہ عمر انک المذاد [illegible] الثلب شدید الشبق طویل الغرمول

اس روایت کو دکھلانے سے یہ منشا تھا کہ [illegible] نے مغیرہ کو ایسا بیحجاب دیکھا کہ اُسکے عضو خاص تک کی طوالت ظاہر کر دی اور پھر مجمع عام میں عربوں کے بے ستر و عریان ہونیکی عادت کو زبانی بیان کیا اور مثال میں بسر بن ارطاۃ اور عمرو بن عاص کے جنگ صفین میں جناب امیر کو دبر دکھا کر جان بچانے کا حال بحوالہ تاریخ کثیرہ ظاہر کیا پھر میر صاحب کتب خانہ سے موطا امام مالک اُٹھا لائے اور اُس کے باب ماجاء فی البول میں سے عبداللہ ابن دینار کی یہ حدیث دکھائی جسکا مطلب یہ کہ ابن عمر ایستادہ پیشاب کیا کرتے تھے انتہے | عن عبداللہ ابن دینار قال رایت عبداللہ ابن عمر یبول قائما۔

پھر فرمایا کہ ابن عمر سے اباحت وطی فی الدبر کی احادیث درمنثور وغیرہ میں بکثرت مروی ہیں پس ایسے ننگے ملک کے رہنے والے اور ایسے خصائل کے شخص کو بے ستر لوگوں کو دیکھکر گھبرانا اور اخرجونی کی صدا بلند کرنا شبہ سے خالی نہیں غالباً ابن عمر کو حمام میں کوئی غیر معمولی حادثہ پیش آیا ہوگا جو اخرجونی کی بے ہنگام صدا بلند کی اور خاتمہ تقریر پر میر صاحب نے یہ مصرعہ پڑھا ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند پس میر صاحب کی ان دلشکن عبارت گو اسلام دلیلوں سے مزاج قابو سے نکل گیا تاہم سنبھل کر معقول جوابات سے اُنکا ناطقہ بند کر دیا لہذا بصیرت ناظرین کے لئے انکو بھی قلمبند کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جوابات مشتملہ فضیلت ابن عمرؓ

اوّل تو شرح الشرح نخبۃ الفکر میں ہے کہ رواۃ احادیث میں سات اشخاص عمر بن خطاب گزرے ہیں پس نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ عمر بن خطاب کونسے خاندان کا تھا کہ جسکے یہ عبد اللہ ابن عمر ہیں غالباً صاحب تاج العروس نے اسماء متفق الابنیت سے دھوکا کھایا ہوگا اور شیعوں کی بہتان بندی کا خیال نہ رہا ہوگا دوم معاذ اللہ اگر جناب موصوف اس فعل کے عادی ہوتے تو اخرجونی کی دہائی کیوں دیتے سوم ایستادہ پیشاب کرنے پر جو نامعقول علت کا گمان ہوا ہے تو اس عمل کے تو اور بعض اصحاب بھی تھے مثلاً زرقانی نے اپنی شرح موطا میں لکھا ہے کہ حضرت زید بن ثابت کاتب قرآن بھی ایستادہ پیشاب کیا کرتے تھے لیکن اُنکی نسبت مابونیت کا کسی نے بھی احتمال ظاہر نہیں کیا۔ چہارم اسی تاج العروس کی عبارت کے آگے صاحب شرح نے لکھا ہے وکانوا مختتنین من غیر مثلث یعنی صاحب شرح نے اخرجونی کہنے کا سبب بیان کیا ہے کہ حمام میں جو لوگ بے ستر دکھائی دئے تو وہ سب مختون تھے تو یہ عذر واہی ہے کیا معنی کہ ابن عمر نے باپ دادا نانا ماموں اہل محلہ وغیرہ کو غیر مختون دیکھا ہوگا اور یہ مختون ہونا نیا منظر تھا جس کا آپ کو علم نہ تھا اور نہ بعد قبول اسلام اُنکے اور اُنکے خاندان والوں کے ختنے ہوئے ہونگے یا بوجہ آپنے گھبرا کر اخرجونی کہا ہوگا پنجم ابن عمر بے حیا نہ تھے کہ لوگوں کو بے ستر دیکھکر حجاب نہ کرتے اور بے غیرتی سے گھبرا کر اخرجونی نہ کہتے ششم اوائل اسلام میں یا مجمع عام یا نماز میں ننگا ہونا جائز تھا لیکن قوت اسلام کے بعد سخت ممانعت ہوگئی تھی غالباً ابن عمر کے اخرجونی کہنے کا واقعہ اسلام کے قوی ہو جانے کے بعد کا ہے کہ جس کے سبب اپنے لوگوں کو بے ستر دیکھکر کراہت کی اور تنبیہاً صدائے اخرجونی بلند کی۔ ہفتم پیغمبر خدا نے ابن عمر کی نسبت رجل صالح فرمایا ہے دیکھو صحاح وغیرہ۔ اور کوئی پیغمبر اغلام پیشہ کی نسبت رجل صالح نہیں کہہ سکتا ہشتم حضرت ابن عمر رمضان کا روزہ جماع سے افطار فرماتے تھے چنانچہ مجمع بحار الانوار

جلد سوم صفحہ ۳۹۵ میں ہے کہ ابن عمر روزۂ رمضان جماع سے افطار کیا کرتے تھے اور اُنہوں نے رمضان	وعن ابن عمر فقد کان یفطر بالجماع وانہ جامع ثلثۃ جواری فی رمضان قبل العشاء

میں تین لونڈیوں سے قبل عشاء جماع کیا چونکہ افطاری صوم کی تیاری سے اسلام کی پختگی اور

فعل جماع سے ابن عمر کی رجولیت ثابت ہے لہذا معترضین کا اعتراض محض لغو و مہمل۔

باز آمدم بر سر مطلب

الغرض حجاز کے گیارہ قسم کے نکاح اور چودہ طرح کے بازاری و برزنی جماع اور اسمائے مجہول الانساب وغیرہ کی تفصیل سے واضح ہے کہ بعض قبائل عرب میں سے بعض افراد کے انساب صحیح نہ تھے بلکہ قانون شریعت کے خلاف لہذا ایسے افراد کو معدوم النسب کہا جائے تو بالکل درست ہے اور مولوی محمد شفیع صاحب نے اپنے رسالہ تذکرۃ الانساب کے صفحہ ۱۱ میں مفیع الانساب سے یہاں تک لکھدیا ہے کہ جملہ مہاجرین اصحاب صفہ سے تھے اور انکے انساب مستتر تھے انتہی۔

خیر کچھ بھی ہو لیکن اب یہ امر تنقیح طلب ہے کہ بعض حجازی ان اخلاق باطلہ و عادات کریہہ کو اخلاق انسانی جانتے تھے اور اسپر یہ اضافہ تھا کہ وہ اپنی ماں بہنوں بیٹیوں خالہ بھانجی بھتیجی ساس اناکو کہ ربیبات حتی کہ بہو تک کو نہ چھوڑتے تھے جیسا کہ آیہ مندرجہ حاشیہ سے افعال مذکور کا اقدام پایا جاتا ہے چنانچہ عبد العزیٰ بن رباح نے ضہاک حبشیہ باندی سے نفیل کو جنوایا اور پھر اسی نفیل نے ضہاک سے خطاب کو جنوایا اور پھر اسی عمرو نے ضہاک سے زید کو جنوایا جن کے فرزند سعید بن زید عشرہ مبشرہ سے ہیں اور ظاہر ہے کہ نفیل و خطاب کی ماں ایک تھی (دیکھو حصہ دوم بیان نسب فاروق دربیان

حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعمتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت وامہاتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعت وامھات نساءکم وربائبکم التی فی حجورکم من النسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم وحلائل ابناءکم الذین من اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الخ

شیعہ) **پس** ایسے اعمال کی ممانعت میں آیہ بالا نازل ہوا کہ جن احکام کے بعض قبائل حجاز متمنی بھی تھے تو عربوں کی بریت کے لئے اب یہی بات دریافت کرنی باقی ہے کہ ایسے افعال شنیعہ کے رواج پانے کے اسباب حقیقی کیا کیا تھے **لہذا** مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب جہلائے عرب کی خرابی اخلاق و عادات کے اسباب باب آیندہ میں لکھکر مفلس و نادار سادہ مزاج صداقت مآب حق گو راستی پسند حجازیوں کی سچی حمایت کریں تاکہ جرائم و ذمائم مذکورہ سے بطور واجبی بری ہوں

واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔

تنبیہ الغافلین

ہم نے اہلسنت کے بعض مقتدا و پیشواؤں کے عیوب بکوشش تفحص و تتبع کتب کرکے پیش از پیش ظاہر کر دئے ہیں تاکہ حضرات شیعہ طعن نہ کرسکیں کہ بہت روایات و کتب مولف تنزیہ نے فلاں فلاں عجیب [illegible] چھپا لی ہیں ہم نے اس صداقت و دیانت پر حضرات شیعہ کو بھی انصاف کرنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ ہم نے کس عرق ریزی سے عیوب ظاہر کئے ہیں اسی محنت و دیانت و صداقت سے انکے استحقاق واجبی او فضائل تحقیقی بھی باب آئندہ میں لکھتے ہیں انکو بھی کالوحی من السماء سمجھنا چاہئے ورنہ ویل یومئذ للمکذبین کا مصداق بننا پڑیگا۔

باب دوم در بیان تغیر الی اخلاق عرب

تتبع کتب سیر و تواریخ و احادیث و شروح و تفاسیر و فقہ سے ظاہر ہے کہ عرب اور بالخصوص اہل حجاز کے اخلاق حسنہ تباہ اور بدعتیوں سے رذیل ہو گئے تھے جس کے وجوہ حقیقی وجوہ ہیں اول افلاس و ناداری کہ چوہے گھونس بکریوں کا پیشاب تک کھائی جاتے تھے دیکھو کتب صحاح وغیرہ اور مستدرک حاکم میں ہے کہ آنحضرت نے پچھنے لگائے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر سے فرمایا کہ اس خون کو ایسی جگہ ڈال کہ کوئی نہ دیکھے پس عبداللہ نے [illegible] باہر لیجا کر وہ خون

قال ومن امرك تشرب الدم ویل لك من الناس وویل الناس منك

پی لیا جب واپس آئے تو آنحضرت نے پوچھا کہ خون پینے کا حکم تجھے کس نے دیا تھا خرابی ہے تیرے لئے اور لوگوں کے لئے تجھ سے نتیجہ [illegible] یہ کہ ان عبداللہ کے باپ زبیر بن العوام ذات کے قصائی تھے اور بیحد مفلس و نادار اس بنا پر یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے اسی طرح ایک صحابی تھے کہ وہ بکریوں کا پیشاب پیا کرتے تھے جب انکے مرنیکے بعد ان پر عذاب قبر ہوا اور آنحضرت کو اطلاع ہوئی تو آپنے تعجب فرمایا لیکن جب دریافت کیا تو ان کی بیوی سے معلوم ہوا کہ وہ بکریوں کا پیشاب پینے کے عادی تھے (نور الانوار ترجمہ جلاء الابصار شرح المنار)

غرض ایسی ناپاک اشیاء کو تغذیہ بنانے سے ظاہر ہے کہ غنیمت سے آسودہ ہوجانے اور شائستگی اسلام پھیلنے کے بعد بھی ان محتاج زادوں کی مفلسی کی عادتیں ایسی ناپاک اشیاء کی

بعد بھی مدتوں تک رفاقت کرتی رہیں اور چونکہ ملک حجاز میں ٹیلے بیابان پہاڑ بکثرت ہیں جن کے سبب زراعت دشوار یا ناممکن اور پانی نایاب ہے بایں وجہ کسی حکومت عالی نے حجاز کو اپنا دار الخلافہ نہیں قرار دیا۔

دوسری وجہ وجیہ حوالی حجاز میں کمینہ حکومتوں کے ذلیل قوانین اور رذیل آئین اور تہذیب مراسم سے انکے اخلاق حسنہ تباہ ہوگئے تھے جنکی مختصر کیفیت فصل اول میں لکھی جاتی ہے اور فصل ثانی میں انکے مختصر فضائل مشہورہ اور عفو جرائم و مذائم کے بعض اسانید قرآن مجید سے پیش کیے جائینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

فصل اوّل در تاثیر صحبت وراثت حکومتہائے اراذل

کمینہ حکومتوں کے کئی دور گزرے ہیں جو آغاز اسلام سے بعض متصل تھے بس انکے ہر ایک دور کی مختصر احوال کو موضوع کتاب کی مطابق بلحاظ ترتیب پیش کیا جاتا ہے۔

دور اوّل در تاثیر حکومت یہودیان

ذونواس یہودی نے بعض اقطاع حجاز و عرب فتح کرکے بکثرت قبائل عرب کو یہودی بنالیا تھا حتے کہ بنی تیم و عدی و بنی امیہ تک یہودی ہوگئے تھے اس بات کا پتہ بعض صحابہ کی رغبت توریت اور الفت یہود سے لگتا ہے جیسا کہ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود و النصاریٰ اولیاء وغیرہ آیات سے ظاہر ہے **یہی** وجہ تھی کہ حضرت فاروق کو میلان و رغبت توریت سے آنحضرت نے تنبیہ فرمائی تھی لیکن وہ آبائی خیال حضرت عمر سے جدا نہیں ہوا چنانچہ **اتقان** سیوطی صفحہ ۵ ا میں ہے کہ حضرت فاروق اپنے زمانہ خلافت میں توریت سننے جایا کرتے تھے چونکہ الناس علیٰ دین ملوکھم مسلمات سے ہے پس خلافتہائے ثلٰثہ میں بکثرت صحابہ کی رغبت توریت کی طرف بڑھ گئی تھی چنانچہ زمانہ فاروق میں کعب احبار عالم یہود جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو بکثرت صحابہ اُن سے علم دین سیکھتے تھے۔ (خطط مقریزی) اور حضرت عثمان غنی نے تو اپنے زمانہ خلافت میں توریت کا ترجمہ زبان عرب میں کیا تھا اور اُسکا مبیضہ زید بن ثابت کاتب قرآن سے کرایا تھا (رسالہ البیان عمادی لکھنؤ) اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اس خیال کے خاص شخص تھے (رسالہ اثر ابن عباس عبد الحی لکھنوی)

ان عمر کان یاتی الیہود فیسمع منہم التورات

یہی اسباب تھے کہ حضرت ابن عباس قرآن کی طرف توجہ دلاکر توریت کی رغبت سے روکتے تھے (بخاری) یہ اُسی رغبت کے اثرات تھے کہ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ اور یحرفون الکلم عن مواضعہ وغیرہ آیات نازل ہوتی رہیں اور یہ اُنہی بے عنوانیوں کا اثر تھا کہ شیخین اور اکثر صحابہ نے پیغمبر خدا سے قرآن نہ سیکھا اور اُس سے اس قدر بے بہرہ رہے کہ جب جمع قرآن کا وقت آیا تو اپنے ذاتی امتیاز سے آیات قرآنی نہ پہچان سکے بلکہ جب دوسروں نے کہا کہ یہ آیات قرآنی ہیں تو اُنکی شہادت کے بھروسہ پر قرآن جمع کرایا گیا اور یہ اُسی بے توجہی کا سبب تھا کہ قرآن موافق تنزیل جمع نہ ہوسکا بلکہ مزید براں یہ کہ توریت کی طرح تغیر و تبدّل اور تقدیم تاخیر جس طرح چاہی کردی اور یہ اُسی کا اثر تھا کہ قرآن میں لفظی و معنوی اور رسم الخطی اغلاط قرآن بنگئے اور آج تک وہ بھی بمصداق آیہ وانا لہ لحافظون مندرج ہوتے چلے آتے ہیں اور یہ اُسی کا اثر ہے کہ ہر ایک اسلامی گروہ کی تفاسیر دوسرے گروہ کی تفاسیر کے مشابہ اور موافق نہیں چونکہ یہودیوں کے ہاں بیٹی سے نکاح وجماع جائز مشہور ہے لہذا عرب میں یہودیت کی بدولت بیحیائی پھیلی ہو تو کوئی تعجب نہیں۔

دور دوم در تاثیر حکومت بت پرستاں

پیغمبر خدا کی بعثت سے تین سو سال قبل عمرو بن لحی خزاعی بڑا معتقد رغانہ کعبہ کا متولی گزرا ہے جس کے خاندان میں کئی صدی تک خانہ کعبہ کی تولیت رہی پس اُس نے بکثرت قبائل عرب کو بت پرست بنایا جس کے بکثرت مقلد آنحضرت کے زمانہ تک تھے اور اُسی کی بدولت خانہ کعبہ بت خانہ بنا تھا۔ بلوغ الارب فی احوال العرب جلد دوم صفحہ ۲۰۱ میں خانہ کعبہ کو بت خانہ بنانے کا بانی اسی کو لکھا ہے۔ اسکا خلاصہ واقعہ یہ ہے کہ عمرو مذکور بہت بڑا عامل تھا کہ اُس کا مسخر ایک جن تھا اُس جن نے یہ صلاح دی کہ تو تہامہ سے سفر کر کے جدہ پہنچ وہاں تجھ چند بت ملینگے پس تو اُن کو یہاں لاکر پوجا شروع کرادے اور کسی سے خوف نہ کر اس حیلہ سے تمام حجاز بلکہ تمام عرب تیرا مطیع و منقاد ہو جائیگا پس اس مشورہ کے بموجب ابن لحی خزاعی جدہ گیا لیکن بطوالت زمانہ کے سبب وہ بت زمین میں دب گئے تھے پس مسخر جن کے پتہ دینے سے وہ مل گئے۔

کہتے ہیں کہ ابن لحی بلقان سے صرف ہبل کی مورت مکہ میں لایا تھا اور پانچ بت سرزمین مکہ سے

برآمد ہوئے جن کے نام سورۂ نوح میں اس ترکیب سے درج ہیں ودؔ[1] - سواع - یغوث - یعوق - نسر - پھر ابن لحی نے ان مورتوں کو زمانۂ حج میں مختلف قبائل عرب کے سامنے پیش کیا چونکہ اُس زمانہ میں متولی خانۂ کعبہ حاکم حجاز مانا جاتا تھا بایں وجہ اُسکی حکومت کے دباؤ اور اُسکے عمال جن ہونے کے خوف سے بعض قبائل عرب نے اُن بتوں کی پرستش اختیار کرلی۔ پھر ایک زمانہ کے بعد وہی اہل حجاز بت پرستی کے ایسے عادی ہوگئے کہ جب مکہ سے باہر جاتے تو مکہ کی شاہراہوں سے سنگ رائگاں اُٹھاکر پوجا کے لئے اپنے ساتھ رکھ لیا کرتے تھے جن کو صنم کہتے تھے چونکہ بعض بت پرستوں میں نکاح نیوگ کی رسم آج تک جاری ہے جس کا مختصر حال ہم اوپر لکھ چکے ہیں پس اس بنا پر قیاس ہوتا ہے کہ عرب میں بیحیائی بت پرستی کی بدولت پھیلی ہو تو کوئی تعجب نہیں ۔ وہم تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم مصنفۂ پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر کے صفحہ ۲۸ میں ہے کہ واہم مارگی فرقہ (صوفیہ بت پرست) کہتا ہے کہ ہم کو ماں بہن سے جماع کرنا اور شراب نوشی خدا کا حکم ہے انتہے بلفظہ معاذ اللہ نعوذ باللہ - اس دور سے بھی بکثرت قبائل عرب کے اخلاق ناپاک ہوگئے تھے۔

دور سوم در تاثیر مجاورت حکومت زردشتیان

مذہب زردشت کے پرتو حکومت سے خاص طور پر عرب میں بیحیائی پھیلی تھی اور بالخصوص حجاز میں اہل حجاز کی بیحیائی کی انتہائی قوت کے عروج کا زمانہ نوشیروان کے باپ کیقباد کا زمانہ تھا جسکا زمانۂ حکومت پیغمبر خدا کی پیدائش کے قریب تھا۔

تلبیس ابلیس ابن جوزی کے صفحہ ۲۹ میں ہے کہ اُس زمانہ میں مذہب زردشت کا رکن اعظم مزدک نامی کیقباد شاہنشاہ کا گرو تھا۔ اس مردود ازلی نے قلمروکیقباد میں یہ قانون جاری کیا تھا کہ اولاد پر اُن کی رانڈ ماؤں کی مستی بجھانی واجب ہے اور اولاد پر مائیں حلال اور

---

[1] یہ نیکبخت و صالح لوگ حضرت آدم و نوح علیہم السلام کے زمانہ فترت یعنی اُنکے درمیانی زمانہ کے ہیں پس اُس زمانہ کی بعض اقوام نے پہلے ان بزرگوں کی تصویریں بنظر یادگار بناکر اپنے اپنے گھروں میں رکھیں اور پھر رفتہ رفتہ انکی تعظیم میں اسقدر مبالغہ کیا کہ اُن تصویروں کی پوجا کرنے لگے اور جب یہ مورتیں داخل خانہ کعبہ ہوگئیں تو قبیلہ کلب نے ود کی اور قبیلہ ہذیل نے سواع کی اور بنی مرہ نے یغوث کی اور بنی ہمدان نے یعوق کی اور بنی حمیر نے نسر کی پوجا شروع کی

ہر ایک مرد پر ہر ایک عورت بلاقید نکاح جماع کر سکتا ہے پس اُس زبردست پڑوسی سلطنت کے ایسے آزاد قوانین نے عرب کی بیحیائی کو چار چاند لگا دئے تھے اور بجہت افلاس و ناداری بعض قبائل عرب اس سہل اور آسان تر قانون کے گرویدہ ہو گئے تھے جنکا اثر رفتہ رفتہ حجاز بلکہ عرب کے ہر گوشہ میں پہنچ چکا تھا۔

مذہب زردشت کی فقہ بھی ایسی گندی تھی کہ جس میں پیشاب سے مُنہ دھونا جائز تھا۔ اور اب ہمارے زمانہ میں بھی آتش پرستوں کی زچائیں گائے کے پیشاب سے نہائے بغیر پاک نہیں سمجھی جاتی ہیں اور ایسے ہی عادات و رسوم و رواج بت پرستان ہند میں پائے جاتے ہیں۔

تلبیس مذکور کے صفحہ ۲۹ میں یہ بھی ہے کہ جب حائضہ غسل کرنا چاہتی تو ہر بد یعنی داروغہ آتش خانہ کو کچھ نقد نذر کرتی تھی اُس کے معاوضہ میں وہ داروغہ اُس حائضہ کے چاروں ہاتھ پاؤں زمین پر ٹکوا کر حائضہ کے اندام نہانی میں اُنگلی جلد جلد ڈالکر نکالتا تھا جس کے بعد وہ حائضہ پاک سمجھی جاتی تھی۔ اسی سلسلہ عبارت اور صفحہ ۱۰۳ میں لکھا ہے کہ نوشیرواں کی حقیقی ماں سے ایک دن مزدک نے اپنے ضابطہ کے مطابق جماع کرنا چاہا تھا لیکن نوشیرواں کے پاؤں پڑنے اور کیقباد کی سفارش سے اُسکی آبرو بچ گئی پس مذاہب باطلہ کے وہ رسوم و آئین اور زردشتیوں کی حکومت کے یہ بیحیا قوانین عرب جیسے پر شہوت ملک کے لئے سونے پر سہاگہ ہو گئے تھے اور اس ناپاک حکومت کے دورطویل نے عرب کی نسلوں میں بے شرمی بسا دی تھی چنانچہ اُنہی بیحیا رسوم کا یہ اثر تھا کہ بعض خلفاء راشدین کو بعض محرمات ابدی کی حرمت میں شک تھا اور قریب العہد بکفر ہونیکے سبب تا زیست قرآن میں تعارض بتاتے رہے چنانچہ درمنثور سیوطی جلد دوم سورۂ نساء صفحہ ۳۶۲ میں ہے کہ

کچھ لوگوں نے حضرت عثمان سے جمع بین الاختین کے جائز و ناجائز ہونے کا استفتا کیا یعنی اُن دو کنیزوں سے جو آپس میں حقیقی بہنیں ہوں اُنسے جماع ہو سکتا ہے یا نہیں تو حضرت عثمان نے فرمایا	ان رجل سئل عثمان بن عفان من الاختین فی ملک الیمین ھل یجمع بینھما فقال احلتھما آیۃ وحرمتھما آیۃ وما کنت لاصنع ذٰلک

ایک آیت سے حلت اور ایک سے حرمت معلوم ہوتی ہے اور ہم ایسا فعل نہیں کرتے۔

دوسرا واقعہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے حالانکہ صحابہ میں آپسے بڑھکر کوئی شخص حق پژوہ نہ تھا چنانچہ آپکی حق پژوہی اور تلاش و تجسّس حق کی یہ روایت مشہور ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے اشتیاق میں رندانہ اشعار گا رہی تھی آپنے اُس سے فرمایا کہ تیرا خاوند کہاں ہے اُس عورت نے کہا کہ وہ کئی ماہ سے جہاد پر گیا ہوا ہے آپنے فرمایا کہ تو اپنے تئیں سنبھالے رہ وہ جلد آجاتا ہے یہ کہکر حضرت فاروق جناب حفصہ کے پاس تشریف لے گئے

اور فرمایا کہ میں ایک ضروری بات پوچھتا ہوں جس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے وہ یہ کہ عورت کتنی مدت بعد مرد کے بغیر بے چین ہو جاتی ہے چنانچہ حفصہ نے شرما کر سر جھکا لیا حضرت فاروق نے فرمایا کہ اللہ تعالے حق کہنے سے نہیں شرماتا پس حضرت حفصہ نے انگلیوں سے اشارہ کیا

ثم دخل علی حفصة فقال انی اسئلک عن امر قد اهمنی فافرجيه عنی کم تشتاق المرأة ای زوجها فخفضت راسها واستحيت قال فان الله لا يستحيی من الحق فاشارت بيدها ثلثة اشهر والا فاربعة اشهر (تاريخ الخلفاء بيان عمر)

کہ تین ماہ یا حد چار ماہ انتہے حالانکہ یہ بات جوان رانڈ بیٹی سے پوچھنے کی نہ تھی اپنی ازواج سے پوچھتے یا اُم مہر دل زنا پیشہ سے جو آپ کو وضو کراتی تھی مگر حق پژوہی کے وفور نے امتیاز نہ کرنے دیا اور مضطربانہ جوان رانڈ بیٹی سے یہ شرمناک بات پوچھ لی لیکن ان حق پژوہ سے بھی رہ گئی کہ نہ پیغمبر خدا سے محرمات ابدی کے اقسام پوچھے اور نہ قرآن میں خود تدبر کر سکے نہ تحقیق

اور ایک شخص نے جو استفتا کیا کہ ہماری ایک جاریہ ہے اور اُسی کی ایک بیٹی اُن دونوں نے مجھے لبھا لیا ہے کیا ہم اُن دونوں سے مقاربت کریں یا نہ کریں تو حضرت فاروق نے فرمایا کہ ایک آیت سے حلت اور ایک سے حرمت

ابوبکر عن ابی نضرة جاء رجل الی عمر فقال ان لی وليدة وابنتها وانهما قد اعجبتانی فاطاء قال اية حلت واية حرمت اما انا فلم اکن اقرب هذا (ازالة الخفاء مقصد دوم صفحہ ۱۱۱)

ثابت ہوتی ہے لیکن ہم ایسے فعل کے قریب بھی نہیں جاتے انتہے پس جبکہ ایسے صاحبان علم و فضیل کو برسوں کی تعلیم اسلامی کے بعد بھی پیش پا افتادہ اسلامی کلیات میں شبہہ باقی رہے حتیٰ کہ وہ ایک کلام خدا میں تعارض اور تباین ثابت کرنے میں کوتاہی نہ کریں تو اور جاہل عرب کس شمار و

قطار میں آسکتے ہیں مگر ایسے خرابیاں اُسی قریب العہد بالکفر ہونے اور اثر یہودیت اور حکومت زردشت کے پڑوس کے سبب سے تھیں کہ حضرت فاروقؓ جیسے بیدار مغز اسلام کوش بھی قرآن میں تدبر نہ کرسکے ورنہ دونوں صاحب صاف فرمادیتے کہ جمع بین الاختین خواہ آزاد ہوں یا ملک یمین دونوں حرام ہیں اسی طرح بعد خلوت صحیحہ ربیبات حرام ہیں خواہ آزاد ہوں یا کنیز اور جو ملک یمین کا عذر پیش کیا جائے تو بقول ابن مسعود گھوڑا اونٹ خچر گدھا وغیرہ بھی ملک یمین ہوتے ہیں لیکن ان ملک یمین سے وطی حرام ہے۔ الغرض اُن بیجا رسوم اور کمینہ حکومتوں کے دور کے اثرات سے اکثر قبائل عرب کی عقلیں ایسی ماری گئی تھیں کہ قبول اسلام کے بعد بھی صدیوں میں درست ہوئیں جن سے آیۂ اُبائہم فہم غافلون کی صداقت ثابت ہے۔

فصل دوم در فضائل صحابہ و عفو جرائم آل

جس پرفتن زمانہ میں حرکات باطلہ اخلاق ذمیمہ مباح و حلال سمجھے جاتے تھے اور جس پرآشوب زمانہ میں شب و روز کی خانہ جنگیوں اور فسادوں سے عاجز ہوکر حلیف بنانے اور عقد مواخات کرنے کا طریقہ بپابندی میراث و ترکہ جاری تھا جسکی گواہ آیۂ والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبہم الخ ہے اور جس ہنگام میں بعض قبائل عرب نے بنظر حصول حسن و یا ور یہاں تک بیحیائی اختیار کرلی تھی کہ بہادر اور شجیع اولاد ہونے کے لالچ سے اپنی ازواج کو استبضاع یعنی نیوگ کی اجازت دیتے تھے اور بعض شہرفاء عرب اپنے اپنے دروازوں پر باندیوں کو بنا سنوار کر زنا کرانے میں حیا نہ کرتے تھے اور محصنات کو باجازت قوم و ملت نکاح خمسہ و جماعت و جاہلیت و بدل و متعہ حلال تھا اُس جاہل اور ناپاک زمانہ میں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے اور بسرعت تمام اُنہی بیحیا حجازیوں کے افعال قبیح اور کردار قبیح کی آپنے اصلاح فرمائی اور چند سال کے بعد اُنہی ناپاک رسم و رواج کے شیدا حجازیوں کے بعض افراد نصائح پیغمبر اور صحبت رسالت سے ایسے لائق ہوگئے کہ جن کی اعلیٰ لیاقت تمدنی اُنہی کی حیات میں مشہور عالم ہوگئی اور پھر رفتہ رفتہ وہی حرامکار محرمات ابدی کے شہسوار افضل عن الملک ہوگئے جن کے فضائل و مناقب بکثرت کتب اسلامی میں درج اور مشہور عالم ہیں مثلاً معراج شریف میں حضرت بلال کے چپل کی آواز کو پیغمبر خدا کا آسمان ہشتم پر

سُننا یا حضرت دحیۂ کلبی کی صورت میں حضرت جبرئیل کا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونا یا
بعض مہاجر و انصار کا شہداء فی سبیل اللہ سے بیداری میں ملاقات کرنا اور اُن شہداء کا اپنے
مرئی ہونے پر تعجب کرنا یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف و خشیہ خدا سے ہمسایہ
والوں کا کباب کی بو سونگھنا اور جناب ممدوح کی وفات کے بعد اُس بو کا نہ پایا جانا یا حضرت
صدیق کی خاطر تمام تر تشنگان مغرب اور بیت کا آگ پوش ہو جانا یا حضرت زید بن حارثہ کے
سینہ سے بعد موت کلمہ شہادت و ذکر الٰہی و شکر کی آواز کا پیدا ہو جانا یا اسود عنسی مرتد کا
حضرت ابو مسلم کو بھڑکتی آگ میں ڈالنا اور اُن کا اُس آگ سے صحیح و سالم نکل آنا یا حضرت سعد
بن ابی وقاص کا باستعانت عدل فاروقی دریائے دجلہ سے مع لشکر سلامت پار ہو جانا
اور کسی کا موزہ تک تر نہ ہونا یا نضلہ بن معاویہ انصاری رضی اللہ عنہ کی اذان پر کوہ حلوان
سے حضرت زریب بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہو کر حضرت فاروق کو سلام کہلا بھیجنا
اور پھر بدستور غائب ہو جانا یا بامتداد رقعہ فاروقی عمرو عاص کا دریائے نیل کی چڑھائی کو
روک دینا یا معاویہ بن ابی سفیان کے واسطے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عرش سے قلم لانا
اس لئے کہ وہ اُس سے آیۃ الکرسی لکھیں یا حضرت فاروق کی ندائے یا ساریہ الی الجبل کا کئی
کئی منزل پر سے ساریہ کا سُن لینا اور پہاڑ کی طرف ہٹ کر دشمنوں سے محفوظ رہکر فتح پانا یا بروقت
زلزلہ حضرت فاروق کا کوڑے مار کر زمین کو ساکن کر دینا یا حضرت فاروق کا شعلہائے جبل کہف
کو ابو موسےٰ اشعری یا تمیم داری کے ہاتھوں کپڑے کی چادر سے گھروا کر اُسے جبل میں داخل
کرا دینا اور پھر کبھی اُن شعلوں کا ظاہر نہ ہونا یا ایک عجمی شخص کا حضرت فاروق کو تنہا ویرانہ میں
پاکر قتل کا ارادہ کرنا اور فوراً دونوں جانب سے دو شیروں کا پیدا ہو جانا اور اُس عجمی کا قتل فاروق
سے باز رہکر کلمۂ شہادت پڑھ لینا وغیرہ وغیرہ الغرض ایسے بلکہ اس سے بڑھ بڑھکر اور صدہا
فضائل و مناقب اُن بزرگوں کے ہیں جو ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ دہلوی مسند الفردوس دیلمی
تفسیر واقدی ریاض النضرہ محب طبری غزوات شام و عرب و عجم واقدی وغیرہ میں درج ہیں
جو کئی ضخیم جلدوں میں نہیں سما سکتے پھر اُنہی مہاجر و انصار کے بعض تلمیذان با وقار یعنی
تابعین و تبع تابعین میں بھی انہی کی تقلید و اتباع کے تصدق سے ایسے ایسے عارف باللہ پیدا

ہوئے کہ جن کو مخالف و موافق دونوں نے اہل اللہ اور روشن ضمیر مان لیا اور اُنہی مہاجرو انصار
کی برکات کا سلسلہ موسوم بہ نسبت الٰہی بعض اہل دل میں جاری ہوا اور ایسے استحکام اور نفوذ
سے جاری ہوا کہ جو معجزات انبیاء ماسبق کے مانے جاتے تھے وہ باسم کرامات اُنکے غلاموں سے
صادر ہونے لگے اور بکثرت خدا کے بندوں نے چشم ظاہر سے اپنی حیات میں دیدار خدا دیکھ لیا
اور دکھا دیا اور اُنہی کے طفیل سے آج تک بھی اُنکے مقلدین میں وہ وہ اثرات و کرامات پائے جاتے
ہیں جو گروہ شیعہ کے سلف و خلف کے کسی فرد میں نہیں اگر خدا تعالےٰ توفیق عنایت فرمائے تو
اُنہی مہاجرو انصار کے نور یقین کا جلوہ آج بھی نظر آسکتا ہے بشرطیکہ طلب صادق ہو۔

اہل حجاز یا عرب کے بعض افراد کے انساب یا اور حالات جو ہم نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں کیونکہ
بعض خرابیوں کی شہادت کتب معتبرہ و صحاح و قرآن مجید سے پیش ہوئی ہے لیکن ایماناً و انصافاً
ہم کہتے ہیں کہ جملہ قبائل حجاز و عرب کے انساب و اخلاق مجہول و معیوب نہ تھے بلکہ بعض افراد
ایسے صحیح النسب اور عصمت مآب و حیا پرور تھے جنکے اصلاب طاہرہ و ارحام زکیہ کا دعوےٰ اُنکے
ہر دوست و دشمن کو تھا اور وہ ایسے شریف و باحیا تھے کہ فطرتی ناجائز جماع اور اخلاقی نامعقول
نکاح سے محفوظ و مجتنب تھے اور وہ ہر طرح کے غصب حق اللہ و حق عباد کو بھی بعید ممنوع اور حرام
مطلق جانتے تھے جیسے اکثر بنی ہاشم اور بعض بنی تیم و عدی وغیرہ اور بعض حجازی ضرورت سے اس قدر
زیادہ غیرت دار تھے کہ داماد بنانے کی غیرت سے بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے چنانچہ خلاصۃ
التفاسیر جلد ۴ تفسیر سورۂ تکویر مولفۂ مولوی فتح اللہ تائب تلمیذ مولوی عبدالحی لکھنوی میں لکھا
ہے کہ حضرت قیس بن عاصم نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میں نے اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا
ہے پس ایسے نافہم غیوروں کی اصلاح و تنبیہ کے لئے یہ وعید شدید نازل ہوئی کہ قیامت میں
زندہ درگور سے پوچھا جائیگا کہ تم کس گناہ پر گاڑی گئیں انتہیٰ واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت

ایسا ہی بعض نفوس کو مقاربات ممنوعہ سے اجتناب تھا جنکو خدا تعالےٰ نے سورۂ معارج
میں مستثنیٰ فرمایا کہ جو لوگ اپنی فروج کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی ازواج اور لونڈیوں کے
والذینہم لفروجہم حافظون الا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین۔
وہ نہیں ملامت کئے گئے انتہیٰ اس سند سے معلوم ہوا کہ قبل اسلام بھی بعض حجازی ایسے پرہیزگار

تھے اسی طرح جب عفت کی گرم بازاری ہوئی تو بعض مقدس صحابہ نے عکاظ اور مجنہ و ذو المجاز بازاروں میں جاکر تجارت کرنی موقوف کر دی جن بازاروں کا فحش ہم فصل پنجم میں لکھ چکے پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ موسم حج میں تم کو خدا کا فضل ڈھونڈنا گناہ نہیں انتہیٰ

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم فی مواسم الحج[1] (بخاری کتاب البیوع باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ)

اسی طرح بعض نیکبخت عورتیں مشغول بہ عبادات ہوگئیں چنانچہ بخاری کتاب التہجد باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ میں اُمّ المؤمنین زینب اور خولہ بنت تویت کے زہد کی یہ حالت تھی کہ رات رات بھر نماز میں گزارتی تھیں اور دو ستونوں کے بیچ میں رسّی تان رکھی تھی جب کھڑے کھڑے تھک جاتی تھیں تو اُس الگنی سے سہارا لیتی تھیں انتہیٰ اور جب اسلامی برکتوں کے سبب خوب کایا پلٹ ہوگئی تو بکثرت بن بیاہے مرد اور عورتیں بغیر الزام زنا بسر کرنے لگے چنانچہ تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۸۳ میں ابو بکر رازی کا قول ہے کہ آنحضرت اور صحابہ اور تابعین وغیرہ کے زمانوں میں بہت سے بن بیاہے مرد اور عورتیں تھیں مگر کسی نے اُن کے عقد نہ کرنے پر اُن کو ملامت نہیں کیا انتہیٰ

فلما وجدنا عصر النبی سائر الاعصار بعدہ قد کان فی الناس ایامی الرجل والنساء فلم ینکروا علی من ترو یجہم۔

اسکی وجہ یہ تھی کہ تاثیر نصیحت پیغمبر خدا سے اکثر عورتیں عصمت مآب ہوگئی تھیں چنانچہ حضرت اثیلہ کا واقعہ اس دعوے کا موید ہے۔

اسد الغابہ ترجمۂ عامر ابن مرقش ہذلی مترجمہ مولوی عبد الشکور لکھنوی جلد پنجم صفحہ ۲۲ میں ہے کہ ایک دن حمل بن مالک بن النابغہ ہذلی رضی اللہ عنہ اثیلہ بنت ظالم ملقب بہ راشد انصاری کے پاس سے ہوتے ہوئے گزرے اُس وقت وہ اپنے چہرہ سے برقع اُٹھائے ہوئے اپنی بکریاں چرا رہی تھیں پس حمل ابن مالک رضی اللہ عنہ نے اُنکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر شتر سے اُتر اُس کو باندھ دیا اور پھر حضرت اثیلہ کے پاس پہنچے اور بہ نیّت جماع دست درازی شروع کی حضرت اثیلہ نے فرمایا کہ اے حمل بات سُنلو وہ یہ کہ تم شریف خاندان سے ہو اور میں بھی پس تم میرے باپ کو پیغام نکاح دو وہ ضرور قبول کر لینگے مگر حضرت حمل رضی اللہ عنہ کو تاب ضبط

---

[1] یہ الفاظ فی موسم الحج موجودہ قرآن میں نہیں ہیں۔

کہاں تھی جو نقد کو چھوڑ نسیہ کو اختیار کرتے پس اُنہوں نے جھٹ کر حضرت اثیلہ پر چڑھنا چاہا
پس اثیلہ نے حضرت حمل رضی اللہ عنہ کو دے مارا اور سینہ مبارک پر چڑھ بیٹھیں اور اُنسے
عہد لیا کہ پھر ایسی نیت نہ کرنا اس اقرار لینے کے بعد چھوڑ دیا مگر حضرت حمل رضی اللہ عنہ
کا نفس بے قابو ہو چکا تھا پس چھوٹتے ہی پھر جا چمٹے پھر حضرت اثیلہ نے چھاتی پر چڑھ کر توبہ
کرائی اور یہ پھر پیچھے سے چھوٹ کر چمٹ پڑے پس تیسری بار حضرت اثیلہ نے حضرت حمل رضی اللہ
عنہ کو پٹک کر اُنکا سر پتھر سے کچل دیا اور اپنی بکریاں لیکر اپنے گھر واپس گئیں اسکے بعد حضرت
حمل کے قبیلہ کے کچھ سوار اُس طرف سے گذرے پس حمل کو اُنہوں نے قریب المرگ پایا اور اُنسے
پوچھا کہ ایسی سخت بدسلوکی تمہارے ساتھ کسنے کی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ میری اونٹنی ٹھوکر
کھائی اور میں کچلا گیا۔ اسپر اُن سواروں نے کہا کہ اونٹنی تو تمہاری بندھی کھڑی ہے حضرت
حمل نے کہا میں سچ کہتا ہوں لیکن اب تم مجھے گھر لے چلو الغرض وہ سوار حضرت حمل کو گھر لے گئے
اور جب وہ بالکل ہی مرنے لگے تو گھر والوں نے پوچھا کہ تمہارے خون کا بدلا کس سے لیں تو حمل نے
کہا کہ اثیلہ بنت ظالم سے پس انکے مرتے ہی لوگ ظالم (راشد) کے پاس قصاص کے لیے پہنچے
اور حضرت راشد ان سب کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
میں نے حمل بن مالک کو قتل نہیں کیا۔ ورثاء مقتول نے کہا کہ تم نے نہیں تمہاری بیٹی اثیلہ نے
قتل کیا ہے پس حضرت اثیلہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور اُن سے کہا گیا کہ ہذیل کے لوگ
کہتے ہیں کہ حمل کا خون تمہارے ذمہ ہے حضرت اثیلہ نے کہا کہ بھلا عورت مرد کو بھی قتل کر سکتی
ہے اور اُسکے بعد اثیلہ نے حمل کے بیجا تین حملوں اور توبہ کرانے کے واقعات بیان کئے اسپر
آنحضرت نے نہایت بشاش ہوکر حضرت اثیلہ کو دعائے خیر و برکت دی اور حمل بن مالک کا
خون معاف کرا دیا انتہے ملخصاً

تاثیر صحبت و نصیحت پیغمبر سے عفت و عصمت بعض عورتوں کی گویا گھٹی میں پڑ گئی
تھی اور شوق عبادت اسقدر بڑھ گیا تھا کہ عورتیں عقد ثانی کو جنجال اور معیوب جاننے لگی تھیں۔
چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو شاہ حبشہ نے آنحضرت سے نکاح کرنے پر بمشکل راضی کیا تھا
اسی طرح جناب علی کرم اللہ وجہہ کی ہمشیرہ ام ہانی باوجود درخواست پیغمبر عقد ثانی پر راضی نہیں

ہوئیں اسی طرح نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ نصرانیہ زوجہ عثمان غنی نے حاکم شام امیر معاویہ سے رانڈ ہوجانے کے بعد باوجود التجا نکاح نہیں کیا اور ایسی صفات کی اور بکثرت اللہ کی بندیاں پیدا ہوگئی تھیں اور بکثرت مرد باحیا پیدا ہوگئے تھے کہ جن سے شرم وحیا کے سبق ایک جہان نے سیکھے اور انہی لوگوں نے دنیا میں ایسی عفت و پارسائی بسادی کہ اگر آج کسی سنی یا شیعہ کو ولد المتعہ کہو تو مارڈالنے کو تیار ہوجاتا ہے حالانکہ شیعہ کے ہاں متعہ حلال ہے۔

غالباً ایسی ہی قابلیت کی استعداد پر غور فرما کر آنحضرت نے فضیلت عرب میں حضرت سلمان فارسی سے فرمایا ہوگا کہ سلمان جسنے عرب سے بغض | من يبغض العرب يبغضني (ترمذی) کیا اسنے مجھ سے بغض کیا اور اسی ترمذی جلد دوم کتاب المناقب میں حضرت عثمان غنی سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جو شخص عرب کو دھوکا دیگا وہ | من غش العرب لم يدخل في شفاعتي ولم تناله مودتي میری شفاعت میں داخل نہوگا اور اس کو میری دوستی نہیں حاصل ہوسکتی انتہے اور اسی جلد و باب میں ہے | من اقتراب الساعة هلاك العرب کہ آنحضرت نے فرمایا عرب کی ہلاکت قیامت سے ہے یعنی قیامت کی نشانیوں سے ہے الغرض عرب اور بالخصوص بعض افراد حجازی کے بکثرت فضائل و مناقب ہیں جو پیغمبر خدا نے ارشاد فرمائے ہیں جن پر قیاس ہوتا ہے کہ انکی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف ہوگئی ہوں تو کوئی تعجب نہیں۔

فیصلہ در باب عفو مقاربات جاہلیہ

جن اہل ملک کی صدیاں اقسام اقسام کے رذائل میں گزری ہوں اور مذاہب باطلہ کے قوانین اور جہالت کے گندے آئین کے اثرات انکی رگ وپے میں سرایت کر گئے ہوں اور وہ اہل باطل چالیس چالیس اور پچاس پچاس سال یہودی اور بت پرست و ستارہ پرست رہکر مسلمان ہوئے ہوں تو ان کے لئے یہ کلیہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ انکے جملہ افعال اور انکے انساب بھی اسلامی قوانین اور شرفاء کے آئین کے مطابق ہوں اور وہ آباً عن جدٍ پارسا اور ولد الحلال بھی ہوں پس ان جدید الاسلام حضرات کی نسبت انکی قبول اسلام کی شروط کے علاوہ اور اسلامی صفات سے متصف ہونے کے تقیدات بڑھانے انصاف کا خون کرنا

ہیں لہٰذا ہمارے نزدیک اُن حضرات کے لئے یہ فیصلہ ہونا چاہیئے۔

(ا)۔ وہ وطی وجماع جو اخلاقاً مذہباً قبل اسلام بھی معیوب تھے اور بعد اسلام اُن کا وقوعہ بعض صحابہ کے ثبوت میں پایا جاتا ہے تو وہ صحابی قابل تقبیح نہیں اور نہ ایسے افعال کی اولاد ناقابل اتباع کیونکہ جس کا وبال اُسی کے ذمہ ہے ایسا گناہ میراث نہیں ہو سکتا اور ہمارا یہ فیصلہ آیہ لا تزر وازرة وزر اخرى کے مطابق ہے یعنی بوجھ اُٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتی اور اس فیصلہ کی تائید آیہ سورۂ ہود وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا سے ہوتی ہے یعنی خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ جب تک ہم رسول نہیں بھیج لیتے اُس وقت تک عذاب نہیں کرتے لہٰذا یہ اسانید بعض حضرات کی براءت کے لئے کافی ہیں۔

ب وہ جماع ممنوع کہ جن کے رسماً و رواجاً بعض صحابہ عادی تھے اور حکم امتناعی کے قبل سے بعض محرمات ابدی بعض کے نکاح میں موجود تھیں اور پھر ہدایت رسالت کے بعد وہ حضرات مجتنب ہوگئے تو وہ حضرات بھی قابل تشنیع نہیں کیونکہ اُن کا پہلا پروانہ معافی آیہ سورۂ نسا الا ما قد سلف[۱] ان الله كان غفورا رحيما کافی ہے۔

دوسری سند معافی یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اُن سے وعدہ فرمایا کہ اگر تم گناہ کبیرہ سے بچو گے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے تو ہم تمہاری بُرائیاں دور کرکے داخل جنت کر دینگے انتہیٰ محصلاً | ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلا كريما

اب رہیں وہ احادیث مندرجۂ دیباچہ کہ ولد الزنا اور اُسکا بیٹا پوتا داخل جنت نہوگا وغیرہ جن سے ولد الزنا پر کفر کا اطلاق ہو سکتا ہے تو ایسی جملہ احادیث جدید الاسلام لوگوں کے حق میں صادق نہیں آسکتیں دوم یہ حدیث مقبولۂ فریقین ہے کہ جو حدیث قرآن کے مطابق ہو اُسے اختیار کرو اور جو | فما وافق كتاب الله فخذوه وما خالف كتاب الله فردوه مخالف کتاب اللہ ہو اُسے رد کردو پس تقبیح ولد الزنا کی جملہ احادیث آیات مرقومۂ بالا سے بحق جدید الاسلام مردود ہوگئیں اور قرین عقل بھی ہے کہ کلام پیغمبر حکم خدا کے خلاف نہیں ہو سکتا اور احادیث مذکورہ کی ضعیف و منکر ہونیکی پوری بحث باب آئندہ میں لکھی جاتی ہے بحول اللہ و قوتہ۔

---

[۱] اس آیہ کا ترجمہ دیباچہ کے حاشیہ میں دیکھو ۱۲

باب سوم در تنقید ولد الزّنا

دیباچہ حصۂ ہذا میں جو احادیث طبرانی اور وفیات وکشاف سے ہم لکھ چکے اُن پر اور اُن جنبی اور احادیث پر بعض علماء نے اجتہادات کر کے ولد الزّنا کی بُرائی پر اضافہ کر دیا ہے اور وہی اجتہادات حضرات شیعہ کے سرمایۂ ناز ہیں۔ اس جہت سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اُن اجتہادات علماء کو لکھ کر اصل جواب کی طرف توجہ کریں اور پھر ایسے احسن طور سے رخنہ بندی کیجائے کہ آیندہ کسی شیعہ کو بزم فیروزیکے منعقد کرنے کی جُرات نہو اور اُس کے بعد باسانید کثیرہ بعض ولد الزّنا کی اتصافاً وہ بھی فضیلت بیان کیجیے جو عقل ونقل کے مطابق ہو پس ان جملہ مطالب کو ہم تین فصول میں لکھتے ہیں۔

فصل اوّل در تقبیح ولد الزّنا منجانب شیعہ

علقمی نے کوکب منیر شرح جامع الصغیر سیوطی میں جہاں حدیث ولد الزنا شر الثلاثہ کی شرح کی ہے اُس مقام پر اپنے شیخ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ خطابی نے کہا کہ حدیث ولد الزنا کی تاویل میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ حدیث اُس شخص خاص کے بارے میں ہے جو شری مشہور تھا اور بعض نے کہا کہ ولد الزنا اپنے ابوین سے بدتر ہے اس وجہ کہ اُنپر تو کبھی حد پڑجاتی ہے تو وہ سزا اُنکے گناہ کا کفارہ ہوجاتی ہے اور یہ خبر خدا کو ہے میں نہیں جانتا کہ اُسکے ساتھ کیا کیا جائیگا (یہانتک کہا) بیشک عبد اللہ ابن عمرو بن العاص نے خدائے تعالٰے کے قول ولقد ذرأنا لجھنم کثیرا من الجن والانس کے باب میں روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ ولد الزنا ذرء جہنم یعنی جہنم کا ایندھن ہے انتہٰے محصلاً

قال شیخنا قال الخطابی [illegible] الناس فی تاویل ھذا الکلام فذھب بعضھم الی ان ذلك انما جاء فی رجل بعینه کان موسوما بالشر وقال وقال بعضھم انما صار ولد الزنا شر من والدیه لان الحد قد یقام علیھما فتکون العقوبة تمحیصا وھذا علم اللہ لا ندری ما یصنع به وما یفعل فی ذنوبه (الی ان قال) وقد روی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص فی قوله تعالی ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس قال ولد الزنا ذراء جھنم۔

ریحانۃ الالباء فی ذکر ولد الزنا میں خفاجی مصری نے کہا ہے کہ بحکم خدا سے ولد الزنا کی طینت اور اسکا نطفہ خبیث کیا گیا ہے اور اسکی شقاوت ازلی ہے بخلاف ولد الرشید کے اور ولد الزنا کا اخبار غیب سے ناری ہونا عقلاً بعید نہیں انتہی۔

وقد یقال ان خبث طینتہ ونطفتہ وفسادہ بذنب یعلمہ اللہ و یکتب شقاوتہ فی الازل بخلاف ولد الرشید لا بعد فی ہذا وکونہ ن الاخبار من المغیبات۔

مرقاۃ الصعود سیوطی میں ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ولد الزنا اصلاً و نسباً و عنصراً و مولداً شر الثلاث ہے کیونکہ ایسا مولود زانی و زانیہ کے خبیث پانی سے پیدا ہوتا ہے انتہی محصلاً

وقد قال بعض اہل العلم انہ شر الثلاث اصلاً و نسباً و عنصراً و مولداً و ذلک انہ یعنی ولد الزناء خلق من ماء الزانی والزانیۃ خبیث

در منثور سیوطی اور اللآلی المصنوعۃ جلد دوم مطبوعہ ادبیہ مصر صفحہ ۱۰۵ کتاب الاحکام والحدود میں ہے۔ عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور نسائی و بیہقی نے ابن عمر سے روایت کی ہے انہوں نے کہا حضرت نے فرمایا مادر و پدر کا عاق کیا ہوا اور طعنہ دینے والا اور دائم الخمر اور قرابت قطع کرنے والا اور محرمات سے زنا کرنیوالا جنت میں داخل نہوگا انتہی محصلاً

واخرج عبد الرزاق وابن ابی شیبۃ والنسائی والبیہقی عن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم قال لا یدخل الجنۃ عاق والدیہ ومنان ولا ولد الزناء ولا مدمن خمر ولا قاطع رحم و لا من اتی ذات محرم۔

اسی جلد۲ کی کتاب الاحکام والحدود کے صفحہ ۱۰۵ میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ولد الزنا قیامت کے دن بندر اور سور کی صورت میں اٹھایا جائیگا۔

عن عبد اللہ ابن عمر ان رسول اللہ صلعم قال اولاد الزناء یحشرون یوم القیمۃ فی صورۃ القردۃ والخنازیر

تفسیر کبیر سورۃ نون والقلم تحت آیۃ کل حلاف مہین ہماز مشاء الخ میں ہے تیسرا مسئلہ خدائے تعالے کے قول عتل یعنی جفاکار شدید الخصومۃ بسیار خوار ولد الزنا کے معانی میں ہے اور وہ ظالم سخت طبیعت

المسئلۃ الثانیۃ قولہ عتل بعد ذلک و معناہ انہ بعد ما عد لہ من المعائب والنقایض فہو عتل زنیم وہذا یدل علی ان ہذین الوصفین

کا ہوتا ہے یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دونوں صفتیں عقل اور نیم یعنی اُسکے عیب کی ہیں کیونکہ جب وہ ظالم اور ولد الزنا ہے تو اُسکا دل سخت ہوا اور اُس سے ہر معصیت پر جرأت کی اور چونکہ اکثر ہوتا ہے کہ جب نطفہ خبیث ہوتا ہے تو اُسکا مولود بھی خبیث ہوتا ہے اسی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا کہ ولد الزنا اور اُسکا بیٹا پوتا داخل جنت نہوگا انتہیٰ۔

وهو كذلك لانه لا يتمالك نفسه لا يزداد اذا كان حاويا على خبث الطبع فما فيه احتراز على كل معصية ولان الغالب ان النطفة اذا خبثت خبث الولد ولهذا قال عليه السلام لا يدخل الجنة ولد الزنا ولا ولده ولا ولد ولده

ایساہی زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے اور موطا امام مالک باب العمل فی صلوٰة الجماعة صفحہ ۴۵ میں یحییٰ ابن سعید سے روایت ہے کہ حوالیٔ مدینہ کے موضع عقیق میں ایک شخص امام مسجد تھا پس عمر ابن عبد العزیز نے امام جماعت بننے سے اُسکو ممانعت کہلا بھیجی انتہیٰ اس حدیث کی شرح میں نواب وقار نواز جنگ وحید الزمان مترجم صحاح ستہ نے لکھا ہے کہ اُس شخص کو امام صلوٰة بننے سے اس لئے منع کیا گیا کہ وہ مجہول النسب تھا انتہیٰ یہ جملہ اسناد اقتضی اور باقی اور کتب شیعہ میں ہے۔

عن يحيى بن سعيد ان رجلا كان يؤم الناس بالعقيق فارسل اليه عمر بن عبد العزيز فنهاه

تنبیہ ان واہی تباہی اسانید مہملہ کے بھروسہ پر حضرات شیعہ نے بتوثیق احادیث مندرجۂ دیباچہ غریب ولد الزنا کی دل کھولکر تفضیح و تقبیح کی ہے اور انہی بے سروپا عبارات بر بے جرم سادہ مزاج حجازیوں کو ناری و مغضوب خدا قرار دیکر بعض مجہول الانساب کی تقلید و اتباع سے ہم کو روکنا چاہا ہے جو محض ناانصافی ہے لہذا اب ہم ان اسانید کا رد کرتے ہیں۔

فصل دوم در تنزیہ ولد الزنا

اجتہادات مزبور کی بنیادیں تو وہی احادیث ہیں جو دیباچہ میں درج ہو چکیں لیکن ان احادیث کی توثیق میں مجتہدین نے جو کچھ دماغ سوزیاں کی ہیں تو اُن کی وہ نیت نہ تھی جو حضرات شیعہ کی ہے جس کی کسی قدر وضاحت عنوان حصۂ ہذا میں لکھ چکے چونکہ تمام اہلسنت شیدائے اسلام ہیں اور اسلام کی تقویت اور اُسکا کمال بعد رحلت سرورِ کائنات اُنہی لوگوں کے

ہاتھوں ہوا کہ جن کے فضائل کے منکر اور رذائل کے اقراری حضرات شیعہ ہیں لہذا اہلسنت وجماعت
کا اُنکی تقلید و اتباع سے ہاتھ اُٹھانا محال ہے اور حق بجانب بھی ہے کہ جب ولد الزنا پر باب
اسلام بند نہیں تو اُس کے نسب پر طعن کیا معنی ۔

اگرچہ بموجب حدیث متواتر انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی ما ان
تمسكتم بهما لن تضلوا بعدی عترت ہی سے دین لینا چاہیئے تھا مگر بقول حضرت شاہ ولی اللہ
دہلوی مندرجہ ازالۃ الخفا اہلسنت وجماعت کو عترت سے دین نہیں پہنچا بلکہ انہی اصحاب
سے پہنچا کہ جن میں سے بعض کے نسبی معائب اور اخلاقی رذائل حضرات شیعہ پیش کرتے ہیں
پس ہمارے نزدیک ایسے محسنان اسلام سے کنارہ کشی اخلاق و انصاف کے خلاف ہے دوم
صحابہ کے زمانۂ اسلام وجہل میں اتصال ہے بائیوجہ اُنکی تمام لغزشیں اور خطائیں ہمارے تمام
علماء کے نزدیک قابل گرفت نہیں ان میں خواہ غصب حق اللہ ہو یا حق عباد پس ایسی ہی بنیادوں
پر علما اہلسنت نے نہایت بیدار مغزی اور انجام بینی سے تقبیح ولد الزنا کی احادیث کو عمداً
موضوع و مہمل مانا ہے بلکہ برخلاف اسانید مزبورہ ولد الزنا کی پوری حمایت کی ہے تاکہ بعض
بزرگان دین مجہول و معیوب الانساب کی توہین نہونے پائے بلکہ آیندہ کی ایسی نسلیں بھی عیوب
مذکورہ سے مطعون نہ ہونے پائیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

موضوعات کبیر ملا علی قاری میں ہے ولد الزناء لا یدخل الجنۃ لا اصل لہ وزعم
کرده ابن طاہر و ابن جوزی کہ حدیث موضوعست ولد الزناء لا یدخل الجنۃ انتہٰی ۵

اینقدر ہا کہ دیدہ جزو نیست ٭ کار کلی ہنوز در قدرست

مستدرک میں حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ آنحضرت نے
فرمایا ولد الزنا پر اُسکے ابوین کا کوئی گناہ نہیں
کیونکہ خدائیتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بوجھ اُٹھانیوالی
دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتی اس حدیث کے
اسناد صحیح ہیں انتہٰی ۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلعم لیس
علی ولد الزناء من وزر ابویہ شئ لا تزر وازرۃ
وزر اخری ھذا حدیث صحیح الاسناد

الاصول میں ابوبکر سرخسی المخاطب شمس الائمہ نے لکھا ہے جب عائشہ نے ابوہریرہ کی

یہ روایت سنی کہ وہ کہتے ہیں ولد الزنا شر الثلاثہ ہے تو اُنہوں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ خدا تعالٰے نے فرمایا ہے کہ بوجھ اُٹھانے والی دوسری کا بوجھ نہیں اُٹھاتی انتہےٰ۔

ولما سمعت ام المؤمنین عائشۃ ان اباھریرۃ یروی ان ولد الزناء شر الثلاثۃ قالت کیف صح ھذا وقد قال اللہ تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخری

کنز العمال میں میمون بن مہران سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے حاضر ہو کر ولد الزنا کے جنازہ پر نماز پڑھی لوگوں نے کہا کہ ابو ہریرہ تو ولد الزنا کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھتے بلکہ کہتے ہیں کہ وہ شر الثلاثہ ہے ابن عمر نے فرمایا کہ وہ خیر الثلاثہ ہے انتہےٰ۔

عن میمون بن مھران انہ شھد ابن عمر صلی علی ولد الزناء فقیل لہ ان اباھریرۃ لم یصل علیہ وقال ابو ھریرۃ شر الثلاثۃ فقال ھو خیر الثلاثۃ۔

چونکہ بعض خاندان عرب شر الثلاثہ اور خیر الثلاثہ کے معارضہ سے تباہ و برباد ہو جایا کرتے تھے اس سبب سے یہ مسئلہ بڑا معرکۃ الآراء ہے اسلئے ہم ابو ہریرہ کی حالت دکھاتے اور شر الثلاثہ کے عقیدہ کا رد کرتے ہیں۔

تبصرہ در تنقیص ابو ہریرہ و ترجیح عائشہ و ابن عمر رض

ابو ہریرہ کا ولد الزنا کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا یا اُسکو شر الثلاثہ کہنا جاہلوں کے نزدیک تو ولد الزنا کے کفر کی دلیل ہوگا لیکن محققین کے نزدیک حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ سے بہت زیادہ فقیہ و معتبر محدث ہیں اور ابو ہریرہ بہت سے علماء کے نزدیک جاہل و نامعتبر۔ بد دیانت۔ لالچی۔ کاذب۔ پس بحکم لا یستوی الاعمے والبصیر ابو ہریرہ کی رائے ولد الزنا کے باب میں بمقابلہ حضرات موصوف لغو ہے۔

اوّل تو یہ نہایت ادنےٰ درجہ کے آدمی تھے چنانچہ تذکرۃ الحفاظ احمد بن محمد ذہبی فصل الطبقۃ الاولےٰ فی مشاہیر الصحابۃ ترجمۂ ابو ہریرہ میں ہے کہ ابو ہریرہ اصحاب صفہ سے تھے اور فاقوں کا ذائقہ چکھے ہوئے پھر آنحضرت کے انتقال کے بعد انکی حالت بہتر ہو گئی اور انہوں نے بہت سا مال جمع کیا اور یہ بہت عابد و ذاکر تھے

وکان من اصحاب الصفۃ فقیرا ذاق جوعا وفاقۃ ثم بعد النبی صلعم صلح حالہ وکثر مالہ وکان کثیر التعبد والذکر وولی امرۃ المدینۃ

(زمانۂ معاویہ میں) ایک دفعہ حاکم مدینہ رہے اور ایک بار نائب ہوئے اور اسی طرح زمانۂ مروان

ونائب ایضاً عن مروان فی امرتہٖ وکان یمر فی السوق ویحمل لحزمۃ۔

میں حاکم بنے اور جب بازار میں نکلتے تو خرموں کا گٹھا اٹھائے ہوئے انتہی محصّلاً اس سے معلوم ہوا کہ نہایت سبک مزاج واخف الحرکات تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ذلیل کنیت کو اختیار کیا لفظاً کیونکہ ہریرہ بلّی کو کہتے ہیں اور بلّی بڑا حریص جانور ہے اور یہ بلّی کے باپ تھے دوم یہ صاحب بندۂ شکم (پیٹ کے کتّے) مشہور تھے چنانچہ فواتح میبذی اور تاریخ حبیب السیر اور سیرۃ حلبیہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی میں ہے کہ جب جناب علی اور معاویہ میں

جنگ صفین قائم ہوئی تو ابوہریرہ جناب علی کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور معاویہ کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور بوقت جنگ ایک ٹیلے پر چڑھ کر سیر دیکھتے تھے انتہیٰ محصّلاً

ولما وقع القتال بین علی ومعاویۃ کان ابوھریرۃ یصلّی خلف علی کرم اللّٰہ وجہہٗ ویحضر طعام معاویۃ وعند القتال یصعد علی تل۔

ان عادتوں پر قیاس ہوتا ہے کہ کسی مالدار ولدالزّنا نے کچھ تواضع نہ کی ہوگی جو جناب موصوف نے ولدالزّنا کو شرّ الثلاثۃ کہنا اختیار کیا تھا ورنہ یہ عبد شکم اُسکی فضیلت میں بھی کوئی حدیث گھڑ دیتے سوم ابوہریرہ بد دیانت اور احسان فراموش لالچی کمینہ قوم تھے چنانچہ عقد الفرید شہاب الدین عرب بن عبد ربہ جلد اول مطبوعہ مطبع عامرۃ الشرقیہ مصر کے صفحہ ۱۴ میں ہے کہ زمانۂ فاروق میں ابوہریرہ امیر بحرین بنائے گئے تھے اور انہوں نے مال کثیر جمع کیا تو اسکی خبر حضرت فاروق نے سُنی تو انکو بحرین سے طلب کیا اور کہا تجھے معلوم ہے کہ جب ہم نے تجھے بحرین پر مقرر کیا تھا تو تیرے پاؤں میں جوتیاں بھی نہ تھیں پھر ہمیں خبر پہنچی کہ تو نے ہزار ہزار اور چھ چھ سو اشرفیوں کے گھوڑے خریدے ہیں ابوہریرہ نے کہا میرے پاس گھوڑے تھے کہ جن سے بچے پیدا ہوئے

ثم دعا اباھریرۃ فقال لہ علمت انی استعملتک علی البحرین وانت بلا نعلین ثم بلغنی انک ابتعت افراسا بالف دینار وستمائۃ دینار قال کانت لنا افراس تناتجت وعطایا تلاحقت قال قد حسبت لک رزقک قال بلی واللّٰہ اوجع ظہرک ثم قام الیہ بالدرّۃ فضربہ حتی ادماہ ثم قال ائت بہا قال احتسبہا عند اللّٰہ قال ذلک لو اخذتہا من حلال

اور ہم کو غلے بھی بھیجتے رہے عمر نے کہا کہ ہمنے تیری تنخواہ اور آمدنی کا حساب لگایا تو یہ اُس سے بھی زیادہ کا مال ہے پس اُسے ادا کر ابو ہریرہ

وادیتہا طائعًا اجئت من اقصی حجر البحرین یجبی الناس لك لا للّٰہ ولا للمسلمین ما رجعت بك امیمۃ الا لراعیۃ الحمر۔

نے کہا یہ تو تجھے نہیں ملنے کا عمر نے کہا ضرور ملیگا ورنہ میں تیری پیٹ پھوڑونگا پھروہ دُرّہ لیکر ابو ہریرہ کے پاس پہنچے اور اس قدر مارا کہ خون بہنے لگا پھر کہا لا وہ مال حوالہ کر ابو ہریرہ نے کہا کہ ہمارا حساب اللہ پر ہے عمر نے کہا یہ تو جب ہوتا کہ تو حلال سے حاصل کرتا اور خوشی سے ادا کرتا تو نے تو بحرین کے لوگوں سے اپنے لئے روپیہ وصول کیا نہ خدا کے لئے نہ مسلمانوں کے لئے اور تیری ماں تو تیرے ساتھ گدھے چراتی تھی انتہےٰ محصّلاً اس قصہ کو صاحبان معجم الادباء و معجم البلدان نے بھی روایت کیا ہے اب دو ہی باتیں ہیں یا تو حضرت ابو ہریرہ بددیانت چور یا حضرت فاروق غاصب وظالم کہ اُنہوں نے ابو ہریرہ پر بہتان کیا اور ظلم **چہارم** ابو ہریرہ بُت بینہ اور فریبی تھے چنانچہ بخاری جزء ثالث کتاب النفقات باب وجوب صدقہ اہل عیال صفحہ ۷۷ امیں ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں آنحضرت نے فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے جو دل کھولکر دیا جائے اور اوپر کا نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے (یہاں تک کہا) لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ کیا رسول خدا نے انہی الفاظ سے کہا انہوں نے کہا نہیں لیکن ابو ہریرہ کی یہ دانائی ہے

قال قال النبی صلعم افضل الصدقۃ ما ترك غنی و الید العلیا خیر من الید السفلی (الی ان قال) فقالوا یا ابا ھریرۃ عن لفظ ابی القاسم (رسول اللہ) قال لا ھذا من کیس ابو ھریرۃ (مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر)

انتہےٰ محصّلاً **پنجم** حدیث سازی میں ابو ہریرہ کا فریب زمانۂ رسول خدا سے پایا جاتا ہے چنانچہ اسی قیاس پر حضرت فاروق نے زمانۂ رسول خدا ہی میں حدیث من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ کے اعلان پر ابو ہرہ کو مارا بھی تھا (صحاح وغیرہ) دوبارہ اپنے زمانہ خلافت میں اسی حدیث سازی پر مارا اور فرمایا کہ آیندہ ایسی احادیث بیان کریگا تو میں تجھے ارض قردہ میں بھیجدونگا (رسالہ اثر ابن عباس عبدالحی لکھنوی) **شرح نہج البلاغہ** ابن الحدید معتزلی وغیرہ سے ثابت ہے کہ سرکار معاویہ میں یہ اور سمرہ بن جندب ومغیرہ بن شعبہ و عمروعاص وعروہ بن زبیر حدیث سازی پر مامور تھے ظاہر ہے کہ ابو ہریرہ سنہ ہجری میں

مسلمان ہوئے اور بعد فتح خیبر آنحضرت تقریباً تین سال زندہ رہے پس اس قلیل عرصہ والے مسلمان یعنی ابوہریرہ سے جس قدر احادیث مروی ہیں اُس قدر نہ شیخین سے مروی ہیں نہ جناب امیر علیہ السلام سے **مقام** غور ہے کہ جناب امیر رسول اللہؐ کے ساتھ تیس یا پینتیس سال رہے اُن سے **اہلسنت** کے ہاں کُل (۵۲۰) احادیث مروی ہیں اور ان ابوہریرہ سے پانچ ہزار اور بعض نے ابوہریرہ کے صرف راویوں کی تعداد پانچ ہزار بیان کی ہے تو احادیث کا کیا شمار ہو سکتا ہے۔

ناقدین احادیث نے بجہت بالغ نظری ابوہریرہ کو نامعتبر قرار دیا ہے چنانچہ **میزان** الاعتدال ذہبی کے صفحہ ۱۷۳ میں ہے کہ علامہ **عثمان** بقسم ترکی ابوہریرہ کو کاذب جانتے تھے اور **اعلام الاخیار** کفوی میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا صحابہ کے مقابلہ میں میرا قول ترک کرو مگر (تین صحابہ کے مقابلہ میں ترک نہ کرو) اُن میں سے ایک ابوہریرہ دوسرا انس بن مالک اور تیسرا سمرہ بن جندب ا تھے۔

ثم قال بوحنیفۃ اترکو قولی یقول الصحابۃ الا یقول الثلاثۃ منھم ابوھریرۃ وانس بن مالک وسمرۃ بن جندب۔

اس سند سے معلوم ہوا کہ ابوہریرہ متروک الحدیث ہے یعنی محققین کے نزدیک انکی مرویہ احادیث قابل اعتبار نہیں **ششم** ابوہریرہ گستاخ و بے ادب بھی تھے چنانچہ **مستدرک** حاکم جلد ثانی صفحہ ۱۴۲ باب المناقب ترجمۂ ابوہریرہ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے اُنہوں نے ابوہریرہ کو بلا کر فرمایا اے ابوہریرہ یہ کیسی احادیث ہیں جو ہمکو پہنچی ہیں جو تم رسولخدا سے منسوب کرتے ہو حالانکہ تمنے وہی دیکھا جو ہمنے دیکھا اور ہمنے وہی سنا جو تم نے سُنا پس ابوہریرہ نے کہا اے اماں جان آپکو آئینہ اور سرمہ دانی اور بناؤ سنگار نے (احادیث رسول سننے سے) باز رکھتا تھا اور خدا کی قسم ہم کو کوئی چیز مانع نہ تھی انتہے محصلاً اس گستاخی ابوہریرہ سے دو نقص پیدا ہوئے ہیں

عن عائشۃ انھا دعت اباھریرۃ فقالت یا اباھریرۃ ماھذہ الاحادیث التی بلغنا انک تحدث بھا عن النبی ھل سمعت الا ماسمعنا وھل رایت الا رایناقال یا اماہ انہ کان یشغلک عن رسول اللہ المرءۃ والمکحلۃ والتصنفۃ لرسول اللہ وانی واللہ ماکان یمنعنی عنہ شئ و ھذا حدیث صحیح لم یخرجاہ الشیخان۔

ایک رسول خدا میں دوسرا حضرت عائشہ میں رسول خدا میں تو یہ کہ بجائے فقر و فاقہ کے ازواج کو اس قدر آسودہ اور خوشحال رکھتے تھے کہ ازواج کو بناؤ سنگھار سوجھتا تھا اس لئے کہ میاں کے سوا اور کسی کی طرف میل نہ کریں اور جب بناؤ سنگھار کی یہ کثرت تھی تو لباس و غذا میں فراخی لازمی امر ہے اور حضرت عائشہ پر یہ الزام کہ جب انکو اپنی ذاتی آراستگی و بناؤ سے رغبت کثیر تھی تو لازمی امر ہے کہ آراستگی کے اہتمام میں اس قدر وقت ضرور صرف ہوتا ہوگا کہ وہ امت کی تعلیم سے محروم رہیں اور چونکہ پیغمبر خدا عادل تھے تو اور بیویوں کو بھی آسودہ اور مرفہ الحال رکھتے ہونگے پس یہ جو مشہور ہے کہ رسول خدا پر فاقے پڑتے تھے حتےٰ کہ آپ پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور ایک ایک ماہ تک چولھا نہ سُلگتا تھا تو ایسی احادیث سب لغو اور مہمل ٹھیریں حالانکہ مذہب اہلسنت میں ایسی احادیث کو مجالس وعظ میں اکثر واعظین بیان کیا کرتے ہیں پس ابوہریرہ کے اس اعتراض سے یہ سب عبارات ڈھیتی ہیں اور حضرت عائشہ سے آدھا دین پھیلنا جو مشہور ہے تو یہ حدیث بھی لغو ٹھیرتی ہے۔

الغرض ابوہرہ بہت عیب دار شخص تھے اور حضرت عائشہ اور ابن عمر بے عیب لہذا ابوہریرہ کا شر الثلاثہ کہنا غلط اور ابن عمر کا والدالزنا کو خیر الثلاثہ کہنا بجا و درست دوسری قوی دلیل یہی ہے کہ ابن عباس صحابہ کو فہمائش کیا کرتے تھے کہ اے مسلمانو تم اہل کتاب یعنی یہود سے دین کی باتیں کیوں پوچھا کرتے ہو تمہارے يا معشر المسلمين كيف تسئلون اهل الكتاب عن شئ وكتابكم الذى انزل الله على نبيكم الخ (بخاری وغیرہ)

رسول پر جو کتاب خدائے تعالےٰ نے نازل فرمائی ہے اس میں کیا کچھ نہیں انہوں نے جانی کہاں کہاں تحریف کردی ہے انتہے تو صحابہ کی ایسی رغبت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ نے بے سوچے سمجھے ولدالزنا کو شر الثلاثہ کہنے میں یہود کا اتباع کیا کیونکہ یہودی لوگ نصاریٰ کے ذلیل کرنیکے واسطے حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت کے خیال سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو شر الثلاثہ کہتے تھے پس اُن کی دیکھا دیکھی یہ بھی کہنے لگے اور یہ قول ناحق علماء نے قول ابوہریرہ کو سچ جانکر خلاف قرآن و احادیث اجتہادات کردئے لہذا ولدالزنا قطعاً غیر الثلاثہ ہے۔

باز آمدم بر تنزیہ ولد الزنا

اللالی المصنوعہ جلد دوم مطبوعہ مطبع ادبیہ مصری کتاب الاحکام والحدود

سیوطی کے صفحہ ۱۰۷ میں ہے رافعی نے تاریخ قزوین میں لکھا ہے کہ میں نے ابوالخیر احمد بن اسمٰعیل طالقانی کی تحریر دیکھی جس میں مدرسہ نظامیہ بغداد کے بعض فقہاء سے جمادی الاولے ۵۷۶ھ ہجری میں حدیث ولد الزنا لایدخل الجنۃ کی نسبت استفتاء کیا گیا ہے وہاں کے بعض علماء نے کہا ہے کہ حدیث مذکور صحیح نہیں ہے کیونکہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتی اور بعض نے یہ کہا کہ حدیث مذکور کے یہ معنی ہیں کہ ولد الزنا جب برے اعمال کریگا اور عمل بد کا مرتکب ہوگا تو وہ داخل جنت نہوگا اس رائے کی تضعیف اس طور پر کی گئی کہ یہ سزا ولد الزنا سے مختص نہیں بلکہ ولد الحلال کا بھی یہی حال ہے کہ اگر بد اعمالی کریگا تو وہ بھی داخل جنت نہوگا پھر خدا نے مجھ پر جواب شافی کا دروازہ کھولا مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے مجھ سے پہلے بھی ایسا سمجھا ہوگا پس میں نے حدیث ولد الزنا لایدخل الجنۃ کے یہ معنی کئے کہ ولد الزنا اپنے ابوین کے عمل کے سبب سے داخل جنت نہوگا برخلاف ولد الرشید کے کیونکہ جب وہ کم سن مرجاتا ہے اور اسکے ماں باپ مومن ہوتے ہیں تو وہ اپنے ابوین سے ملجاتا ہے اور ابوین کی صلاحیت کے

قال الرافعی فی تاریخ قزوین رأیت بخط الامام ابی الخیر احمد بن اسمٰعیل الطالقانی سألنی بعض الفقہاء فی المدرسۃ النظامیۃ ببغداد فی جمادی الاولیٰ سنہ ۵۷۶ سبعین وخمس مائۃ عما ورد فی الخبران ولد الزنا لا یدخل الجنۃ وھناک جمع من الفقہاء فقال بعضھم ھذا لیس بصحیح لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وذکران بعضھم قال فی معناہ انہ اذا عمل عمل سیئۃ وارتکب الفاحشۃ لا یدخل الجنۃ وزیفت ذلک بان ھذا لا یختص بولد الزناء بل حال الرشیدۃ مثل ثم فتح اللہ علی جوابا شافیا لا ادری ھل سبقت الیہ فقلت معناہ انہ لا یدخل الجنۃ بعمل اصلیۃ بخلاف ولد الرشیدۃ فانہ اذا مات طفلا وابوہ مومنان الحق بھم وبلغ درجتھما بصلاحھما علی ما قال تعالیٰ والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریاتھم وولد الزناء لا یدخل الجنۃ بعمل اصلیۃ اما الزانی فنسبہ منقطع واما الزانیۃ فشوم زناھا

سبب اُن کے درجہ میں پہنچ جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا جو لوگ ایمان لائے اور اُنکی ذریت نے ایمان میں اپنے ابوین کا ساتھ دیا تو ہم نے ملادیا اُنکی ذریت کو اُنکے ساتھ لیکن ولد الزنا اپنے ابوین کے وسیلۂ عمل سے داخل جنت نہوگا (تاوقتیکہ وہ خود نیک عمل نہو) مگر زانی پس ولد الزنا کا نسب اُس سے منقطع ہے اور مزنیہ کا زنا بدتر ہے اور جو مزنیہ نیک ہے تو اُس کی نیکی کی برکت سے ولد الزنا کا الحاق اُس سے ممنوع ہوگا انتہےٰ محصلاً اس سند سے معلوم ہوا کہ نیک عمل ولد الزنا قطعی جنتی ہے اب اس سے بڑھکر اور ملاحظہ ہو۔

وان صلحت یمنع من وصول برکت صلاحها الیه۔

تلویح شرح توضیح سعد الدین تفتازانی فصل النهي اما عن الحسیات واما عن الشرعیات مطبوعۂ مطبع میمنیہ مصر جلد اول صفحہ ۲۲۱ میں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ ولد الزنا شر الثلاثہ ہے تو کوئی قرینہ اس بات کا نہیں پایا جاتا کہ اُس کی کسی مولود معین کے ساتھ تخصیص کیجائے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ جب دو پانی جمع ہوں اور اُن سے بچہ پیدا ہو تو اُسکو حرامی اور باطل اور غیر مشروع کہنا کچھ معنی نہیں رکھتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ولد الزنا امر دین و دنیا میں زیادہ بہتر یعنی واقفکار ہوتا ہے پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث اپنے عام معنی پر ثابت نہیں اور اسی سبب سے ولد الزنا اُن تمام کرامتوں اور فضائل کا مستحق ہوا کرتا ہے کہ جن کا مستحق ولد الحلال ہوا کرتا ہے (انہی وجوہ سے) ولد الزنا کی عبادت وشہادت و قضاء و امامۃ وغیرہ جائز ہے انتہےٰ محصلاً اس سند کے آخر میں لفظ وغیر ذلک ہے جس سے معلوم ہوا کہ علمائے اہلسنت کے نزدیک نسبت الٰہی یا عرفان کے جملہ درجات پر ولد الزنا بھی مثل ولد الحلال فائز ہوسکتا ہے یعنی عرفان کے تحتانی درجات مثل ولایت و

قال النبي عليه السلام ولد الزناء شر الثلاثة ولا قرينة على تخصيصه بمولود معين لانا نقول لا معنى لاتصاف امتزاج الماءين وانخلاق الولد بكونه حراما وباطلا وغير مشروع وقد نشاهد ولد الزناء اصلح من ولد الرشدة في امر الدين والدنيا فيكون دليلا على ان الحديث ليس على عمومه وهذا يستحق ولد الزناء جميع الكرامات التي يستحقها ولد الرشدة من قبول عبادته وشهادته وصحة قضائه وامامته وغير ذلك۔

قطبیت وابدالیت وغوثیت بھی پاسکتا ہے اور فوقانی درجات مثل امامت ونبوت ورسالت بھی چونکہ مذہب اہلسنت کے اکثر علماء نامی نے نسل آدم کی تخلیق وفراوانی زنا سے تسلیم کرلی ہی جسکی تفصیل حصہ دوم کے فیصلہ آخرین بے اس ہے، لئے ہمارے جناب مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے اپنی لاجواب کتاب **منتہی الکلام** میں لکھا ہے **متقدمین** اہل حق از تخریج روایات مذمت اولاد زنا مبرا اند (دیکھو صفحہ ۵۵۷) **ان** بناؤں پر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ولد الزنا حضرت کو حقیر وذلیل جاننا یا شر الثلاثہ کہنا قانون خدا کی توہین کرنا ہے پس جبکہ مذہب اہلسنت کے اصول عقائد میں ولایت ونبوت ورسالت کا عہدۂ جلیلہ ولد الزنا پر مباح اور خلق اللہ پر اُس حرامی امام ونبی ورسول کی اطاعت واجب ہو تو بعد کی نئی قرار داد کے حرامی اور جدید الالقاب ولد الزنا کی تقلید پر انساب کی جھوٹی خرابی اور بناوٹی الزام کے سبب اُس کو ذلیل مشہور کرنا حماقت شیعہ ہے اور ایسے مقدس نفوس کے لئے داخل نار ہونیکا حکم لگانا تشریع ہے بلکہ جملہ پرہیزگار ومتقی ولد الزنا کے اتباع وتقلید سے عار دلانا مخالف عقل ونقل ہے۔

تنبیہ۔ اگرچہ گزشتہ بحث کے بعد فضائل ومناقب ولد الزنا کی بحث بظاہر فضول اور بے ضرورت معلوم ہوتی ہے لیکن وہ نہایت معانی خیز اور مخالفین کے حق میں سم الفار ہے لہذا فصل آیندہ میں اُسکی بحث شروع کرتے ہیں بحول اللہ وقوتہ

فصل سوم در فضیلت وترجیح ولد الزنا بر ولد الحلال

مذہب اہلسنت میں زمانۂ رسالت کے جملہ مومن ومسلم اپنے مابعد والوں سے بسیاق حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم بہتر اور افضل مان لئے گئے ہیں اور قرن ثانی والے قرن ثالث والوں سے اور ان تینوں زمانہ والوں کے مسلمانوں کے ہاں بکثرت ولد الزنا باجتہادات خلفاء راشدین پیدا ہوئے ہیں اور باقی بتقاضاء فطرت عامہ خلائق جو ہوئے ہونگے وہ مزید برآں ہیں اور اُن میں سے قرن ثانی والوں کو تابعی کا اور قرن ثالث والوں کو تبع تابعی کا شرف ملا ہے جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اور وہ ولد الزنا اپنے اخلاف ولد الحلال

علماء وصلحاء وغیرہ سے اتفاقاً یوں بھی افضل مان لئے گئے ہیں کہ اُن سے بکثرت مواقع پر اسلامی خدمات انجام پائیں۔ یعنی اُن کے وجود باجود سے اسلامی سلطنت کی توسیع ہوئی اسلام پھیلا قرآن واحادیث رسول کی اشاعت ہوئی چونکہ بہت قرب زمانۂ رسالت بلاامتیاز ولدان نکاحی وسفاحی نہایت معتبر مان لئے گئے تھے اس لئے اُنکی مرویات کے بھروسہ پر اصول عقائد کی بنیاد ڈالی گئی اور ظاہر ہے کہ جن کو تقدم زمانی کا شرف حاصل ہو چکا وہ اُن کے اخلاف کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

قرن اولے کے بعض معیوب الانساب کی اجمالی تنزیہ تو ہم لکھ چکے اور بعض کی حصۂ دوم میں لکھیں گے انشاء اللہ تعالےٰ مگر اس فصل میں ہم موالید قرن ثانی وثالث کی فضیلت ایک ضروری تمہید کے بعد لکھتے ہیں خدا کرے کہ حضرات شیعہ بھی ان مناقب سے فراست ایمانی کا سبق لیں اور آیندہ ایسے ہفوات سے توبہ کریں

ترجیح وافضلیت موالید قران ثانی

بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلے اذا احصنت اور مسند احمد حنبل وغیرہ میں حضرت فاروق کا خطبہ ہے جس کے بعض الفاظ اور حاصل یہ ہے۔

خبردار ہو کہ ابوبکر کی بیعت ناگہانی تھی اللہ نے اُس کے شر سے بچایا اور آیندہ کوئی ایسا کرے تو اُسے قتل کرو انتہے۔ یہ اور ایسی	الا ان بیعۃ ابی بکر کان فلتۃ وقی اللہ شرھا ومن عاد الی مثلھا فاقتلوہ۔

اور بکثرت اسانید ہیں کہ جن سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے ابوبکر کو امام یا اپنا جانشین نہیں بنایا تھا بلکہ بقول فاروق ناگہانی خلافت تھی پس جب امم سابق کے معارض اور خلائق کی توقع کے خلاف حضرت ابوبکر خلیفہ بن گئے تو تیرہ قبائل بدل گئے اور اُن کو تخت خلافت سے اُتارنا چاہا اور طلب بیعت اور مطالبات کے جواب میں اُن مخالفان خلافت نے یہ عذر کیا کہ ہمکو خدا ورسول نے حکم نہیں دیا کہ اپنے مقبوضات کا محاصل کو دیں اور نہ تمکو اُسکے لینے کا حکم دیا ہے (بخاری وغیرہ)

اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُس وقت اپنے جانشین پیغمبر ہونے کی کوئی دستاویز قرآنی پیش کر دیتے جیسا کہ چند صدیوں سے آیۂ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات وغیرہ لوگ پیش کرنے لگے ہیں یا وثیقۂ احادیث میں سے اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر پیش کر دیتے تو وہ نزاع اُسی وقت برخاست ہو جاتی یا کم از کم پیغمبر خدا کے امام صلوٰۃ ہی بنانے کا دعوے پیش کر دیتے جس پر امام امت کا قیاس ہو سکتا لیکن ان کاموں میں سے ایک بھی نہ کیا بلکہ وثایق کی جائے آمادۂ جدال وقتال ہو گئے۔ اور تحکم وغلبہ کو سپر بنایا اور اپنے بعض موافق صحابہ کو مخالف خلافت مسلمانوں پر تاخت وتاراج کا حکم دیدیا (از صحاح)

ان مخالفین میں بعض مہاجرین بھی شریک تھے چنانچہ عقد الفرید ابن عبدربہ اور مروج الذہب علامہ مسعودی اور کنز العمال ملا علی متقی وغیرہ میں ہے کہ ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل ملقب بہ فجاء اسلمی کے جلا کر مار ڈالنے پر حضرت ابوبکر افسوس فرماتے تھے اور بعض کتب میں ہے وقد حرق ابوبکر الفجاء بحضرۃ الصحابۃ یعنی ابوبکر نے فجاء کو صحابہ کے سامنے جلا کر مار ڈالا دوسرا مہاجر عمرو بن معدی کرب زبیدی جس کی کنیت ابو ثور تھی یہ اسود عنسی مرتد کا ولیعہد بنا تھا (عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۱۲۸) اور ایسے مخالف خلافت اور بھی بعض مہاجرین وانصار تھے جو بنظر اختصار ترک کر دئے گئے پس اُس وقت عام وخاص صحابہ کے چار فریق ہو گئے تھے ایک فریق تو خلافتِ ابوبکر کا بالکل مخالف ہو گیا تھا جن میں کچھ مرتدین بھی شریک جنگ وپیکار ہو گئے تھے دوسرا فریق اصلاح ذات البینین میں کوشاں تھا وہ کہتا تھا کہ ان مخالفان خلافت سے مجاصل طلب نہ کرو اور چونکہ یہ لوگ جدید الاسلام اور اہل قبلہ ہیں ان سے جنگ بھی نہ کرو کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کرنے والوں سے نہ لڑو اور فرمایا جو ہماری سی نماز | من صلی صلوٰتنا واستقبل

ہمارے قبلہ کی طرف پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے اور

قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی کان لہ ذمۃ رسولہ (مشکوٰۃ)

خدا اور رسول کی حفاظت میں ہے۔ اس حدیث کے مطابق حضرت فاروق کے معین و یاور
ابو عبیدۃ الجرّاح و عثمان غنی و سعد بن ابی وقاص اور جناب علی کرّم اللہ وجہہ تھے
لیکن حضرت ابوبکر نے اس اجماع کی ایک نہ مانی۔ تیسرا فریق کہتا تھا کہ مخالفین خلافت
کے مغلوب کرنے کے واسطے جنگ تو کرو مگر اُن کو تباہ و تاراج نہ کرو اور نہ
اُن کے مال و متاع کھیتی باڑی کو ہاتھ لگاؤ اور نہ اُن کی جورو بیٹی لونڈی غلام
کو تصرف میں لاؤ کیونکہ مخالفان خلافت مسلمان اور اہل قبلہ ہیں۔ چوتھا
فریق کہتا تھا کہ مخالفان خلافت مرتد ہیں ان سے مثل کفار جہاد کرو یعنی ان کی
جورو بیٹی لونڈی باندی سب کو تصرف میں لاؤ اور ان کے کھیت باڑی مکان
جائداد سب پر قبضہ کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کو جانبر نہ ہونے دو۔ پس حضرت
ابوبکر نے فریق دوم و سوم کے اجماعات کو نالائق خلافت سمجھا اور اس چوتھے
فریق کی خواہش کے مطابق آمادۂ قتال ہو کر جنگ شروع کر دی اور جانبین
سے صحابی و غیر صحابی قتل ہونے لگے اور بعد فتح حضرت ابوبکر نے مغلوبین سے
کسی کے قتل اور کسی کے احراق اور کسی کے غرق کرنے کا حکم دیا چنانچہ تاریخ
کامل ابن اثیر جزری جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ (ذکر ردۃ بنی عامر و ہوازن و بنی سلیم)
وغیرہ کے بیان میں ہے کہ ان قبائل کے
بعض کو قتل کیا اور بعض کا مثلہ کیا یعنی
ناک کان ہاتھ پاؤں قطع کرا کے مار ڈالا

فانوی بہم فقتل بعضہم و حرقہم
و رضخہم بالحجارۃ و رمی بہم
من الجبال و نکسہم فی الآبار۔

اور بعض کو جلوا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچلوا کر مار ڈالا اور بعض کو پہاڑ سے
لڑھکا کر مار ڈالا اور بعض کو پانی میں ڈبو کر انتہےٰ محصلاً۔
حضرت ابوبکر کے ان مظالم کا ذکر تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم اور روضۃ
المناظرین ابن الشحنہ اور فتح الباری عسقلانی وغیرہ میں ہے پس اس

اجتہاد صدیقی سے بکثرت موالید ولد الزنا پیدا ہو گئے جن کے اجمالی اشارات کتب اسلامی میں موجود ہیں چنانچہ ملل ونحل شہرستانی میں جنگہائے خلافت اولیٰ کے بعد زمانہ فاروقی کے اجتہاد کا حال لکھا ہے کہ عمر کا اجتہاد اپنے زمانہ خلافت میں اس بات کا مقتضی ہوا کہ (وقد ادی اجتہاد عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال الیہم واطلاق المحبوسین۔) اُن کے اسیروں اور مال کو واپس کر دے اور قیدیوں کو رہا انتہیٰ محصلاً۔

فتح المبین علیٰ ردّ مذہب المقلدین مؤلفہ مولوی بدیع الزمان شاگرد نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کے صفحہ ۲۳۶ میں ہے (دوم یہ کہ مخالفت حضرت عمر کی ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اکثر مسائل میں ایسی ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہیں چنانچہ خلاف کیا اُنھوں نے مرتدوں کے سبایا (اسیران گرفتہ شدہ) میں کہ قید کیا مرتدین کی عورتوں کو ابوبکر نے اور چھوڑ دیا عمر نے اُن کی ازواج وغیرہ کو آزاد کر کے مگر جن کے ہاں اولاد ہو چکی تھی اپنے مالکوں سے (اُن کو واپس نہ دیا) اور توڑ دیا اس بارے میں حکم صریح ابوبکر کا اور اسی طرح ارض عنوہ کے بارے میں کہ تقسیم کر دیا ابوبکر نے اور عمر نے اُس کا خلاف کیا انتہیٰ بلفظہ)

روضۃ الاحباب جمال الدین محدث ذکر قتل مالک بن نویرہ خلافت ابی بکر جلد دوم صفحہ ۳۲ میں ہے (گویند برادر او متمم ابن نویرہ رضی اللہ عنہ بمدینہ آمدہ وصورت واقعہ بعرض رسانید وطلب خون برادر ور دسبایائے خویش کرد وعمر بن خطاب متمم را امداد واسعاد نمود و با ابوبکر گفت کہ شمشیر خالد بر اہل اسلام کشیدہ شد اگر این سخن مطابق واقعہ باشد بقصاص باید رسانید) انتہیٰ بلفظہ۔

واقعہ مالک ابن نویرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ ان بزرگ کو رسول خدا نے قوم بطاح کی وصولی زکوٰۃ (محاصل) اور تعلیم قرآن ونماز کے واسطے مقرر فرمایا تھا اور پھر آنحضرت کا حکم اس قوم کو پہنچ چکا تھا کہ جہاں کی زکوٰۃ وصول کیجائے وہاں کے

غربا پر تقسیم کر دی جائے جیسا کہ بعض حدیث بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے
اس وجہ سے قوم بطاح کو ادائے محاصل (زکوٰۃ) میں حجت تھی کہ حضرت خالد
سیف اللہ مع لشکر جرار پہنچے اگرچہ اس قوم کے مسلمان ہونے اور بانگ و
صلوٰۃ کی شہادتیں عبد اللہ بن عمر اور قتادہ انصاری نے دیں لیکن حضرت خالد
نے ایک نہ سُنی اور قتل عام شروع کر دیا اور چونکہ لیلےٰ بنت سنان زوجۂ مالک
ابن نویرہ بدیع الجمال مشہور تھی پس اُس کی محبت کے سبب حضرت مالک
بن نویرہ کو بھی شہید کر دیا گیا اور اُسی قتل عام کی رات کو حضرت سیف اللہ
نے زوجۂ مالک پر تصرف کیا اور اُن مسلمانوں کی لاشوں کو آگ میں ڈال دیا
اور بعض کے سروں کے چوٹھے بنا کر کھانے پکائے۔ اس دردناک واقعہ کے حالات
کنز العمال سیوطی **طبقات** ابن سعد **مرۃ الزمان** سبط ابن جوزی
تاریخ کبیر طبری **وفیات** ابن خلکان **استیعاب** ابن عبد البر
تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم صفحہ ۲۳۸ میں درج ہیں اور صحاح میں
باختصار پائے جاتے ہیں پس ابن نویرہ کے سانحۂ ہوش رُبا واقعۂ جانکاہ
کو سُنکر حضرت فاروق نے فرمایا تھا اے خالد تو نے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا
اور پھر اُس کی جورو پر چڑھ بیٹھا خدا کی قسم میں تجھے سنگسار کرونگا انتہےٰ **العرض** | قتلت امراءً مسلماً ثم نزوت علیٰ امرأتہ واللہ لارجمنک باحجارک
حصول غلبہ و فتح کے بعد مخالفان خلافت کا خوب ستیاناس کیا گیا جو کسی خلیفۂ راشد
کو میسر نہ ہوا اور بعد ختم جنگ مخالف مسلمانوں کی جورو بیٹی لونڈی غلام جائداد
مال پر مثل کفار قبضہ و تصرف کیا گیا اور مستورات بھی معاونان خلافت پر ایثار
کر دی گئیں جن سے بکثرت تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین پیدا ہو گئے
اور جس قدر خلافت اولےٰ کے حامی مارے گئے تھے بفضلہ اُتنے ہی پھر اجتہاد صدیقی
سے بھرتی ہو گئے میزان برابر رہی چونکہ جہادی لونڈیوں کے واسطے بجائے
عدۃ سہ طہر کے ایک ماہ کا استبراء شریعت محمدی نے مقرر کیا تھا تو وہ بھی اُن

مومنات لونڈیوں کے ساتھ ہونا کسی کتاب سے ثابت نہیں اس لحاظ سے اُن باندیوں کے بطن سے جو اسپنے کو رسے حرامی اور سات دودھ کے دھوئے ولد الزنا تھے

اگرچہ کسی مورخ و محدث نے بحیثیت سے ویا نتی حضرت ابوبکر صدیق کے ان اجتہادی بچوں کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کون کون صاحب کن کن کی اولاد اور یادگار تھے اور اُن کے کیا کیا نام ونشان تھے یا کیا کیا اُن موالید نے اسلامی خدمات انجام دیں لیکن تواریخ و سیر و احادیث پر قیاس ہوتا ہے کہ جو کام اُن کے باپ کرتے تھے یعنی اشاعت اسلام ویسا ہی اسلام اُن ولدان اجتہادیہ نے بھی پھیلایا ہوگا اور بلوائیان عثمانی میں نہیں تو یاپائے معاویہ جنگ صفین و نہروان میں بڑی بڑی خدمات اسلامی انجام دی ہونگی اور مختلف اقطاع و البقاع میں اپنا عقیدہ پھیلایا ہوگا اور میدان کربلا میں یادگار پنجتن کی شکست دینے میں ساعی ہوئے ہونگے اور قریب اتصال مہاجرین و انصار لوگوں نے اُن موالید سے احادیث مرفوع وموقوف سیکھی ہونگی پس ان بنیادوں پر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ موالید اجتہادیہ صدیقی واسطے دینے اخلاف ولد الحلال سے یقینی افضل تھے کیونکہ اُن کو تعلیم صحابہ میسر ہوئی اور تابعی ہونے کا شرف ملا جن کے فضائل کتب اسلامی میں بغیر قیود صحت نسب بکثرت درج ہیں اور ظاہر ہے کہ جن کو تقدیم زمانی کا شرف ملگیا وہ اُن کے اخلاف کو ہرگز نہیں مل سکتا چنانچہ حضرت جابر کہتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اُس شخص کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی کہ جس نے مجھے دیکھا اور میرے دیکھنے والے کو دیکھا انتہے اور ایسی احادیث مرفوع

وعن جابر قال قال رسول الله صلعم لا تمس النار مسلما من رانی ورای من رانی (ترمذی جلد ۲)

بلکہ اس سے بہت بڑھ بڑھکر کتب صحاح وغیرہ میں موجود ہیں جن کو بخوف طوالت ترک کیا گیا پس بکثرت علمائے اہلسنت جماعت نے اُن احادیث کی بنیادوں پر بغیر شرط ولد الحلال اور بغیر قید ولد الزنا تابعین کا قول وفعل وتقریر موسوم بہ حدیث مانا ہے چنانچہ تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں علامہ عینی

کا یہ قول درج ہے کہ آنحضرت اور صحابی اور تابعی کا قول و فعل و تقریر موسوم بہ حدیث ہے انتہٰی اور ایسا ہی سید شریف جرجانی

قال الطیبی الحدیث علیہ الصلوٰۃ والسلام والصحابی والتابعی قولہم وفعلہم وتقریرہم۔

نے اپنی مختصر میں اور اُس کی شرح ظفر الامانی مولفہ مولوی عبد الحی لکھنوی میں ہے فالحدیث ماجاء عن رسول اللہ صلعم والصحابی والتابعی اور یہی کلیہ مولوی صاحب ممدوح نے اپنے رسالہ اثر ابن عباس میں لکھا ہے الغرض بکثرت کتب تواریخ و سیر و احادیث و تفاسیر وغیرہ سے ثابت ہے کہ خیر القرون میں اجتہاد صدیقی سے جس قدر موالید اُن مومنات سے پیدا ہوئے وہ اپنے مابعد کے ولد الحلال والکرام صلحاء و علماء و اتقیاء سے یقینی افضل تھے لہٰذا حضرات شیعہ نے جملہ ولد الزنا کو جو نا قابل اتباع و تقلید بلکہ ناری سمجھا ہے وہ بموجب کتب عقیدہ اہلسنت لغو و مہمل ہے۔

افضلیت موالید قرن ثالث

ان موالید کے فضائل بھی موالید قرن ثانی کے قریب قریب ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ ان کا قول و فعل و تقریر موسوم بہ حدیث نہیں ہے لیکن ایک شرف ان کو بھی وہ حاصل ہے جو ان کے اسلاف کو بھی میسر نہ ہوا وہ یہ کہ قرن ثالث والوں کی رائے اور اجتہادات پر مذہب اہلسنت کے عقائد کی بنیادیں ہیں جن سے اُن موالید قرن ثالث والوں کا عماد الملت والدین اور رکن رکین اسلام ہونا ثابت ہے چنانچہ تحصیل الکمال میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی بحث حدیث خیر القرون میں لکھتے ہیں۔ پھر اللہ نے دوسری مخلوق کو پیدا کیا جو صحابہ سے جا ملی اور اُس نے صحابہ کا اتباع کیا اور اُن سے احادیث سُنی اور علم حاصل کیا

ثم خلق اللہ خلقاً اُخر لحقو بالصحابۃ و اتبعوھم و سمعوا الاحادیث واخذوا العلم منھم فسمعوا بالتابعین و شاع فیھم من الاجتھاد والاستنباط مالم یکن فی الصحابۃ رضوان اللہ علیھم۔

اور پھر اُن تابعین سے اُن کے تابعین نے سنا اور اُن میں طریقۂ اجتہاد شایع ہوا اور اُن احادیث سے وہ وہ استنباطات واستخراج کئے جو صحابہؓ کے زمانہ میں نہ تھے انتہےٰ محصّلاً اس سند میں بلا قید طیب ولادت وبغیر شرط انساب مجہول و معلوم تابعین و تبع تابعین کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اگرچہ زمن خیر القرون کی حدبندیاں بمقابلۂ شیعہ حضرت عثمان کی خلافت کے اختتام تک شاہ ولی اللہ کی رائے کے مطابق درست ہیں جیساکہ اُنہوں نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے لیکن جمہور علمائے اہلسنّت کی رائے کے خلاف اس زٹل قافیہ کے مان لینے سے بڑے بڑے عماد الملت واکابر شریعت اس فضیلت سے محروم رہے جاتے ہیں جن کے بغیر مذہب اہلسنّت کے حصن حصین وقصر عالی گرے پڑتے ہیں اور بالخصوص مجتہدان مطلق یعنی امام اعظم و مالک و شافعی و احمد حنبل اس دائرہ میں نہیں آسکتے اور ظاہر ہے کہ فقہ اور اصول عقائد کی تمام ضرورتیں اُن کے وجود باجود بغیر ناقص اور بودی رہتی ہیں پس ایسی ہی ضرورتوں کے لحاظ سے جمہور اہلسنت نے انس بن مالک کی حدیث کے مطابق خیر القرون کی حدبندی مجبوراً تسلیم کی ہے جو شاہ ولی اللہ کی رائے سے بدرجہا افضل ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے آنحضرت نے فرمایا میری امت پانچ طبقوں پر ہوگی چالیس سال اہل تقوےٰ وپرہیزگار ہونگے پھر اُن کے بعد ایک سو بیس سال تک یعنی ایک سو ساٹھ ہجری تک اہل تراحم وتواصل ہونگے پھر اُن کے بعد ایک سو ساٹھ یعنی ۳۲۰ھ ہجری تک اہل تدابیر اور جوڑ توڑ کرنے والے ہونگے پس

اخرج ابن ماجہ عن انس بن مالكؓ عن رسول اللہ صلعم قال امتی علیٰ خمس طبقات فاربعون سنة اهل بر والتقوی ثم الذین یلونهم الی عشرین ومائة سنة اهل تراحم وتواصل ثمّ الّذین یلونهم الیٰ ستین ومائة اهل تدابر وتقاطع ثم الهرج ثم الهرج ایضاً قال علیہ السّلام امّتی علی خمس طبقات کلّ طبقة اربعون عاما فاطبقتنی وطبقة اصحابی قابل العلم

اُنکے بعد نقصان ہی نقصان ہے
پھر اُن ہی انس سے روایت ہے

وایمان واما الطبقة الثانية ما بين الاربعين
الى ثمانين فاهل بر و التقوى -

آنحضرت نے فرمایا میری امت پانچ طبقوں پر ہوگی ہر ایک طبقہ چالیس سال کا ہوگا یعنی سنہ ہجری تک از انجملہ میرے زمانہ کا طبقہ اور میرے اصحاب کا جو قابل العلم اور قابل ایمان ہیں اور دوسرا طبقہ جو سنہ ہجری تک رہیگا وہ نیک اور متقی ہونگے انتہےٰ محصلاً۔

پہلی حدیث سے تو ٹھیک پتا ہی نہیں چلتا ہاں دوسری حدیث چالیس سال کے طبقات والی یہ کسی قدر درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں ائمہ اربعہ کا زمانہ بھی شریک ہے اور بعض علماء نے خیر القرون کی جو یہ حدبندی کی ہے کہ قرن اولےٰ حیاتِ سرورِ کائنات تک اور قرن ثانی زمانہ خلفائے راشدین تک اور قرن ثالث ختم خلافت مروانیہ تک تو ہمارے نزدیک یہی حدبندی درست ہے اور اس حدبندی کی روسے قرن ثالث میں بھی دو مشہور واقعے ایسے ہوئے کہ جس میں بہت سے ولد الزنا تبع تابعی پیدا ہوئے تھے چنانچہ ہر ایک واقعہ علیحدہ علیحدہ لکھتے ہیں۔

پہلا واقعہ بحکم معاویہ بن ابی سفیان ملک یمن کے قبیلۂ ہمدان پر گزرا کہ حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ نے یمن کے مسلمانوں پر تاخت کی اور بعد فتح بموجب اجتہاد صدیقی اُن مسلمانوں کی جورو بیٹی ماں بہن سب پر قبضہ کیا اور بغیر استبرہ وعدہ اُس قوم و قبیلہ کی مومنات پر تصرف کیا جن سے بکثرت تبع تابعی پیدا ہو گئے۔

اس قبیلۂ ہمدان کی بھی وہی خطا تھی جو خلافت اولےٰ کے خطاکاروں کی تھی یعنی یہ لوگ بھی معاویہ کو جابر و جائر و غاصب جانتے تھے اور بسر بن ارطاۃ وہ بزرگ صحابی ہیں جنہوں نے عبید اللہ ابن عباس کے کم سن بچوں عبد الرحمٰن و قثم کو اُن کی ماں عائشہ بنت المدان کے سامنے ذبح کر ڈالا اور وہ اس صدمۂ عظیم سے

دیوانی ہوکر برسوں بے پردہ اور بے لباس ہوکر بازاروں میں پھرتی رہیں اور اُسی حالت میں اُن کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون (اسد الغابہ جلد اوّل صفحہ ۱۴۷)

دوسرا واقعہ حرا - تاریخ ابو الفدا جلد اوّل صفحہ ۱۹۳ میں ہے کہ یہ واقعہ ۲۷ ذی الحجہ ۶۳ ہجری میں ہوا تھا۔ لشکر یزید ابن معاویہ کا سپہ سالار مسلم بن عقبہ تھا کہ جس نے مدینہ کی ایک ہزار باکرہ کو اپنے لشکریوں سے حمل رکھایا تھا اور شیعہ کی خرابی و بے عزتی کا شمار نہیں ہوسکتا تاریخ الخلفاء سیوطی بیان واقعہ حرا میں لکھا ہے کہ مدینہ لوٹا گیا اور ایک ہزار | ونهبت المدينة وافتض فيها الف عذراء باکرہ کے بکر کام آئے اور تاریخ مذکور کے اسی بیان کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ لوگوں نے اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے جماع کیا اور شرابیں پیں اور نماز ترک کر دی انتہٰی۔ | (صفحہ ۹) ینکح امهات الاولاد والبنات والاخوات ويشرب الخمر ويدع الصلوٰة

اس واقعہ میں علاوہ قتل عام کے اسّی بدری صحابی قتل ہوئے اور پھر دنیا کے پردہ پر کوئی بدری نہ رہا تھا معارف ابن قتیبہ میں ہے کہ ہنگامۂ مذکور میں سترہ سو مہاجرین اور دس ہزار دوسرے خوش باش قتل ہوئے تھے۔

اُن محدثین و مورخین پر افسوس ہے کہ جنہوں نے قرن ثانی کے ولدالزناؤں کے نام اور کام چھپائے تھے اُسی طرح قرن ثالث کے موالید اجتہادیوں کے نام و کام چھپائے جس سے نہ معلوم ہوسکا کہ کن کن صحابی و تابعی کے ہاں اجتہاد معاویہ اور یزید کی بدولت بچے پیدا ہوئے اور کن کن تابعی نے بموجب رسوم جاہلیت امہات و اخوات و بنات سے ضیزن جنوائے۔ چونکہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ ولدالزنا خیر الثلاثہ ہے اور اُس کو دینی و دنیوی معاملات میں اعلیٰ دستگاہ ہوتی ہے اور تقوےٰ و طہارت میں بھی قابل و لائق ہوا کرتا ہے۔ وہ ہم شرف تقدم زمانی کے سبب تابعی و تبع تابعی کی سند اُن کے اخلاف کی سند سے بلا قید صحت نسب اور بلا شرط ولدالحرام و حلال افضل مان لی گئی ہے حتّٰی کہ اکثر اصول عقائد زمانہائے خیر القرون ہی کے بعض حضرات کے اقوال و افعال و

تقاریر کی بنیادوں پر تھیں۔ پس جبکہ بلا قید صحت نسب ہر تابعی کا قول و فعل تقریر موسوم بہ حدیث ہو اور پھر وہ احادیث بقاعدۂ اصولیین جائز العمل بلکہ واجب العمل بھی ہوں اور بلا شرط صحت نسب تابعی کا چلن شعار مذہب قرار پائے اور وہ شعار ایسا معتبر و موثق مانا جائے کہ اُن کے اخلاف و مابعد کے ولد الحلال صلحاء و علماء عرفاء وغیرہ کے لئے باعث نجات بھی ہو تو خود صاحبان شعار کے افضل و اکمل ہونے میں کیونکر کسی کو کلام ہو سکتا ہے اور اُن کے مابعد کے حلالی علماء و صلحاء و فقہاء وغیرہ پر اجتہاد صدیقی و اموی کے مولود کا شرف و بزرگی ماننے میں کیا تامل ہو سکتا ہے چنانچہ خاتم خامس آل عبا یعنی جناب یزید بن معاویہ کا وہ قول قابل تمسک ہے جو انہوں نے ماہ رجب ۶۰ھ میں بعد حصول خلافت پہلا خطبہ پڑھا اور اثنائے خطبہ میں کہا تھا کہ معاویہ اپنے ماقبل کے لوگوں سے کمتر تھا اور اپنے بعد والوں سے افضل تھا۔ (عقد الفرید جلد صفحہ ۲۴) | ثم کان من دون من قبلہ وخیر الی بعدہ

چونکہ یزید کو اپنی دادی ہندہ اور پردادی قبیلہ از رسکہ وادی زرقا کا حال معلوم تھا اس سبب سے اُس کا یہ دعوے سچا تھا۔ دوم ثانی شرح میں یزید کے واسطے حدیث مرفوع مغفور لہم موجود ہے اس لئے اُس کا یہ قول اہلسنت کے لئے قابل العمل ہے۔

مذہب اہلسنت وجماعت میں ولد الزنا کی فضیلت صرف منقولات سے ثابت نہیں بلکہ بعض علمائے اہلسنت نے معقولات سے بھی شرافت ولد الزنا ثابت کی ہے چنانچہ علامہ قطب الدین شیرازی نے شرح حکمۃ القلوب میں اور امام راغب اصفہانی نے محاضرات میں فرمایا ہے کہ ولد الزنا شریف تر ہوتا ہے بیشک مرد خواہش ونشاط سے زنا کرتا ہے (اسی باعث سے) بچہ کامل پیدا ہوتا ہے اور یہ بات مقاربت حلال میں میسر نہیں

ولد الزنا انجب ان الرجل یزنی بشھوتہ ونشاطہ فیخرج الولد کاملا وما یکون من الحلال فمن تصنع الرجال المرأۃ

کیونکہ انسان اپنی منکوحہ سے بہ تصنع رغبت کرتا ہے انتہٰی محصلاً پس اگر

بعض صحابہ کو علی التنزل و بفرض محال والا الزام تسلیم کیا جائے تو بھی بجہت
شرافت و کاملیت اُن کی تقلید و اتباع میں کوئی حرج نہیں بلکہ نجات ہی نجات
ہے لہٰذا اصحاب کے مجملہ مطاعن انساب محض بے سود مہمل اور خلاف اصول مذہب
اہلسنت ہیں اور اس حصہ کا یہی تتمہ ہے تلک امۃ قد خلت لہا
ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون ۰
یعنی وہ لوگ گزر گئے وہ اپنا کیا پائیں گے اور تم اپنا کیا پاؤ گے اور تم سے اُن کے
عمل کی نسبت نہیں پوچھا جائیگا انتہٰی

نکتہ سوم [illegible] علی علیہ السلام

خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے زمانوں میں جو کسی بنی ہاشم کو چھوٹے سے
چھوٹا عہدہ بھی نہ ملا بلکہ ملکی و مالی معاملات پر اُن کی پرچھائیں نہ پڑنے دی کبھی
کبھی دینی مسائل مشکلہ میں مدد لی اور یہی عمل خلفاء امویہ و مروانیہ و عباسیہ نے
کیا بجز مامون رشید کے اور کسی نے اہلبیت کی مرویات کو قبول کیا اور نہ فقہ پر
عمل کیا تو صرف اسی وجہ سے کہ اُن میں شرافت نسب کی خرابی اور طیب ولادت کے
سبب دنیاوی معاملات کی سنبھال اور پولیٹکل چال کی قابلیت نہ تھی چنانچہ ہمارے
زمانہ کے بعض بیدار مغز [illegible] بھی جناب علی کرم اللہ وجہہ کی انتظامی قابلیت پر ہمارے
سامنے نکتہ چینی کی جس کی تفصیل بخوف طوالت ترک کی گئی اُن اعتراضات اور اُنکے
دلائل کی سماعت کے بعد جو ہم نے کتب معتبرہ میں تفحص و تدبر کیا تو واقعی بہت نقائص
پائے گئے چنانچہ استیعاب جلد اول صفحہ ۷۱ میں ابن عبد البر نے علامہ کلبی کی
کتاب صفین سے جناب امیر المؤمنین کے بہت معائب نقل کئے ہیں ازانجملہ بسر بن
ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ جب یہ صاحب جنگ صفین میں جناب امیر
کے مقابل ہوئے تو ایک داؤ کے موقع پر اُن کی عورتیں کھل گئیں اس داؤں کے
جواب میں جناب امیر نے منہ پھیر لیا اور ابن ارطاۃ کو اتنا موقع غنیمت ہو گیا اور جان
بچا کر بھاگ گئے۔ دوسرا عیب یہ لکھا ہے کہ اسی جنگ صفین میں حضرت عمرو بن العاص

رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی عورتیں دکھا کر جناب امیر سے جان بچائی تھی پس فی الحقیقۃ اگر جناب امیر علیہ السلام کی جائے کسی دوسرے بہادر کو ایسا موقع ملتا تو وہ وہیں نیزہ مار کر دشمن کا کام تمام کر دیتا اور حیا کو بالائے طاق رکھتا اسی طرح جنگ جمل کے موقع پر جناب امیر سے اور بھی لغزشیں ہوئیں جو واقعی قابل گرفت ہیں مثلاً محارب اسیروں کو بغیر قتل و فدیہ (تاوان جنگ) یوں ہی چھوڑ دینا دوسرے مخالف محارب زخمیوں کی جاں بخشی کرنی تیسرے مفرورین کا تعاقب نہ کرنا چوتھے محاربین کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر قبضہ نہ کرنا اور نہ کرنے دینا پانچویں محاربین کی ازواج و بنات و جاریہ وغیرہ پر متصرف نہ ہونا اور نہ کسی ماتحت کو متصرف ہونے دینا چھٹے مخالف مقتول کا مال و ہتھیار قاتل کو نہ دلانا واقعی یہی تو وہ نقایض ہیں جن کے عمل سے خلافت ہی کا نہیں بلکہ اسلام کا ستیاناس ہو گیا بکثرت صوبے اور علاقہائے اسلامی خلافت سے منحرف اور قبضہ سے نکل گئے ورنہ خلافت اولے کے مطابق اگر عمل کیا جاتا یعنی مفرورین کا تعاقب اور اسیروں اور زخمیوں کا قتل و اخراق و مثلہ و اغراق وغیرہ اور محاربین کی جائداد و بنات و ازواج وغیرہ پر تصرف و قبضہ تو لشکری آسودہ اور مرفہ الحال ہو کر دل سے معین و ناصر بنجاتے اور جو خرچ ہوا تھا اُس سے دُگنا چوگنا وصول ہو جاتا اور قتل و قتال سے جو نفوس کی کمی ہو گئی تھی وہ مغلوب اور اسیروں کی ازواج و بنات و کنیزوں سے موالید بھر پا کرا لئے جاتے اور دشمنان خلافت بھی کم ہو جاتے پس جناب علی کرم اللہ وجہہ کے یہ نقائص و معائب اصلاب طاہرہ و ارحام زکیہ کی خرابی کے سبب سے ہوں تو کوئی تعجب نہیں۔

نصائح جناب علی کرم اللہ وجہہ بغرض اصلاح شیعہ

الناس من جهة التمثال اكفاء	ہم شکل ہونے کے سبب تمام انسان آپس میں ہم کفو ہیں کیونکہ سب کے باپ آدم اور
ابوهم آدم والام حواء	ماں حوا ہیں۔ اگر لوگ اپنے نسب پر فخر کریں
فان یکن لهم من اصلهم شرف	

تو اُن کی اصل پانی اور مٹی ہے۔ اسے شخص تو جو اپنے باپ دادا کی بزرگیوں پر فخر کرے تو (یہ فضول ہے) اگر ذاتی جوہر ہے تو تو بزرگ ہے۔ کوئی بزرگی کا مستحق نہیں بجز اہل علم کے کیونکہ وہ خلقت کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکالکر راہ پر لاتے

یفاخرون به فالطین والماء
وان اصبت بفخر من ذوی نسب
فان نسبتنا جود وعلیاء
لا فضل الا لاهل العلم انهم
علی الهدی لمن استهدی ادلاء
(دیوان جناب علی صفحہ اوّل)

ہیں انتہٰی۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین واخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین

تمت

نہایت ضروری التماس

جملہ ادیان وملل کے حضرات سے انصاف وامداد طلب ہے کہ جس مذہب و دین کے مقبول اساتذہ وعلما وصلحا لیے ہوں بعض مقتدا ومعتقد علیہ حضرات کی تقبیح وتفضیح کی روایات تصنیف اپنی تالیفات میں خود بیان کردیں حتیٰ کہ بانی اسلام کی تقبیح وتفضیح سے بھی ان کی کوئی مذہبی کتاب خالی نہ ہو اور نہ ارکان عبادات اپنے بانی اسلام کے طریق عمل پر ادا کرتے ہوں جیسا کہ اس کتاب کے حصۂ اول سے ظاہر ہے اور حصۂ دوم سے ثابت ہوگا تو حضرات شیعہ کو کیا ضرور ہے کہ اہل سنت کے اُن مقدوح ومجروح مقتدایان کو بُرا کہکر اپنے ذمہ فساد ودشمنی کا الزام لیں بایں وجہ جملہ صاحبان مذہب سے التماس ہے کہ سب حضرات ملکر خلفائے ثلاثہ کا سب وشتم حضرات شیعہ سے ترک کرادیں تو احسان وکرم۔

الداعی ——— الی الخیر
فقیر ماہ عالم مصطفوی چشتی عفی عنہ